حضور سرورِ عالم ﷺ کے سدرہ سے آگے تشریف لے جانے، دیدارِ الٰہی، تحقیقِ حدیث شریک اور معجزۂ معراج پر اردو زبان میں مثالی کتاب

معراجِ حبیبِ خدا ﷺ

تصنیف

مُفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

نام کتاب — معراجِ حبیبِ خدا ﷺ

تصنیف — مفتی محمد خان قادری

اہتمام — محمد فاروق قادری

ناشر — کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

اشاعت اول — اگست ۲۰۰۴

اشاعت دوم — جون ۲۰۰۹ء

قیمت — 200

ملنے کے پتے

☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی

☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی ☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی

☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی ☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی

☆ مکتبہ دار العلم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور

☆ مکتبہ دار العلم دربار مارکیٹ لاہور ☆ روحانی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور

☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ کرماوالا دربار مارکیٹ لاہور

☆ قادری رضوی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042,5300353...03004407048

حسنِ ترتیب

الاهداء

معراجِ حبیب خدا ﷺ کے مصدِق اوّل

خلیفۃ الرسول حضرت امیر المومنین

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی خدمتِ بابرکت میں

بصد عجز و نیاز

خادمِ اسلام

محمد خان قادری

یکم رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو معجزات کثیرہ عطا فرمائے اور معجزۂ معراج بھی آپ ﷺ کے امتیازات میں سے ایک ہے۔ معراج شریف کے موضوع پر ویسے تو بیسوں رسائل اور کتب موجود ہیں لیکن ہم نے قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ سے معراج مبارک کے تذکار کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث سے استنباط کرتے ہوئے حضور ﷺ کے سدرہ سے آگے تشریف لے جانے اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کے حوالے سے علم اور تحقیق کی روشنی میں دلائل جمع کر دیئے ہیں اور مزید یہ کہ حدیثِ شریک پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جواب بھی دیا ہے تاکہ اس موضوع پر پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کا قلع قمع ہو۔ اور جمہور امت کا موقف (دیدار الٰہی) نکھر کر سامنے آجائے۔

اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کے لیے نافع ومفید بنائے

خادمِ اسلام

محمد خان قادری

امیر...... کاروان اسلام

باب ۱

اسراء اور قرآن

سبحان الذی اسراء کی تفسیر

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء اور وہاں سے آگے لامکان تک کی سیر کو معراج سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں پہلے حصہ کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل میں جبکہ دوسرے حصہ کا تذکرہ سورۃ النجم میں ہے، اسراء کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر (سورۃ الاسراء، ۱)

پاکیزگی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی، کہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

شان نزول

امام ابو حیان اندلسی رقمطراز ہیں، جب حضور اکرم ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا بیان کیا اور کفار نے اس کی تکذیب کی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

افتتاح بالتسبیح

اس سورت کا آغاز تسبیح سے کرنے کی حکمتیں یہ ہیں۔

۱۔ قرآن مجید لوگوں کے محاورہ کے مطابق نازل ہوا ہے، تا کہ وہ اس کے حقائق کو اچھی طرح جان سکیں چونکہ لوگ امر عجیب دیکھنے سننے پر تسبیح کرتے ہیں مثلاً جب کوئی قدرت کا شاہکار دیکھتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں سبحان اللہ۔

فکان اللہ عجب خلقہ بما اسدی الی رسولہ ﷺ من الاسراء بہ

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو معراج عطا کر کے مخلوق کو متعجب کر دیا

۲۔ جب کفار نے انکار کرتے ہوئے اس بات میں آپ ﷺ کو جھوٹا قرار دینے کی کوشش کی، تو اللہ نے ان کی تردید کر دی۔

فیکون المعنی تنزہ اللہ تعالیٰ ان یتخذ رسولا کذابا (زاد المسیر)	تو اب معنی یہ ہوگا کہ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ کسی جھوٹے شخص کو اپنا رسول بنائے۔

۳۔ یہاں بیان ایسی چیز کا ہے جسے انسانی عقل قبول نہیں کرتی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کا اظہار یوں فرمایا: کہ جو ذات سیر کروانے والی ہے وہ قادر مطلق ہے اور ہر قسم کے عجز اور کمزوری سے مبرا و پاک ہے۔

لفظ سبحان کی تحقیق

اکثر طور پر یہ لفظ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے. بعض اوقات بطور علم بھی آتا ہے، اس کا معنی ہے اللہ کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔

امام حاکم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ سے، سبحان اللہ، کا مفہوم پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

تنزیہ اللہ من کل سوء	اللہ تعالیٰ کا ہر عیب سے پاک ہونا

(المستدرک)

فضیلت تسبیح

تسبیح کی فضیلت پر متعدد روایات ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہیں بتاؤں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلمات کون سے ہیں؟ پھر فرمایا:

ان احب الکلام الی اللہ سبحان اللہ و بحمدہ (مسلم)	اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارے کلمات ''سبحان اللہ وبحمدہ'' ہیں۔

۲۔دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا، کون سے کلمات افضل ہیں؟

فرمایا:

ما اصطفی اللہ لعبادہ سبحان اللہ وبحمدہ	جو کلمات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے چنے ''سبحان اللہ و بحمدہ'' ہیں

۳۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن میں سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا۔

غفرت ذنوبہ و ان کانت مثل زبد البحر (مسلم)	اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔

۴۔امام بزار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ کلمات سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے۔

غرست لہ نخلۃ فی الجنۃ	اس کے لیے جنت میں کھجور کا پودا لگادیا جاتا ہے

(مسند بزار)

اسریٰ (اس نے سیر کروائی)

یہاں چند نکات نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔

۱۔اس واقعہ کو سفر کے بجائے سیر سے تعبیر فرمایا، کیونکہ سفر بعض اوقات مجبوراً کیا جاتا ہے، جبکہ سیر بحالت خوشی و سرور ہی ہوتی ہے۔

۲۔سفر میں ضروری نہیں کہ انسان دوران سفر ہر شے کو دیکھے، ہاں سیر میں اس کی نظر اشیاء کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے آپ ﷺ زمین کے اوپر کے احوال سے ہی نہیں، بلکہ اس کے نیچے کے حالات سے بھی آگاہ ہو رہے تھے۔ مثلاً فرمایا: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

۳۔ سیر کرنے اور کروانے میں بھی زمین اور آسمان کا فرق ہے، جب آدمی خود سیر کرتا ہے تو ممکن ہے اس کی نگاہ سیر گاہ کی ہر شے پر نہ جائے، لیکن جب وہاں کا انچارج سیر کروائے گا تو پھر کسی شے کے اوجھل رہ جانے کا امکان کہاں؟ مثلاً ہم عجائب گھر جائیں اور وہاں کا سربراہ ہمیں سیر کروائے تو وہاں کا کونسا گوشہ اور چیز ہوگی جو ہمیں نہیں دکھائے گا، بلکہ اس کی کوشش یہی ہوگی کہ کوئی چیز ان دیکھی نہ رہ جائے۔

ذرا سوچیے جب سیر کروانے والی خود خالق کائنات کی ذات ہو اور وہ اپنے حبیب اکرم ﷺ کو سیر کروائے تو کائنات کا کون سا گوشہ ہوگا جو آپ کے سامنے نہ لایا گیا ہوگا؟ اس لیے آپ ﷺ کا مقدس فرمان ہے۔

ظهرت لمستوی حتی اسمع فیه صریف الاقلام (بخاری و مسلم)

میں مقام مستوی تک پہنچا حتیٰ کہ میں نے اقلام تقدیر کی آواز سنی

شارح بخاری امام بدرالدین عینی (المتوفی ۸۵۵ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

المعنی انی اقمت مقاماً بلغت فیه من رفعة المحل الی حیث اطلعت علی الکوائن و ظهرلی مایراد من امر الله و تدبیره فی خلقه و هذا والله هو المنتهی الذی لاتقدم فیه لاحد علیه

(عمدة القاری: ۴، ۴۷)

(مرقاة المفاتیح: ۱۰، ۱۷۴)

اس کا معنی یہ ہے کہ اس مقام تک جا پہنچا کہ میں تمام کائنات پر مطلع ہوا اور مجھ پر مخلوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اوامر و تدابیر کا ظہور ہوا اللہ کی قسم! یہ وہ انتہا ہے جس پر آپ ﷺ کے سوا کوئی نبی نہیں پہنچا۔

یعنی تمام کائنات سے بھی آگاہ ہوا اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا جو

مرکزی دفتر ہے، اس کا مشاہدہ بھی کروایا گیا۔

۴۔لفظ سبحان کی طرح لفظ اسریٰ بھی تمام اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کررہا ہے، کہ اس طویل سیر و مشاہدات کا انکار مت کرو، جب یہ عطیہ و انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو پھر ماننے والے بن جاؤ، کیونکہ اس کے لیے ایسے معاملات دشوار ہرگز نہیں۔

بعبدہ (اپنے کامل بندے کو)

تمام امت کا اتفاق ہے کہ یہاں عبد سے حضور سید کائنات ﷺ کی ذات ہی مراد ہے۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری، فتح الرحمٰن میں لکھتے ہیں۔ نبی یا حبیب نہیں، بلکہ لفظ ''عبد'' لایا گیا تاکہ

۱ لئلا تضل امته کالنصاری	کہیں نصاریٰ کی طرح آپ کی امت گمراہ نہ ہو جائے۔

اور اس کے ذہن میں آپ ﷺ کی عبدیت اجاگر رہے۔ (جواہر البحار: ۳، ۴۳۷)

۲۔اللہ تعالیٰ کی ''عبدیت'' سب سے اعلیٰ وصف ہے امام ابوعلی دقاق فرماتے ہیں۔

لیس للمؤمن صفة اتم ولا اشرف من العبودية	کسی مومن کے لیے عبدیت سے بڑھ کر کوئی کامل و اعلیٰ وصف نہیں ہوسکتا۔

(الرسالۃ القشیریہ، ۱۰۰)

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ مقامات پر آپ ﷺ کا تذکرہ اسی لفظ سے کیا ہے، مثلاً! واقعہ معراج کے حوالے سے فرمایا

سبحان الذی اسری بعبده (الاسراء، ۱)	پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کروائی۔

نزول وحی کے حوالے سے فرمایا

الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتاب — تمام حمد اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔ (الکہف، ۱)

آپ ﷺ کی رسالت عامہ کا تذکرہ ہوتے فرمایا

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده — بابرکت ذات ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا۔ (الفرقان، ۱)

اپنے اور حبیب ﷺ کے درمیان راز و نیاز کی گفتگو کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے

فاوحی الی عبده ما اوحی — تو وحی کی اس نے اپنے بندے پر جو کرنا تھی (النجم، ۱۰)

یعنی بندے کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی مقام ہی نہیں کہ اسے مالک اپنا بندہ قرار دیدے۔

خود بھی یہی مانگا

امام فخر الدین رازی اپنے والد ماجد شیخ عمر حسین کے حوالہ سے لکھتے ہیں، امام ابو القاسم سلیمان انصاری نے بیان کیا، شبِ معراج جب حضور اکرم ﷺ مقام عالی پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا محمد بم اشرفک؟ — اے محمد! ﷺ میں تمہیں کون سا لقب عطا کروں؟

آپ ﷺ نے عرض کیا

رب بان تنسبنی الی نفسک بالعبودیة — میرے پروردگار! مجھے اپنا بندہ بنا لے

تو اللہ تعالیٰ نے ''سبحان الذی اسری بعبده'' میں وہ لقب آپ ﷺ کو عطا

فرمادیا۔ (مفاتیح الغیب،۲۰،۲۹۲)

چونکہ یہ سب سے اعلیٰ وصف ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی لقب عطا فرمایا،

امام ابوعلی دقاق فرماتے ہیں۔

ولذلک قال سبحانه فی وصف النبی ﷺ لیلة المعراج و کان اشرف اوقاته فی الدنیا سبحان الذی اسری بعبده وقال تعالیٰ فاوحی الی عبده ما اوحی فلوکان اسم اجل من العبودیة لسماه به

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شب معراج جو دنیا میں حضور ﷺ کے لیے سب سے اعلیٰ موقعہ تھا، لفظ عبد سے یاد فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سبحان الذی اسری بعبده، فاوحی الی عبده ما اوحی ،اگراس سے بڑھ کرکوئی نام و وصف ہوتا تو اس سے نوازا جاتا۔

(الرسالة القشیر یہ،۱۰۰)

مقام عبدہ

پھر صرف عبد نہیں بلکہ عبدہ فرمایا یعنی اس کائنات میں سب سے کامل عبدیت آپ ﷺ کو ہی حاصل ہے یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی یہ لفظ ذکر کیا ہے حضرت ذکریا علیہم السلام کے بارے میں فرمایا۔

ذکر رحمة ربک عبده زکریا (مریم،۲)

یہ ذکر ہے میرے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے ذکریا پر کی

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

اصبر علی مایقولون و اذکر عبدنا داؤد

ان کی باتوں پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

واذکر عبدنا ایوب اذنادی ربه انی مسنی الضر و انت ارحم الراحمین (الانبیاء، ۸۳)

اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا، مجھے تکلیف نے مس کیا ہےاور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

حبیب اور دیگر انبیاء میں امتیاز

جن آیات میں اپنے حبیب ﷺ اور دیگر برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنا عبد قرار دیا، وہ ہمارے سامنے ہیں ان میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے ایک امتیاز قائم رکھا، دیگر انبیاء کو عبد فرمایا مگر متصلاً ان کا نام بھی ذکر کر دیا، مگر اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کو عبد کہا تو عبد کے بعد آپ ﷺ کا نام نہیں لیا، جو آشکار کر رہا ہے کامل عبد آپ ہی کی ذات اقدس ہے۔ مفسر قرآن شیخ زادہ اس قرآنی امتیاز کی بنا پر رقمطراز ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات، وجود حق میں فنا تھی ہی مگر آپ کا نام بھی فنا ہو چکا تھا۔

هو الحر المعتق عن عبودية الموجودات ورق وجوده، فلهذا سماه الله تعالىٰ بعبد عبر فيما اسمه ورسمه اسما ماليس به احدا من خلقه الا و اشعر ببقاء اسمه و رسمه كما قال عبده ذكريا

(شرح قصیدہ بردہ، ۱۷۰)

آپ ﷺ عبدیت موجودات اور وجود کی غلامی سے آزاد اور بالاتر ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دیگر مخلوق کی عبدیت کے ساتھ اس کا نام ونشان بھی ذکر کیا، مگر آپ ﷺ کی عبدیت کے بعد نام کا ذکر تک نہ کیا۔

یعنی بعد میں باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء کا ذکر اور آپ کے اسم مبارک کا عدم

ذکر بتا رہا ہے کہ حضورﷺ کی ہستی وجود حق میں اس طرح فنا ہو چکی ہے کہ نام بھی باقی نہیں رہا، اس پر حدیث شفاعت کے حوالہ سے تائید لاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ومن ھھنا یقول کل نبی یوم القیامۃ نفسی نفسی ببقاء وجودھم وھو ﷺ یقول امتی امتی لفناء وجودہ (ایضاً، ۱۷۰)	چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا وجود باقی ہے، اس لیے وہ روز قیامت میری ذات، میری ذات فرمائیں گے اور حضورﷺ چونکہ کاملاً فنا ہو چکے ہیں اس لیے آپ میری امت، میری امت فرمائیں گے۔

عبد کون؟

ویسے تو تمام کائنات عبد کہلاتی ہے۔ فرشتوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

بل عباد مکرمون	بلکہ وہ معزز بندے ہیں

(الانبیاء)

دوسرے مقام پر ہر شے کے بارے میں فرمایا کہ روز قیامت

ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمن عبدا	آسمانوں اور زمین میں سے ہر شے رحمٰن کی بارگاہ میں بطور عبد حاضر ہوگی۔

(مریم)

لیکن مقامات عبدیت کون پاتا ہے؟ اس بارے میں اہل معرفت فرماتے ہیں، عبد وہ ہے جو یہ کہے سب کچھ میرے رب کے قبضے میں ہے، حتی کہ اس کی نقل وحرکت بھی اپنی نہیں۔

شیخ ابن عطاء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

العبد الذی لا ملک لہ	عبد کسی شے کا مالک نہیں ہوا کرتا۔

بعض نے کہا جو ہر حال میں اپنے رب کے حکم کا پابند بن جائے۔ امام ابو حفص نیشاپوری کہتے ہیں۔

العبد القائم باوامر سیدہ علی النشاط حیث جعلہ علی محل امرہ

عبد وہ ہوتا ہے جسے اس کا آقا جب بھی کوئی حکم دے تو وہ اسے دل و جان سے بجالائے۔

متاع بے بہا ہے درود سوز و ارز و مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر

مفکر اسلام علامہ اقبال نے عبد اور عبدہ میں خوب فرق واضح کرتے ہوئے کہا

عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر
ما سراپا انتظار او منتظر

(یعنی ان میں فرق یہ ہے کہ عبد اپنے مالک کے سلام و کرم کا منتظر رہتا ہے، لیکن جسے مقام عبدہ مل جائے خالق کا اس پر اس قدر کرم ہو جاتا ہے پھر خالق و مالک خود اس کا انتظار فرماتا ہے)

شب معراج حضرت جبریل امین کا یہ جملہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے، انھوں نے عرض کیا تھا حضور چلیے

ان ربک لمشتاق الیک آپ کا رب آپ ﷺ کا مشتاق و منتظر ہے۔

معراج جسمانی پر دلالت

لفظ عبد واضح کر رہا ہے کہ سیر فقط روحانی نہیں بلکہ جسمانی بھی تھی، کیونکہ اس لفظ کا اطلاق جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے، امام رازی فرماتے ہیں۔

ان العبد اسم لمجموع الجسد والروح فوجب ان یکون الاسراء حاصلا لمجموع الجسد والروح

(مفاتیح الغیب، ۲۰، ۲۹۵)

عبد کا اطلاق جسم و روح دونوں پر ہوتا ہے، لہذا یقیناً یہ سیر دونوں کے مجموعہ کو حاصل ہوئی۔

اس پر یہ آیات مبارکہ بھی شاہد ہیں۔

ارأیت الذی ینهی عبدا اذا صلی (العلق، ۹،۱۰)

کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جس نے بندے کو نماز سے روکا۔

۲. وانه لما قام عبد الله یدعوه کادوا یکونون علیه لبدا (الجن، ۱۹)

اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں۔

اہم فائدہ

اس موقعہ پر عبد فرما کر یہ بھی واضح کر دیا، شب معراج اس قدر قرب پانے کے باوجود آپ ﷺ عبد ہی ہیں نہ کہ معبود، یعنی عبد اور معبود کا فرق قائم رکھنا ضروری ہے۔

لیلاً (رات کے کچھ حصہ میں)

لیل کو معرفہ کی بجائے نکرہ ذکر کیا، تا کہ قلت مدت پر دلالت ہو، شیخ جار اللہ زمخشری کہتے ہیں۔

اراد بقوله لیلاً بلفظ التنکیر تقلیل مدة الاسراء (الکشاف)

لیلاً نکرہ ذکر کر کے واضح کر دیا کہ سیر کی مدت بہت ہی کم تھی۔

پھر لیلاً (تاء) کے بغیر فرمایا نہ کہ لیلة کیونکہ لفظ لیلة کی تمام رات پر دلالت ہوتی ہے،

چونکہ یہ سیر رات کے تھوڑے حصہ میں تھی، لہذ الیلاً فرمایا تا کہ واضح ہو جائے کہ اس سیر کے لیے تمام رات نہیں بلکہ اس کے کچھ حصہ میں ہوئی۔

امام نجم الدین الغیطی رقمطراز ہیں۔

اذا قالوا اسری لیلة کان ذلک فی الغالب لاستعیاب اللیلة باسری (المعراج الکبیر، ۹)	جب ''اسری لیلۃ'' کا لفظ آئے تو اس سے اغلب تمام رات میں سیر کرانا مراد ہوتی ہے۔

انتخاب شب کی حکمت

اہل علم و معرفت نے معراج کے لیے رات کے انتخاب کی بھی متعدد حکمتیں بیان کی ہیں۔ امام ابن منیر لکھتے ہیں، دن کا انتخاب نہ کرنے کی حکمت یہ ہے۔

۱. لانه وقت الخلوة	رات وقت خلوت ہے۔
۲. لیکون ابلغ للمومن بالایمان بالغیب وفتنة للکافر	اہل ایمان کے ایمان بالغیب میں اضافہ اور منکرین کے لیے زیادہ آزمائش ہو۔

۳۔ رات کو دن پر فضیلت بھی حاصل ہے، کیونکہ ہر رات میں ایسی گھڑی آتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے جب کہ سوائے جمعہ کے کسی دن کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔

۴۔ رات پہلے جب کہ دن بعد میں آتا ہے۔

۵۔ نزول قرآن کی ابتداء رات میں ہوئی۔ ''انا انزلنه فی لیلة القدر''

۶۔ سب سے بڑی نعمت دیدار الٰہی ہے اور یہ بھی آپ ﷺ کو رات میں ہی نصیب ہوا۔

رات میں دیگر انعامات

معراج کے علاوہ بھی متعدد انعامات و معجزات ایسے ہیں جو آپ ﷺ کو رات کے

وقت عطا کیے گئے مثلاً معجزۂ شق القمر، ہجرت رات کو ہوئی، غار ثور میں داخلہ، اکثر طور پر آپ ﷺ سفر رات کو فرماتے اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

علیکم بالدلجة فان الارض تطوی باللیل	رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔

دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بھی یہی ہے کہ انہیں رات کے وقت بہت سی نعمتوں سے نوازا گیا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس راتوں کے اعتکاف کا حکم دیا، ان سے رات میں کلام فرمایا اور پھر رات کو ہی قوم کو لے کر نکلنے کا حکم ہوا۔

شب معراج افضل یا شب قدر

شب معراج افضل ہے یا شب قدر؟ اس پر اہل علم نے تفصیلی گفتگو کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ معراج کی معین رات جس میں یہ معجزہ نصیب ہوا وہ ہر شب قدر سے افضل ہے، کیونکہ اس رات میں آپ ﷺ کو دیدار الٰہی کا شرف نصیب ہوا جو سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ امام ابوامامہ بن نقاش اس حقیقت کو یوں آشکار کرتے ہیں۔

لیلة الاسراء افضل من لیلة القدر فی حق النبی ﷺ	شب اسراء حضور ﷺ کے حق میں لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

(وهو بالافق الاعلی، ۲۷)

امام سراج الدین بلقینی قصیدہ نعتیہ میں لکھتے ہیں۔

اولاک رؤیته فی لیلة فضلت	لیالی القدر فیها الرب ارضا کا

(یارسول اللہ ﷺ جس رات آپ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا وہ شب قدر سے کہیں بلند و افضل ہے)

امام صالحی شامی لکھتے ہیں۔

یؤخذ من قوله ان لیلة الاسراء افضل من لیلة القدر

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ’’اسری بعبدہ لیلاً‘‘ سے شب قدر سے شب اسری کی فضیلت معلوم ہوتی ہے

(جواہر البحار، ۳، ۴۳۸)

من المسجد الحرام (مسجد حرام سے)

یہاں مسجد حرام سے حرم کعبہ اور مکہ مراد ہے، کیونکہ اس وقت آپ ﷺ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تھے، جو حرم کعبہ کے قریب تھا، روئے کائنات میں سب سے پہلی مسجد بھی یہی ہے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا زمین پر سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟ فرمایا: مسجد حرام، عرض کیا، اس کے بعد کونسی؟ فرمایا: مسجد اقصیٰ، عرض کیا ان کے درمیان مدت کتنی ہے؟ فرمایا: چالیس سال

اشکال وجواب

بعض اذہان میں ہے کہ بیت المقدس حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کروایا تو مسجد حرام کی تعمیر سے ہزار سال بعد کا معاملہ ہے، پھر چالیس سال فرمانا کیسے درست ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی، ان کے چالیس سال بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی تھی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی توسیع اور تعمیر نو کی تھی، بلکہ ابن ہشام نے یہ نقل کیا ہے سیدنا آدم علیہ السلام نے جب کعبہ کی تعمیر کی، تو اس کے بعد انھوں نے ہی بیت المقدس کی تعمیر کی، اس مقدس گھر بیت اللہ شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وهدی للعالمین (ال عمران، ۹۶)

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا سارے جہان کا راہنما

اس مسجد میں بیت اللہ (کعبہ) ہے اس میں ایک نماز کا ثواب لاکھ نماز کے برابر ہے اس پر تفصیلی گفتگو کے لیے ہماری کتاب ''حضور ﷺ کا سفر حج'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

الی المسجد الاقصیٰ (مسجد اقصیٰ تک)

مسجد اقصیٰ ہی کو بیت المقدس کہا جاتا ہے، یہ آپ ﷺ کی زمینی سیر کی انتہا ہے، یہ نہایت ہی متبرک مقام ہے جن تین مساجد کی زیارت کا آپ ﷺ نے امتیوں کو شوق دلایا وہ تین یہ ہیں۔ ۱مسجد حرام ۔۲۔ مسجد نبوی اور ۔۳۔ مسجد اقصیٰ، امام داؤد اور ابن ماجہ نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیت المقدس کے بارے پوچھا تو فرمایا: وہ مقام محشر ہے وہاں جاؤ تو نماز ادا کرو۔

فان صلاۃ فیہ کالف صلاۃ فی غیرہ — کیونکہ وہاں کی نماز ہزار نماز کے برابر ہے

(فضائل بیت المقدس، ۱۰۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے۔

من حج وصلی فی مسجد المدینة والمسجد الاقصی فی عام واحد خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه — جس نے حج کیا اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں اس سال نماز پڑھی تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے پیدا ہونے کے دن (گناہوں سے پاک ہوتا ہے)

(اعلام الساجد للزرکشی، ۲۹۶)

کچھ عرصہ کے لیے امت مسلمہ کا یہ قبلہ بھی رہا اور اس کی سمت نماز ادا کی جاتی رہی، حتیٰ کہ سولہ ماہ تک مدینہ منورہ میں نماز اس طرف منہ کر کے ادا کی جاتی رہی۔ حضور ﷺ کی تمنا تھی کہ ہمارا قبلہ بیت اللہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کی تمنا کے مطابق

کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ یا د رہے بیت المقدس سے پہلے قبلہ کعبہ ہی تھا، گویا امت مسلمہ کو اپنے اصل کی طرف لوٹا دیا گیا۔

بیت المقدس معدن انبیاء بھی کہلوا تا ہے، اس لیے کہ وہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو آپ ﷺ کے لیے جمع کیا گیا اور آپ ﷺ نے ان کی امامت کروائی۔

لیدل ذلک علی انہ الرئیس المقدم و الامام الاعظم — تا کہ آشکار ہو جائے کہ آپ ﷺ سربراہ اور سب سے بڑے امام ہیں۔

بیت المقدس جانے کی حکمتیں

اولاً آپ ﷺ کو مسجد حرام سے بیت المقدس لے جایا گیا اس کی علماء نے متعدد حکمتیں بیان کی ہیں، شارح بخاری امام ابن ابی جمرہ رقمطراز ہیں۔

ا۔ تا کہ معاندین پر حق کا اظہار ہو جب آپ ﷺ نے بیت المقدس کے بارے میں بتایا، وہ جانتے تھے کہ آپ نے اس سے پہلے وہاں کا سفر نہیں کیا اور اسے نہیں دیکھا، پھر اس کے بارے میں متعدد سوالات اٹھائے، آپ ﷺ نے تمام کے جوابات عنایت کر کے انہیں ساکت کر دیا، اگر مکہ سے آسمانی معراج کی ابتداء ہو جاتی تو یہ فائدہ کاملاً حاصل نہ ہوتا۔

۲۔ چونکہ آپ ﷺ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے عملاً آپ کو دکھا بھی دیا۔

۳۔ وہ معدن ارواح انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔

فاراد اللہ تعالیٰ ان یشر فھم بزیارتہ ﷺ — اللہ تعالیٰ نے چاہا تا کہ وہ تمام آپ ﷺ کی زیارت کا شرف پالیں۔

۴۔ وہ ہجرت انبیاء کا مرکز ہے، آپ کو وہاں سے لے جایا گیا تا کہ یہ فضیلت بھی آپ ﷺ کو حاصل ہو جائے۔

۵۔امام ابن دحیہ کہتے ہیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہو کہ میرا حبیب ﷺ وہاں نماز ادا کرے تا کہ بیت المقدس میں آپ ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے سے اس کی فضیلت دوبالا ہو جائے۔

فلما تمم تقديسه اخبر ﷺ انه لاتشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد المسجد الحرام لانه مولد ومسقط رأسه و موضع نبوته و مسجد المدينة لانه محل هجرته وارض تربته ومسجد الاقصىٰ لانه موضع معراجه ﷺ

جب اس کا تقدس کامل ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کی طرف سفر نہ کرو، مسجد حرام کیونکہ یہ آپ ﷺ کی جائے ولادت اور مقام نبوت ہے، مسجد مدینہ کیونکہ یہ آپ ﷺ کا مقام ہجرت اور جائے مزار ہے، مسجد اقصیٰ کیونکہ یہ آپ ﷺ کا مقام معراج ہے۔

(المعراج الکبیر، ۱۳، ۱۴)

۶۔یہ محل قیامت ومحشر ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ ﷺ کے مبارک قدم وہاں لگ جائیں، تا کہ ان کی برکت سے روز قیامت امت کا وہاں قیام آسان ہو جائے۔

(جواہر البحار، ۳، ۴۳۹)

الذی بارکنا حوله (جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا)

یہ مسجد اقصیٰ کی شان ہے کہ ہم نے اسے خوب برکات سے نوازا ہے، وہ برکات کیا ہیں؟ وہ دینی بھی ہیں اور دنیاوی بھی۔

۱۔یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مرکز، معبد اور وحی وملائکہ کا مہبط ہے۔

۲۔اس کے اردگرد انہار اور پھلدار درخت ہیں۔

جب مسجد کے اردگرد اس قدر برکات ہیں تو اس کے اپنے اندر کا عالم کیا ہوگا؟

بعض مفسرین نے کہا کہ تمام زمین کو برکات اس سے مل رہی ہیں کیونکہ روئے زمین کے پانی کا مرکز صخرہ بیت المقدس ہی ہے۔

لنریه من آیاتنا (تاکہ ہم انہیں اپنی آیات دکھائیں)

یہ اس سیر کی غایت ہے کہ ہم نے یہ سفر آپ ﷺ کو اپنی آیات کا مشاہدہ کروانے کے لیے کروایا، یہاں بھی آیاتنا (ہماری آیات) اور سورۂ نجم میں ہے۔

لقد رای من آیات ربه الکبریٰ — آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

یعنی دونوں مقامات پر آیات اللہ کا تذکرہ ہے کہ ہم نے خصوصی آیات کا مشاہدہ عطا فرمایا۔ اس سے درج ذیل سوال کا جواب بھی واضح ہو جاتا ہے۔ امام فخر الدین رازی نے سوال و جواب یوں نقل کیا ہے۔

سوال: لفظ من تبعیضیہ بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ کو بعض آیات کا مشاہدہ عطا کیا ہے، حالانکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (الانعام، ۷۵) — اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

یہ الفاظ آشکار کر رہے ہیں انہیں سماوی و ارضی تمام آیات کا مشاہدہ کروایا تو اس سے

فیلزم ان یکون معراج ابراهیم علیه السلام افضل من معراج محمد ﷺ — لازم آ رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معراج، حضور ﷺ کے معراج سے افضل ٹھہرے۔

جواب: ہم نے واضح کیا کہ آپ ﷺ نے آیات اللہ کا مشاہدہ کیا جبکہ سیدنا ابراہیم

علیہ السلام نے سماوی اور ارضی آیات کا مشاہدہ کیا اور بلاشبہ آیات الٰہیہ کا مشاہدہ ان سے کہیں افضل ہے۔ امام رازی کے الفاظ ہیں۔

الذی راہ ابراھیم ملکوت السموات والارض والذی راہ محمد ﷺ بعض آیات اللہ تعالیٰ ولاشک ان آیات اللہ افضل	جو آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھیں وہ سماوی اور ارضی تھیں، جبکہ حضور ﷺ نے بعض آیات اللہ کا مشاہدہ کیا اور آیات اللہ بلاشبہ افضل و اعلیٰ ہیں۔

(مفاتیح الغیب، ۲۰، ۲۹۲)

اس پر کچھ گفتگو سورۂ نجم کے تحت بھی آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

انه هو السميع البصير (وہی دیکھنے اور سننے والا ہے)

مختار قول یہی ہے اس ضمیر کا مرجع ذات باری تعالیٰ ہے، معنی یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کے اقوال کو سننے والا اور آپ کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔ امام ابو البقا عبد اللہ بن حسین عکبری نے بعض محققین سے نقل کیا ہے، اس کا مرجع عبد بھی ہوسکتا ہے اب ترجمہ یہ ہوگا۔

السميع لكلامنا البصير لذاتنا (املاء مامن به الرحمن)	آپ ہمارا کلامؒ سننے والے اور ہماری ذات اقدس کا دیدار کرنے والے ہیں۔

باب ۲

معراج اور قرآن

سورۂ النجم کی ۱۸ آیات کی تفسیر

سورۂ نجم میں بیت المقدس سے اگلے حصہ سیر کا تذکرہ ہے، باقی اس حصہ کو بعد میں لانے کی حکمت یہ ہے تاکہ پہلے بیت المقدس تک جانا مان لیں اور اس پر آپ ﷺ کی سچائی واضح ہو جائے تو پھر اس سے بڑھ کر جو واقعہ ہے اسے سامنے لایا جائے تاکہ تدریجاً ایمان کا حصول ہو، آیئے! ان مبارک آیات اور الفاظ کی تلاوت و زیارت کا شرف پاتے ہیں۔

والنجم اذا ھوی ماضل صاحبکم وماغوی وما ینطق عن الھوی ان ھوالاوحی یوحی علمه شدید القوی ذو مرة

اس پیارے چمکتے تارے محمد ﷺ کی قسم! جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو وحی ان کو کی جاتی ہے۔

فاستوی وھو بالافق الاعلی ثمردنا فتدلی فکان قاب قوسین اوادنی فاوحی الی عبده ما اوحی ماکذب الفؤاد مارای افتمرونه علی مایری ولقد راہُ نزلة اخری عند سدرة المنتھی عندھا جنة الماوی اذیغشی السدرة مایغشی مازاغ البصر و ماطغی لقدرائ من ایت ربه الکبری.

(النجم،۱۔۸)

انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انھوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا سدرۃ المنتہی کے پاس اس کے پاس جنت الماوی ہے جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان (۱۸) آیات کے حوالہ سے چند نکات و فوائد کا

تذکرہ کرتے ہیں۔

والنجم (ستارے کی قسم)

واو قسمیہ ہے، النجم کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔

١۔اس سے مراد قرآن ہے جو متفرق اوقات میں آپ ﷺ پر نازل ہوتا رہا النجم بمعنی تفریق آتا ہے۔

٢۔وہ ستارے مراد ہیں جو حفاظت وحی کے لیے شیاطین کو مارے جاتے ہیں۔

٣۔اس سے حبیب خدا ﷺ کی ذات اقدس مراد ہے۔امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی (٥١٦) لکھتے ہیں۔

وقال جعفر الصادق یعنی محمد ﷺ اذ نزل من السماء الی الارض لیلۃ المعراج	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اس سے حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد ہیں جو شب معراج آسمان سے زمین پر تشریف لائے

(معالم التنزیل ٤، ٢٤٤)

امام احمد خفاجی اس تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں۔

فلا غرابۃ فیہ روایۃ و درایۃ لان وجہ الشبہ ظاہر	اس میں عقلاً ونقلاً کوئی بعد نہیں، کیونکہ وجہ تشبیہ بالکل ظاہر ہے۔

(نسیم الریاض، ١، ٣٢٣)

اکثر مفسرین نے دوسری تفسیر کو مختار قرار دیا ہے۔

اذا ھوی (جب وہ نیچے اترا)

ھوی، اوپر سے نیچے آنا، اگر نجم سے مراد قرآن ہو تو مفہوم ہوگا قسم ہے قرآن کی جو حضور ﷺ پر نازل ہوا اگر حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد ہو تو اب وہی معنی ہوگا جو اوپر امام جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

ماضل صاحبکم وما غوی (تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا اور نہ بھٹکا)

یہ جواب قسم ہے، یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے دو باتوں کی نفی فرمائی ہے۔

ضلالت اور غی، ضلالت کی ضد ہدایت اور غی کی ضد رشد ہے۔لفظ ضلالت عام طور پر اس

گمراہی کے لیے آتا ہے جس کا تعلق بھول چوک یا فکر واجتہاد کی غلطی سے ہواور غوی کا تعلق اس گمراہی سے ہوگا، جس میں نفس کی اکساہٹ اور آدمی کے قصد وتعمد کو بھی دخل ہو، لفظ صاحب حضور ﷺ کے لیے اور ضمیر سے مخاطب قریش ہیں، انہیں متوجہ کر کے کہا جارہا ہے کہ یہ پیغمبر جو تمہارے دن رات کے ساتھی ہیں، تمہارے لیے کوئی اجنبی نہیں تم ان کے ماضی و حاضر، ان کے اخلاق و کردار اور ان کے رجحان و ذوق سے اچھی طرح واقف ہو، تم نے کب ان کے اندر ایسی بات دیکھی ہے جس سے یہ شبہ ہو سکے کہ ان میں کہانت یا نجوم کا کوئی میلان پایا جاتا ہے، اس طرح کا ذوق کسی کے اندر رہتا ہے تو دن رات کے ساتھیوں سے وہ عمر بھر چھپا نہیں رہتا، لیکن یہ عجب بات ہے کہ جو چیز اتنی مدت تک تم نے ان کے اندر کبھی محسوس نہیں کی جب انھوں نے نبوت کا اعلان کیا اور تم کو اللہ کا کلام سنایا تو تم نے ان کو کاہن اور نجومی کہنا شروع کر دیا، حالانکہ ان کی زندگی اور ان کا کلام شاہد ہے کہ ان کے اندر کسی ضلالت یا غوایت کا کوئی شائبہ نہیں ہے، ماضل اور ماغوی دونوں ماضی ہیں جو واضح کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی پاکیزہ اور اعلیٰ تھی یعنی اس میں کوئی عقیدہ وعمل کی ہرگز کوئی کجی نہیں تھی۔

صاحبکم کی حکمت

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا نام ذکر کرنے کی بجائے صاحبکم فرمایا، تا کہ ان پر حجت خوب واضح طور پر ہو۔

وھم اعلم الخلق بہ وبحالہ واقوالہ و اعمالہ وانھم لایعرفونہ بکذب ولاغی ولا ضلال ولا ینقصمون امرا و احدا قط

(المعراج الکبیر، ۲۲)

کیونکہ وہ آپ ﷺ کی ذات، احوال، اقوال اور اعمال سے دیگر تمام سے زیادہ باخبر تھے انھوں نے کبھی بھی آپ ﷺ سے کوئی جھوٹ، غلط بات، گمراہی ہرگز نہیں دیکھی اور وہ اس طرح کا کوئی ایک معاملہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔

دوسرے مقام پر حضور ﷺ کی اس عظمت کو یوں آشکار فرمایا۔

ام لم یعرفوا رسولھم فھم لہ منکرون (المومنون، ٦٩)	یا انھوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں۔

امام فخر الدین رازی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس میں واضح کیا کہ یہ لوگ اعلان نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے بارے میں جانتے تھے۔

کونہ فی نھایة الامانة و الصدق و غایة الفرار من الکذب والاخلاق الذمیمة فکیف کذبوہ بعد ان اتفقت کلھم علی تسمیتہ بامین	کہ آپ ﷺ ہر معاملے میں امین اور سچے ہیں، جھوٹ، کذب اور برے اخلاق سے آپ ہر وقت گریزاں رہتے ہیں، آپ ﷺ کے امین ہونے پر متفق ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی تکذیب کیسے کر سکتے ہیں۔

(مفاتیح الغیب: پ ١٨، ٢٨٦)

ومانیطق عن الھوی (اور یہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں)

مخالفین نے جب یہ کہنا شروع کیا کہ یہ قرآن خود گڑھ کر لاتے ہیں اور اسے اللہ کا کلام بنا کر پیش کرتے ہیں تو اس کے جواب میں فرمایا، یہ نبی تو اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں۔

عن الھویٰ کی حکمت

یہاں بالھویٰ نہیں بلکہ عن الھویٰ فرمایا کیونکہ نفی نطق عن الھوی میں زیادہ مبالغہ ہے، ھویٰ کی بنا پر نطق صادر ہی نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کا نطق ہو، گویا کہ اس میں دو چیزوں کی نفی ہے۔

١۔ آپ ﷺ کے نطق کا سرچشمہ ھویٰ نہیں۔

۲۔ آپ ﷺ کا تعلق ھویٰ سے نہیں، لہذا آپ کا نطق حق ہے اور اس کا سرچشمہ ہدایت ہے نہ کہ گمراہی و ضلالت

ھویٰ کا مفہوم

یہ نفس امارہ سے محبت اور اس کی اتباع کا نام ہے سب سے بڑی بت پرستی خواہش نفس کی اتباع ہے بتوں، درختوں اور پتھروں کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے بچنا آسان ہے مگر اپنے اندر کے بت سے بچنا نہایت دشوار ہے بلکہ بچنا تو درکنار اکثر کو اس کا علم بھی نہیں رہا۔ حالانکہ خالق نے جہاں ظاہری بتوں کی مذمت اور نشاندہی کی وہاں اس نے باطنی صنم کی بھی نشاندہی کر دی ہے، ارشاد ربانی ہے۔

ارأیت من اتخذ الھه ھواه افانت تکون علیه وکیلا (الفرقان، ۴۳)

کیا تم نے اسے نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو خدا بنا لیا کیا، تم ایسے کی نگرانی کر سکتے ہو۔

اس سے آگے فرمایا۔

ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا۔ (الفرقان، ۴۴)

ایسے لوگ تو چوپایوں کے مانند، بلکہ ان سے زیادہ گمراہ ہیں۔

یعنی چوپائے ہر حال اور ہر شکل میں اپنی اس جبلت پر قائم رہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے، وہ اپنی خواہشات کی پیروی میں سرمو اپنی جبلت سے انحراف نہیں کرتے، لیکن انسان جب اپنی خواہشوں کا غلام بن جاتا ہے تو وہ اپنی جبلت اور فطرت کے تمام حدود توڑ کر چوپایوں سے بھی بدترین بن جاتا ہے۔

ایک اور مقام پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا۔

افرأیت من اتخذ الھه ھواه (الجاثیه، ۲۳)

کیا تم نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا لیا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

ومن اضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله ان الله لا يهدى القوم الظالمين (القصص، ۵۰)	اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو

یہاں وضاحت بھی فرمادی کہ جو خواہش شریعت کے خلاف ہوگی وہ خواہش نفس قرار پائے گی۔

تو دولت پرستی، جاہ پرستی اور اقتدار پرستی وغیرہ سب باطن کے بت ہیں جن کی پرستش سے نکلنا نہایت لازم وفرض ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے متعدد ارشادات عالیہ کے ذریعے اس بات کو خوب اجاگر کیا مثلاً ایک مقام پر فرمایا۔

تعس عبد الدينار و عبد الدرهم	ہلاک ہوگیا دینار و درہم کا بندہ

جو خدا کو بھول کر دولت کا پجاری بنا وہ ہلاک ہوگیا، اس باطنی بت کی نشاندہی مفکر اسلام علامہ اقبال نے یوں کی ہے۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کر سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

ہمیں بھی اس اندر کے بت سے ہر وقت بچتے رہنا چاہیے۔

سب سے بڑا بت

اسلام نے اسے سب سے بڑا بت قرار دیا ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ماتحت ظل السماء من اله يعبد من دون الله اعظم عند الله من هوى متبع	آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے ہاں اتباع خواہش سے بڑا کوئی ایسا خدا نہیں جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جائے۔

(المعجم الکبیر، للطبرانی)

ہلاک کرنے والی

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں۔

۱۔ خلوت وجلوت میں خوف خدا

۲۔ حالت فقر وغنا میں میانہ روی

۳۔ حالت رضا وغضب میں انصاف

اور تین چیزیں ہلاک کردیتی ہیں۔

۱۔ بخل کی عادت

۲۔ خواہش نفس کی اتباع،

۳۔ اپنی رائے کو ہی اچھا جاننا

ضل اور ینطق کا اہم فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر آپ ﷺ کی عظمت وشان کے لیے ضل ماضی اور ینطق مضارع ذکر کیا تاکہ تمام احوال میں آپ کا صدق وعصمت واضح ہوجائے، امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں ان الفاظ میں نہایت ہی حسن ہے کیونکہ ان سے واضح کردیا گیا کہ بچپن سے لے کر کوئی بھی برائی آپ کے قریب نہیں آئی۔

فلم یکن اولاً ضالا ولا غاویا وصار الان منقذا من الضلالة و مرشدا وهادیا.

آپ ﷺ تو ابتداً ہی گمراہ اور غلط نہ تھے اب تو آپ ﷺ گمراہی سے نجات دینے والے اور ہادی ور ہنمائی فرمانے والے ہیں۔

(مفاتیح الغیب، پ ۲۷، ۲۳۴)

علامہ محمود آلوسی (۱۲۷۰) نے الکشف کے حوالہ سے اس نکتہ کو یوں تحریر کیا ہے۔

لم يكن سابقة غواية وضلال منذ تميز و قبل تحنكه و استنبائه لم يكن له نطق عن الهوى كيف و قد تحنك و نبی

جب آپ ﷺ بلوغ سے اور نبوت کی گھٹی سے پہلے گمراہی پر نہ تھے اور خواہش سے نہ بولتے تھے تو نبی بنائے جانے کے بعد ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟

(روح المعانی، پ ۲۸، ۶۷)

ان هو الاوحی یوحی (یہ تو وحی ہے جو کی جاتی ہے)

ضمیر کے مرجع کے بارے میں دو آراء ہیں۔

۱۔اس کا مرجع قرآن ہے یعنی قرآن سراپا وحی ہے۔

۲۔اس کا مرجع نطق ہے یعنی آپ ﷺ کا ہر مبارک قول سراپا وحی ہے۔

دونوں ہی آراء درست ہیں مگر دوسری رائے احسن ہے کیونکہ اسے قرآن تک ہی محدود رکھنا خلاف ظاہر ہے اس لیے اہل علم نے یہ تصریح کی ہے۔

وهذا احسن من قول من جعل الضمير عائدا الى القرآن فانه يعم نطقه بالقرآن والسنة وان حكمها وحی و سياق الكلام يرشد هذا المعنى

یہ اس قول سے احسن ہے کہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے کیونکہ یہ قرآن وسنت دونوں کو شامل اور دونوں وحی ہیں سیاق کلام بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے۔

(المعراج الکبیر، ۲۴)

اہم فائدہ، حدیث بھی وحی ہے۔

جب آپ ﷺ کا نطق سراپا وحی ہے تو اب قرآن کے ساتھ ساتھ سنت بھی بلاشبہ وحی ہوگی ہاں قرآن وحی جلی اور سنت وحی خفی، سنن دارمی میں یحیی بن کثیر سے ہے

کان جبریل ینزل علی النبی ﷺ جبریل امین حضور ﷺ پر اس طرح سنت لے کر
بالسنة کما ینزل علیه بالقرآن آتے جیسے قرآن لے کر آتے تھے۔

حضرت حسان بن عطیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے، سنن ابو داؤد میں حضرت مقدام
بن معدیکرب سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔

الا انی اوتیت القرآن و مثله سنو مجھے قرآن اور اس کی مثل عطا کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے میں حضور ﷺ کی ہر بات نوٹ کیا کرتا تا
کہ انہیں محفوظ کرلوں کچھ لوگوں نے یہ کہتے ہوئے منع کیا کہ رسول اللہ بشر ہیں کبھی حالت
غضب میں ہوتے ہیں اور کبھی حالت خوشی میں، میں نے ارشادات عالیہ لکھنا ترک کر دیا
میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا لکھا کرو۔

فوالذی نفس بیده ماخرج الاحق قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری
جان ہے میرے منہ سے حق نکلتا ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

مایخرج منی الاحقا مجھ سے حق کے سوا کچھ صادر نہیں ہوسکتا۔

(مسند احمد، سنن ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں حق ہی کہتا ہوں عرض
کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ مزاح بھی تو فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

انی لااقول الا حقا میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

الغرض دونوں طبقات مانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے منہ سے نکلنے والی ہر بات حق ہے
اور اس میں خواہش نفس کا دخل نہیں۔

اجتہاد نبوی وحی ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے اجتہاد کیا؟ اس بارے میں دو آراء ہیں۔

۱۔ آپ ﷺ نے کبھی اجتہاد نہیں کیا، سابقہ آیت بھی ان کی دلیل ہے۔

۲۔ آپ ﷺ نے اجتہاد کیا، دوسری رائے والوں میں اختلاف ہے،

۱۔ کچھ کا کہنا یہ ہے آپ ﷺ کے اجتہاد میں خطا ممکن ہی نہیں،

۲۔ جبکہ کچھ کہتے ہیں خطا ممکن ہے مگر اس پر اقرار نہیں رہ سکتا۔

علماء احناف کی یہی رائے ہے، جمہور علماء کے نزدیک آپ ﷺ سے اجتہاد ثابت ہے خواہ وہ دنیاوی امور ہیں یا دینی، اس پر سارے متفق ہیں کہ نبی کا اجتہادی خطا پر اقرار نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فی الفور انہیں آگاہ فرما دیتا۔ امت کے مجتہدین اور آپ ﷺ کے اجتہاد میں یہی بنیادی فرق ہے یہ خطا پر قائم رہ سکتے ہیں جبکہ آپ ﷺ ہرگز اس پر قائم نہیں رہ سکتے اس لیے آپ ﷺ کا مقدس اجتہاد وحی کا درجہ رکھتا ہے۔ علماء احناف اسے وحی باطنی قرار دیتے ہیں لہذا امت پر آپ ﷺ کے اجتہاد پر عمل بھی لازم ہے۔ اگر ذہن میں جائے آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر صحابہ سے مشورہ کیا اور اپنی رائے میں تبدیلی فرمائی؟ اس سلسلہ میں گزارش ہے متعدد وحی بھی منسوخ ہوتی ہے یقیناً یہ تمام عمل امت کی تعلیم کی خاطر ہے اگر آپ ﷺ ایسے نہ کرتے تو امت کے لیے یہ پریشانی بن جاتی بلکہ اگر ان واقعات کی گہرائی میں اتر کر دیکھا جائے تو ان سے آپ ﷺ کا مقام آشکار ہوتا ہے مثلاً منافقین کو اجازت دینے پر عفا اللہ عنک فرمایا کچھ لوگ تو کہیں گے یہ آپ ﷺ کے لیے جھڑک وعتاب ہے مگر اھل تحقیق نے آشکار کیا یہ پیار کا جملہ ہے آپ ﷺ کا عمل بیان کرنے سے پہلے یہ جملہ ذکر کر دیا تا کہ محبوب ﷺ پریشان نہ ہوں اس لیے انھوں نے کہا تمام انبیاء میں یہ آپ ﷺ کی ہی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توجہ دلانے سے پہلے یہ جملہ نازل کیا، توجہ دلانا عتاب نہیں بلکہ محبت ہوتی ہے۔

• علمه شدید القوی (زبردست قوتوں والے نے اسے سکھایا)

اکثر مفسرین نے اس سے حضرت جبریل امین جبکہ امام حسن بصری اس سے ذات الٰہی مراد لیتے ہیں علامہ محمود آلوسی رقمطراز ہیں۔

ان شدید القوی هو الله تعالی۔ — شدید القوی سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے

(روح المعانی پ ۲۷، ۴۷)

(فتح البیان پ ۲۷، ۴۴۷)

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے دیگر اقوال کو لیا ہی نہیں بلکہ لکھا

ای ذوقوة شدیدة وهو الله تعالی ان الله هو الرزاق ذو القوة المتین وقوله تعالی وعلمک مالم تکن تعلم وقوله تعالیٰ الرحمن علم القران

یعنی وہ قوت شدیدہ کا مالک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اس کے بارے میں ہے رزاق ہے اور صاحب قوت متین ہے اس پر علمک مالم تکن تعلم اور الرحمٰن علم القران بھی شاہد ہے۔

(تفسیر القرآن بکلام الرحمان، ۴۴۵)

ذو مرة (جو بڑا دانا ہے)

اس کا مفہوم عقل میں کامل اور رائے میں صائب ہونا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا ترجمہ حسین وجمیل منقول ہے شدید القوی سے قوت علم اور ذومرہ سے قوت جسم بھی مراد لی جاسکتی ہے امام حسن بصری کے نزدیک شدید القوی اور ذومرہ اللہ کی صفات ہیں، اللہ تعالیٰ زبردست قوتوں والا اور دانا ہے اس نے اپنے نبی کو قرآن کی تعلیم دی

فاستوی وهو بالافق الاعلی (پھر اس نے قصد کیا اور سب سے بلند کنارہ پہ تھے)

اکثر مفسرین کے نزدیک فاستویٰ کا فاعل حضرت جبریل امین ہی ہیں لیکن امام حسن بصری کی تحقیق کے مطابق ان ضمائر کا مرجع بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

علی معنی العظمة والقدرة والسلطان (المعراج الکبیر،۲۸)

تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور بادشاہی ہے۔

اگر جبریل امین مراد ہوں تو مفہوم ہوگا کہ وہ صورت اصلیہ میں ظاہر ہوئے روایات میں موجود ہے آپ ﷺ نے انہیں اصلی حالت میں دو دفعہ دیکھا ایک مرتبہ زمین پر اور دوسری دفعہ آسمانوں پر معراج کے وقت۔

خصوصیت نبوی

یہاں یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر تعلیمات شریعت حضرت جبریل علیہ السلام ہی لاتے رہے ہیں مگر انہیں اصلی حالت میں کسی نبی نے نہیں دیکھا انہیں اصل حالت میں دیکھنے کی خصوصیت بھی حضور ﷺ کو ہی حاصل ہے امام نجم الدین الغیطی رقمطراز ہیں۔

ولم یر جبریل علیه السلام احد من الانبیاء من تلک الصورة الانبینا ﷺ تینک المرتین.

(المعراج الکبیر، ۲۸)

اس اصل صورت میں حضور ﷺ کے علاوہ جبریل علیہ السلام کو کسی نبی نے نہیں دیکھا۔

ثم دنا فتدلی (پھر قریب ہوا اور قریب ہوا)

حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ دنا کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے امام مکی اور ماوردی نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا۔

هو الرب دنا محمد ﷺ — رب العزت کی ذات محمد ﷺ کے قریب ہوئی

(الشفاء، ۱، ۲۷۰)

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔

دنا الجبار رب العزة — جبار رب العزت قریب ہوا۔

(البخاری، کتاب التوحید)

امام طبری اور دیگر مفسرین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے۔

فدنا ربک عزوجل فکان قاب قوسین او ادنی — تو تمہارا رب عزوجل قریب ہوا اور فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم ہوگیا

(جامع البیان پ۲۷. ۲۲)

ولقد راہ نزلة اخری کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں مروی ہے۔

دنا منه ربه — حضور کا رب آپ کے قریب ہوا

حافظ ابن حجر عسقلانی نے دلائل النبوة للبیہقی، کے حوالہ سے روایت نقل کر کے کہا۔

هذا سند حسن وهو شاهد قوی لروایة شریک — یہ سند حسن ہے اور یہ روایت شریک پر قوی شاہد ہے۔

(فتح الباری، ۱۳)

روایت شریک سے مراد بخاری کی روایت دنا الجبار رب العزة (جبار رب العزة قریب ہوا) ہے جس پر تفصیلی گفتگو آرہی ہے۔

امام قرطبی نے بھی انہی سے یہ الفاظ ذکر کیے۔

دنا الله سبحانه و تعالیٰ — اللہ سبحانہ وتعالیٰ قریب ہوا

(الجامع لاحکام القرآن)

واضح رہے اگر یہاں قرب جبریل مراد ہو تو یہ قرب حسی ہوگا، اگر قرب الٰہی مراد لیا جائے تو یہ قرب معنوی ہوگا کیونکہ حسی قرب سے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پاک ہے۔ قاضی عیاض، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس قرب معنوی کو آشکار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

انما دنو النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ربه و قربه منه ابانة عظيم منزلته و تشريف رتبته و اشراق انوار معرفته و مشاهدة اسرار غيبه و قدرته.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب سے دنو و قرب سے مراد آپ کا عظیم مرتبہ، بلند رتبہ، انوار و معرفت کا ظہور، اس کے غیوب و قدرت کے اسرار کا مشاہدہ ہے،

(الشفاء، ۱، ۲۷۲)

امام نجم الدین الغیظی نے بھی اس بات کو واضح کرتے ہوئے لکھا، قرب الٰہی مراد لینے کی صورت میں

لم يقل احد ان المراد الدنو من الله حسا كما قد يتوهمه من يقول بالجهة بل من تعظيم المنزلة و تشريف الرتبة و اشراق انوار المعرفة و مشاهدة اسرار الغيب و القدرة و بسط الامن و الاكرام.

کسی نے بھی یہ قول نہیں کیا کہ اللہ کے قرب سے مراد حسی قرب ہے جیسا کہ باری تعالیٰ کے لیے جہت ماننے والوں کا وہم ہے بلکہ اس سے عظمت منزلت، بلندی مقام، انوار معرفت کا حصول، اسرار غیب و قدرت کا مشاہدہ اور اکرام و عزت کی بہتات مراد ہے۔

(المعراج الکبیر، ۲۹)

یعنی جس طرح دیگر مقامات پر توجیہہ کی جاتی ہے مثلاً ینزل ربنا الی سماء الدنیا (ہمارا رب آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوتا ہے) من تقرب شبر اتقربت عنه زراعا و

من اتانی یمشی اتیته بهرولة (جوایک بالشت میری طرف آتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ آتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں)

یہاں یہی تاویل کرنا ضروری ہے۔

فکان قاب قوسین او ادنی (تو ہو گئے دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا)

معراج کے شایان شان یہی ہے کہ یہاں اللہ و رسول کا قرب مراد لیا جائے، اگر جبریل امین کا قرب مراد ہو تو پھر یہ اشکال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی دو زانو ہو کر آپ کی خدمت میں بیٹھتے تھے، شب معراج ان کا قرب چہ معنی دارد؟ اگر چہ اس کا جواب اہل علم نے یہ دیا ہے کہ اس موقعہ پر جبریل امین سے اصلی حالت میں قرب ہوا لیکن وہ تو زمین پر بھی آپ ﷺ کو پہلے حاصل ہو چکا تھا، اگر دونوں قرب مان لیں تو اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا اس پر تفصیلی گفتگو دیدار الٰہی کے باب میں آرہی ہے یہاں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ایک اقتباس سامنے لے آتے ہیں جو معاملہ کو آشکار کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے لکھتے ہیں۔

ان الدنو و التدلی من جبریل علیه السلام و کونه قاب قوسین او ادنی لیس کمالا للنبی علیه السلام فان النبی علیه السلام کان افضل من جبریل علیه السلام قال رسول الله ﷺ وزیر ای فی السماء جبریل و میکائیل. (المظہری، پ ۲۷، ۱۰۶)

حضرت جبریل علیہ السلام کا دو کمانوں سے بڑھ کر قریب ہونا حضور ﷺ کے لیے کمال نہیں کیونکہ آپ ﷺ جبریل امین سے افضل ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان پر میرے دو وزیر جبریل و میکائیل ہیں۔

فاوحی الی عبدہ ما اوحی (پس اللہ نے وحی کی اپنے بندے پر جو کرنا تھی)

یہاں بھی دو آراء ہیں کہ اوحیٰ کا فاعل کون ہے؟ اکثر محدثین و مفسرین کرام کی رائے یہی ہے کہ اس کا فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ حدیث مرفوع میں اوحی کا فاعل ذات الٰہی ہونے پر تصریح ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

فاوحی اللہ الی ماوحی ففرض علی خمسین صلاۃ فی کل یوم ولیلۃ (مسلم ، کتاب الایمان)	اللہ نے وحی کی مجھ پر جو وحی کی تو پھر مجھ پر ہر دن ورات میں پچاس نمازیں فرض کردیں۔

(مسند احمد)

حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) اسی کو واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وکلام اکثر المفسرین من السلف یدل علی ان الذی اوحی ھو اللہ اوحی الی عبدہ محمد (فتح الباری، ۸،۶۹۶)	اسلاف مفسرین اکثریت کی گفتگو یہی بتاتی ہے کہ اوحیٰ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے حضور ﷺ پر وحی فرمائی۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں شب معراج آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ کلام کا شرف پانے پر تقریباً اجماع ہے۔

فحصل لہ التکلیم من الرب عزوجل لیلتئذ وائمۃ السنۃ کالمطبقین علی ھذا (البدایہ)	اس رات آپ ﷺ کو اپنے رب سے کلام کا شرف ملا اس پر تمام اہل سنت کے ائمہ کا تقریباً اجماع واتفاق ہے۔

جب یہاں اوحیٰ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے تو دنا کا فاعل بھی اسے ہی بنانا چاہیے تاکہ

انتشار ضمائر لازم نہ آئے۔

وہاں کی گفتگو

وہاں معبود و عبد اور مطلوب و طالب کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

ا۔ عطاء نماز ،۲۔ آپ کو بتایا گیا آپ سے پہلے کوئی نبی اور آپ کی امت سے پہلے کوئی امت بھی جنت میں داخل نہ ہوگی ۔۳۔ ما کو عموم پر رکھا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے وہاں جو گفتگو ہوئی اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

ماکذب الفواد مارای (نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا)

فواد قلب نبوی اور رأی کا فاعل حضور ﷺ ہیں مفہوم یہ ہوا آپ کے قلب انور نے تصدیق کی جس کا آپ کی آنکھوں نے مشاہدہ کیا کہ آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں یہ حقیقت ہے یہ نظر کا فریب نہیں، نگاہوں نے دھوکا نہیں کھایا کہ حقیقت کچھ اور ہو اور نظر کچھ آرہا ہو، ہ شخص کو کبھی نہ کبھی اس صورت حال سے واسطہ پڑتا ہے کہ آنکھوں کو تو کچھ نظر آتا ہے لیکن دل اسے ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتا یہاں واضح کیا جارہا ہے کہ یہاں ہرگز ایسی صورت نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ کے اس مشاہدے کی تصدیق و تصویب ہے تاکہ کوئی اس مشاہدے کو دل کی خیال آرائی اور نفس کا فریب نہ سمجھے، یہ فریب نفس اور دھوکا نہیں بلکہ فی الحقیقت حضور ﷺ کا مشاہدہ ہے۔

مشاہدہ کس کا؟

مشاہدہ کس کا مراد ہے؟ اختلاف ہے بعض صحابہ حضرت جبریل کا مشاہدہ قرار دیتے ہیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بعض کے نزدیک دیدار الٰہی مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت ابو امامہ

رضی اللہ عنہم سے منقول ہے، تفصیل کے لیے دیدار الٰہی کا باب آرہا ہے۔

یہاں صرف امام نووی کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول

رأى جبريل له ستمائة جناح — آپ نے جبریل کو چھ صد پروں کے ساتھ دیکھا

کے تحت لکھتے ہیں۔

هذا الذى قاله عبد الله هو مذهبه فى هذه الاية و ذهب الجمهور من المفسرين ان المراد انه رأى سبحانه و تعالىٰ — یہ اس آیت کے تحت حضرت عبداللہ کا قول ہے لیکن جمہور مفسرین کہتے ہیں یہاں مراد دیدار الٰہی ہے۔

(شرح مسلم، ۱،۹۷)

افتمارونه على مايرى (تو کیا تم اس چیز پر جھگڑے ہو جس کا وہ مشاہدہ کر رہے ہیں)

یہ مخالفین کو مخاطب کر کے ان کی ملامت فرمائی کہ کیا تم اس نبی سے اس کے مشاہدات میں جھگڑتے ہو؟ وہ جو کچھ آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور کانوں سے سنتے ہیں اس سے تمہیں آگاہ کر رہے ہیں اگر چہ یہ چیز تم کو نظر نہیں آتی تو اس سے نفس حقیقت باطل نہیں ہو جائے گی۔

ولقدرأه نزلة اخرى (اور یقیناً انھوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا)

یعنی نبی کا مشاہدہ فقط ایک بار نہیں کہ اس کی وجہ سے اس کو کوئی واہمہ یا مغالطہ قرار دے دیا جائے بلکہ اسی طرح انھوں نے دوبارہ بھی مشاہدہ کیا یہاں بھی دونوں آراء ہیں قرب جبریل ماننے والے کہتے ہیں آپ ﷺ نے جبریل امین کو اصل حالت میں دو دفعہ

دیکھا لیکن قرب الٰہی قرار دینے والے کہتے ہیں یہ دونوں دفعہ مشاہدہ باری تعالٰی کا حاصل ہوا، امام نجم الدین الغیطی رقمطراز ہیں راٰہ کی ضمیر کے مرجع میں اختلاف ہے۔

فقال ابن مسعود و عائشة و مجاهد هو عائد علی جبریل وقال ابن عباس و کعب الاحبار هو عائد علی الله تعالیٰ

حضرت ابن مسعود، حضرت عائشہ، مجاہد کہتے ہیں یہ جبریل امین کی طرف لوٹتی ہے، حضرت ابن عباس اور حضرت کعب الاحبار کے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔

(المعراج الکبیر، ۳۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

رأی محمد ﷺ ربه مرتین

حضور ﷺ نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

نظر محمد الی ربه جعل الکلام لموسیٰ والخلة لابراهیم و النظر لمحمد ﷺ

حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا، اس نے کلام حضرت موسیٰ، خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور دیدار حضور ﷺ کو عطا فرمایا

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

روی الطبرانی فی الاوسط باسناد قوی

امام طبرانی نے سند قوی سے اسے روایت کیا ہے

(اوسط للطبرانی بحوالہ فتح الباری، ۷، ۱۷۴)

عند سدرة المنتهیٰ (سدرۃ المنتہیٰ کے پاس)

یہ دوسری دفعہ مشاہدہ کے مقام کا تذکرہ ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوا۔ سدرہ عربی زبان میں بیری کے درخت کو کہا جاتا ہے یہ مقام کہاں ہے؟ اس کے بارے میں صحابہ

ہے دو آراء منقول ہیں۔ ا۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ یہ چھٹے آسمان پر ہے۔ مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ سدرہ پر تشریف فرما ہوئے۔

وھی فی السماء السادسة — اور یہ چھٹے آسمان پر ہے

۲۔ لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا مقدس فرمان روایت کیا ہے۔

ثم صعدبی فوق سبع سموات فاتينا سدرة المنتھی — پھر چھٹے آسمان سے اوپر لے جایا گیا اور پھر سدرة المنتہیٰ پر جا پہنچے۔

(سنن النسائی، باب فرض الصلاۃ)

اس لیے ساتویں آسمان پر ہونے کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا فرمان ہے۔

دونوں میں تطبیق

کچھ محدثین نے ان میں یوں موافقت بیان کی کہ اس کی اصل چھٹے پر جبکہ شاخیں وغیرہ ساتویں پر ہیں۔ شارح مسلم امام نووی (المتوفی ۶۷۲) رقمطراز ہیں۔

ویمکن ان یجمع بینھما فیکون اصلھا فی السادسة و معظمھا فی السابعة — ان کے درمیان یوں موافقت ممکن ہے کہ اس کی اصل چھٹے میں اور بڑا حصہ ساتویں میں ہے۔

اور اس سے آگے شیخ خلیل کے حوالہ سے لکھا۔

ھی سدرة فی السماء السابعة قد اظلت السموات والجنة — سدرة ساتویں پر ہے اور اس نے آسمانوں اور جنت کو ڈھانپ رکھا ہے۔

(شرح مسلم، ۱، ۹۷)

امام ابن حجر عسقلانی، امام قرطبی کے حوالہ سے احادیث میں تعارض ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہاں کوئی تعارض نہیں۔

لانہ یحمل علی ان اصلھا فی السماء السادسۃ و اغصانھا و فروعھا فی السابعۃ ولیس فی السادسۃ منھا الا اصل ساقھا.

کیونکہ ممکن ہے اس کی اصل چھٹے میں، اس کی شاخیں ساتویں پر ہوں تو چھٹے پر صرف اس کی جڑیں ہوں۔

(فتح الباری، ۷، ۱۹۹)

شیخ مقاتل کا قول ہے۔

ھی عن یمین العرش

یہ عرش کے دائیں طرف ہے

(وھو بالافق الاعلیٰ، ۵۳)

بعض مفسرین کی رائے ہے سورۃ الرعد میں جس طوبیٰ کا ذکر ہے۔

الذین امنوا و عملوا الصلحت طوبی لھم و حسن ماب

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے طوبیٰ اور حسن انجام ہے۔

(الرعد، ۲۸)

اس سے مراد سدرہ ہی ہے اس کے بارے میں روایات میں آیا ہے اگر اس کا ایک پتہ زمین پر رکھ دیا جائے

لاضات لاھل الارض

تو وہ اہل زمین کو روشن کر دے

چار انہار

اس کے اصل سے چار انہار نکلتی ہیں، دو ظاہری نیل اور فرات اور دو باطنی جو جنت میں بہتی ہیں۔ امام نووی نے شیخ مقاتل کے حوالہ سے ان دونوں کے بارے میں لکھا۔

الباطنان هما السلسبیل و الکوثر باطنی نہریں سلسبیل اور کوثر ہیں۔

(شرح مسلم، ۱، ۹۴)

نام کی وجہ

اس مقام کو المنتہیٰ کہنے کی متعدد وجوہ بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ ملائکہ کا علم یہاں تک ہی ہے، امام نووی رقمطراز ہیں۔

قال ابن عباس والمفسرون وغیرھم سمیت سدرۃ المنتھیٰ لان علم الملائکۃ ینتھی الیھا ولم یجاوزھا احد الا رسول اللہ ﷺ

سیدنا ابن عباس، مفسرین اور دیگر نے سدرۃ المنتہیٰ کہنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ملائکہ کا علم یہاں تک ہی ہے اور اس سے آگے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں گیا۔

۲۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ یہ منقول ہے کہ اوپر سے اور نیچے سے جو چیز آتی ہے وہ وہاں رک جاتی ہے۔

۳۔ مخلوق کا علم یہاں تک ہی ہے اس سے آگے غیب ہے۔

لایعلمه الا اللہ تعالیٰ او من اعلمه

(المعراج الکبیر، ۳۵)

اسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا جسے وہ آگاہ فرما دے

۴۔ حضور ﷺ کی شریعت کی کامل اتباع کرنے والوں کی یہ آخری منزل ہے۔

معلوم ہوتا ہے یہ بیری کا درخت عالم ناسوت اور عالم لاہوت کے درمیان ایک حد فاصل ہے ہمارے لیے یہ سارا عالم نا دیدہ ہے، نہ ہم عالم ناسوت اور عالم لاہوت کے حدود کو جانتے اور نہ ان دونوں کے درمیان اس نشان فاصل کی حقیقت سے آگاہ ہیں جس کو یہاں سدرہ سے تعبیر فرمایا گیا، حضور ﷺ کو اس کا بھی مشاہدہ عطا فرمایا گیا۔

عندھا جنة الماوی (اس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے)

جیسے سدرہ عالم ناسوت کی انتہا ہے جنت عالم لاہوت کا نقطہ آغاز ہے۔

۱۔حضرت ابن عباس اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ

تاوی الیھا ارواح الشھداء یہ ارواح شہداء کا ٹھکانہ ہے۔

۲۔بعض کی رائے ہے کہ یہ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام کا مرکز

ہے۔

۳۔بعض کی رائے کے مطابق یہ تمام اہل ایمان کا ٹھکانہ ہے اور یہ عرش کے نیچے

ہے۔

۴۔سیدہ عائشہ اور حضرت زر بن جیش رضی اللہ عنہما سے ہے یہ ایک جنت ہے۔

اذ یغشی السدرة ما یغشی (جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا)

یہ ان انوار و تجلیات کی طرف اشارہ ہے جن کے ہجوم نے سدرہ کو ڈھانپ رکھا تھا ان کے بیان کے لیے نہ کسی لغت میں کوئی لفظ موجود ہے اور نہ اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کسی میں طاقت ہے، احادیث مبارکہ میں متعدد الفاظ سے اس کی تفصیل آئی ہے۔

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا سدرہ کو نور نے ڈھانپ رکھا ہے اور اس کے ہر پتہ پر فرشتہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے، ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

غشیھا من نور اللہ عزوجل حتی ما یستطیع احد ینظر الیھا اسے اللہ عزوجل کے نور نے اس قدر ڈھانپ رکھا ہے کہ اسے دیکھنے کی کسی میں طاقت نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے۔

فما احد من خلق یستطیع انه ینعتها من حسنها — مخلوق میں سے کوئی اس کے حسن کے بیان کی طاقت نہیں رکھتا۔

(المظهری، پ ۲۷، ۱۱۳)

امام عبد بن حمید نے سلمہ بن وعران سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا فرشتوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا، ہم تمام حضور ﷺ کی زیارت کا شرف پانا چاہتے ہیں۔

فاذن لهم فغشيت الملائكة السدرة ينظروا الى النبی ﷺ — انہیں اجازت ملی تو وہ سدرہ پر جمع ہو گئے تا کہ حبیب خدا ﷺ کی زیارت کا شرف پاسکیں۔

(الدر المنثور)

ما زاغ البصر و ما طغی (نہ نگاہ چوندھیائی اور نہ حد سے بڑھی)

یہ نگاہ نبوی کا شان وکمال بیان ہوا، یہاں ایک طرف رسول اللہ ﷺ کے کمال تحمل کا بیان ہے کہ اس قدر انوار وتجلیات کے باوجود آپ کی نگاہ میں کوئی چکا چوند پیدا نہ ہوئی اور آپ پورے سکون کے ساتھ انہیں دیکھتے رہے دوسری طرف آپ کے کمال ضبط ویکسوئی کا اظہار ہے کہ جس مقصد کے لیے آپ کو بلایا گیا اس پر آپ کا ذہن اور اپنی نگاہ کو مرکوز کیے رہے اور حیرت انگیز مناظر ہونے کے باوجود ان کی طرف آپ متوجہ بھی نہ ہوئے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان الفاظ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

ماما ل بصر النبی ﷺ یمیناً و لا شمالاً وما اخطی فی النظر بل اثبته اثباتاً صحیحاً وما طغی ای ماجاوز عن المحبوب الی غیره — حضور ﷺ کی نگاہ مقدس دائیں بائیں نہ پھری اور نہ ہی دیکھنے میں کمی کی بلکہ اسے آپ ﷺ نے نہایت ہی تحمل سے ثابت رکھا، و ما طغی یعنی اس نے محبوب کے علاوہ کسی طرف تجاوز نہ کیا۔

(المظہری، پ ۲۷، ۱۱۳)

ذہن ونگاہ، مقصد کی طرف مرکوز رہنے پر حضرت ملا علی قاری کی ایک گفتگو نہایت ہی

اہم اور قابل مطالعہ ہے، حدیث معراج میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل امین نے کہا یہ تمہارے والد ابراہیم ہیں انہیں سلام کہو تو میں نے سلام کیا اور انھوں نے جواب دیا اس پر موصوف لکھتے ہیں۔

كان نبينا عليه السلام كان في الاستغراق التام و مشاهدة المرام غافلاً عن الانام كما اشار اليه سبحانه و تعالىٰ بقوله مازاغ البصر و ما طغى حتى احتاج في كل من المقام الى تعليم جبريل بالسلام

(مرقاۃ المفاتیح، ۱۰، ۱۶)

گویا ہمارے نبی ﷺ اس وقت کامل حالت استغراق اور مشاہدہ مقصد کی طرف متوجہ اور تمام مخلوق سے بے نیاز تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا، مازاغ البصر وما طغی اس وجہ سے ہر مقام پر جبریل امین کے سلام کہلوانے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت پیش آئی۔

لقد رایٔ من آیات ربه الکبریٰ (بلاشبہ انھوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں)

سورۂ اسراء میں ارشاد مبارک تھا "لنريه من اياتنا" تا کہ ہم اپنی آیات کا مشاہدہ کروائیں۔

یہاں الفاظ میں "آيات ربه الكبرى" اپنے رب کی آیات کا آپ نے مشاہدہ کیا، یاد رہے آیات الٰہیہ اور دیگر آیات میں زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ دیگر تمام نشانیاں، ان میں سے کسی ایک کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔

حافظ ابن کثیر اور امام رازی نے یہاں لکھا کہ دونوں مقامات کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ دیدار الٰہی نہیں ہوا اور نہ آیات کی جگہ دیدار ذات کا تذکرہ کیا جاتا کیونکہ سب سے بڑی نعمت تو وہی تھی اس کے جواب میں مفسرین نے کہا۔

لادلالة فی عدم ذکر الرؤیة فی الایتین علی عدم وقوعها لاحتمال انها وقعت و کتمت خوفا من الانکار

دونوں آیات میں عدم ذکر رویت کی عدم وقوع رویت پر دلالت نہیں کیونکہ ممکن ہے رویت و دیدار ہوا مگر اسے خوف انکار کی وجہ سے مخفی رکھا ہو

(المعراج الکبیر، ۴۰)

یہاں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی گفتگو نہایت ہی قابل مطالعہ ہے، سوال اٹھاتے ہیں یہ آیت تائید کر رہی ہے کہ دیدار الٰہی نہیں بلکہ ملاقات جبریل ہی مراد ہے۔

لان رؤیة الایات غیر رؤیة الذات

کیونکہ رویت آیات، ذات کی رویت کا غیر ہے

اس کا جواب دیتے ہیں کہ آیات کی رویت، ذات کی رویت کے منافی نہیں۔

بل الایات قد یتجلی فیه الذات کما ان الشمس یتجلی فی المراة

بلکہ آیات میں ذات روشن ہوتی ہے جیسا کہ شمس آئینہ میں۔

اس پر سوال ہوا پہلے تم نے ''و ما طغی'' کا ترجمہ کیا تھا نگاہ نے محبوب کے دیدار سے تجاوز نہیں کیا۔

فکیف یتصور رؤیة الایات

تو یہ رویت آیات کا کیا معنی؟

جواب دیا اور خوب دیا۔

المقصود من رؤیة الایات انما هی الذات و من ثم تکون الایات مرأة للذات فحین رأی الایات جاوز نظره عنها الی الذات و حین رأی الذات لم یتجاوز عنه الی غیره اصلا

رویتِ آیات سے مقصود ذات ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ آیات، ذات کے لیے آئینہ ہوتی ہیں، جب آپ نے آیات دیکھیں اور آپ کی نگاہ ان سے گزر کر ذات پر گئی اور جب ذات کا دیدار کیا تو پھر نگاہ کسی طرف متوجہ نہ ہوئی۔

(المظهری. پ ۲۷، ۱۱۴)

باب ۳

معراج اور احادیث

حدیث ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس براق لایا
گیا جس کا رنگ سفید، حمار سے بڑھا اور خچر سے چھوٹا تھا، اس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا، اس پر
سوار ہوکر بیت المقدس پہنچا، میں نے اسے اس حلقہ کے ساتھ باندھا جس کے ساتھ انبیاء
علیہم السلام باندھتے تھے، میں نے مسجد میں داخل ہوکر دو رکعتیں ادا کیں پھر نکلا، جبریل
امین شراب اور دودھ کا برتن لائے میں نے دودھ کو منتخب کیا جبریل کہنے لگے آپ نے
فطرت کو چنا ہے، پھر مجھے آسمان دنیا کی طرف بلند کیا گیا، جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم
کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے میرا نام لیا محمد ﷺ، پوچھا
کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں
میری ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی، انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعائیں
دیں، پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا جبریل نے دستک دی پوچھا کون؟ بتایا
جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں،
ہمارے لیے دروازہ کھلا تو وہاں میری ملاقات حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام سے
ہوئی، دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعا دی، پھر میں تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔
جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟
انھوں نے میرا نام لیا محمد ﷺ پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے،
دروازہ کھولا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ہماری ملاقات ہوئی انہیں حسن کا ایک
حصہ عطا کیا گیا ہے، انھوں نے مجھے خوش آمدید کہتے ہوئے دعا دی۔ پھر میں چوتھے آسمان
کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا
تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا

گیا ہے، ہمرے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے بھی مرحبا کہا اور دعا دی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ورفعنا مکانا علیا　　　اور ہم نے اسے بلند جگہ کی طرف اٹھایا

(مریم، ۵۷)

پھر میں پانچویں آسمان کی طرف بلند کیا گیا جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں حضرت ہارون نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعا دی، پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ بتایا ہاں، ہمارے لیے دروازہ کھلا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعا دی، پھر میں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا جو بیت المعمور کے ساتھ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے، وہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور وہ دوبارہ نہیں آتے پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا جس کے پتے ہاتھی کے کانوں اور پھل قلال کی طرح تھے فرمایا جب اسے اللہ کے امر نے ڈھانپ لیا جیسے کہ ڈھانپنا تھا تو اس میں تبدیلی آئی اس کے حسن کو مخلوق بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتی فرمایا پھر اس نے میری طرف وحی کی، جو وحی کرنا تھی، مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں میں واپس لوٹا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا انھوں نے پوچھا رب تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے بتایا پچاس نمازیں، کہنے لگے واپس جا کر اپنے رب سے کمی کرواؤ تمہاری

امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، مجھے بنی اسرائیل میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے، میں اپنے رب کی طرف لوٹا اور عرض کیا، اے میرے پروردگار میری امت پر تخفیف فرما تو مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی گئیں۔ میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور پانچ کی کمی سے آگاہ کیا کہنے لگے تمہاری امت میں اتنی طاقت نہیں واپس اپنے رب کے حضور جاؤ اور کمی کی درخواست کرو۔

فلم ازل ارجع بین ربی و بین موسیٰ — میں اپنے رب اور موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا

حتیٰ کہ فرمان الٰہی ہوا، یا محمد ﷺ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں ہر نماز کا ثواب دس کے برابر ہے تو یہ پچاس ہو جائیں گی، تو جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن نہ کی تو کوئی شی نہیں لکھی جائے گی، اگر کر لی تو ایک برائی لکھی جائے گی، میں نے واپس آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہنے لگے پھر واپس جا کر اپنے رب سے کمی کرواؤ، میں نے کہا میں اتنی بار گیا ہوں اب مجھے جاتے ہوئے حیا محسوس ہوتی ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان)

امام سیوطی لکھتے ہیں باب معراج میں یہ روایت سب سے عمدہ اور جید ہے انھوں نے اپنی کتاب الایۃ الکبریٰ کی ابتداء اسی روایت سے کی ہے۔

حدیث ۲

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ میں تھا ہمارے گھر کی چھت میں سوراخ کیا گیا اور جبریل امین آئے انھوں نے میرا سینہ چاک کر کے اسے ماء زمزم سے غسل دیا پھر سونے کا تھال لایا گیا جو حکمت و ایمان سے مالا مال تھا اسے میرے سینے پر انڈیل کر اسے سی دیا گیا، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمان کی طرف لے چلے جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبریل نے خازن سما سے دروازہ کھولنے کا کہا اس نے پوچھا کون ہو؟

بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں دروازہ کھلا، ہم اس کے اوپر گئے تو وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے ان کے دائیں بائیں افراد تھے وہ دائیں دیکھ کر مسکراتے اور بائیں دیکھ کر روتے ہیں، انھوں نے مجھے صالح اور ابن صالح کہہ کر خوش آمدید کہا، میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ان کے دائیں بائیں ارواح اولاد ہیں، دائیں طرف جنتی جبکہ بائیں طرف دوزخی ہیں اس لیے دائیں طرف دیکھ کر خوش اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔ مجھے دوسرے آسمان کی طرف بلند کیا اور خازن سے دروازہ کھولنے کا کہا تو اس نے بھی پہلے کی طرح سوال و جواب کر کے دروازہ کھولا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم (صلوات اللہ علیہم) کا ذکر کیا لیکن ان کے مقامات کی تفصیل نہیں بتائی البتہ حضرت آدم علیہ السلام سے آسمان دنیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملاقات کا بتایا، فرمایا جب جبریل مجھے لے کر حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انھوں نے نبی صالح اور اخ صالح کہہ کر خوش آمدید کہا میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انھوں نے بھی مجھے انہی الفاظ سے مرحبا کہا میرے پوچھنے پر بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میرا گزر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا انھوں نے بھی ایسے ہی کلمات سے خوش آمدید کہا میں نے پوچھا تو بتایا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میرا گزر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوا انھوں نے نبی صالح اور ابن صالح کہہ کر مرحبا کہا میں نے پوچھا تو بتایا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ثم عرج بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام

پھر مجھے اوپر لے جایا گیا حتیٰ کہ ایک میدان آیا جہاں میں نے اقلام تقدیر کی آواز سنی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمادیں، میں لے کر واپس لوٹا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ بتایا پچاس نمازیں، کہنے لگے اپنے رب کے پاس جا کر کمی کروائیں، تمہاری امت ان کی طاقت نہیں رکھتی، میں واپس حاضر ہوا تو کچھ حصہ کم کیا، میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور بتایا اتنی کم ہوگئیں ہیں، کہنے لگے آپ پھر جائیں امت اتنی طاقت نہیں رکھتی، واپس حاضر ہوا تو کچھ اور کم ہوگئیں میں نے آکر بتایا تو کہنے لگے پھر اپنے رب کے پاس جاؤ ان کی بھی طاقت امت میں نہیں، میں پھر حاضر ہوا تو فرمایا یہ پانچ ہیں۔میرے ہاں قول میں تبدیلی نہیں آتی، میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا کہنے لگے پھر اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ، میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے پھر میں چلا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ آگئی، اسے جن رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا میں ان کی حقیقت سے آگاہ نہیں، پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا تو وہاں موتیوں کی لڑیاں اور اس کی مٹی کستوری تھی۔ (صحیح البخاری)

حدیث ۳

حضرت شریک بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، جس رات آپ ﷺ کو معراج ہوئی آپ ﷺ کے پاس تین فرشتے نزول وحی سے پہلے آئے اس وقت آپ مسجد حرام میں آرام فرماتھے ان میں سے پہلے نے پوچھا، ان میں سے آپ کون سے ہیں؟ دوسرے نے بتایا درمیان والے اور یہ سب سے افضل ہیں آخر والے نے کہا ان سے افضل کو لے لو، اس رات اتنا ہی ہوا پھر آپ نے انہیں نہ دیکھا حتیٰ کہ وہ کسی دوسری رات آئے۔

آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں سوتیں مگر دل بیدار رہتا، اسی طرح دیگر انبیاء علیہم

السلام کی آنکھیں سوتیں مگر دل بیدار رہتا، آج انھوں نے کوئی گفتگو نہ کی آپ ﷺ کو اٹھا کر بئر زمزم کے پاس لائے، ان میں سے جبریل نے آپ ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا اور اپنے ہاتھوں سے زمزم سے دھویا یہاں تک کہ وہ خوب چمک اٹھا، پھر سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان وحکمت سے مالا مال تھا اس سے سینہ اقدس کو بھر دیا گیا اور پھر اسے سی دیا گیا، پھر آپ کو آسمان دنیا پر لے جایا گیا، دستک دی گئی اہل آسمان نے پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا یہ مبعوث کیے گئے ہیں؟ بتایا ہاں، انھوں نے مرحبا کہا۔

یستبشربه اهل السماء اور ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے

اور اہل سماء زمین کے بارے میں نہیں جانتے یہاں تک کہ انہیں نہ بتایا جائے، اس آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام تھے، جبریل نے کہا یہ آپ ﷺ کے والد ہیں انہیں سلام کہیں، آپ ﷺ نے سلام کہا، انھوں نے جواب دیتے ہوئے کہا میرے بیٹے خوش آمدید

نعم الابن انت آپ کیا ہی باکمال بیٹے ہیں۔

وہیں سے دو بڑی نہریں بہہ رہی ہیں، میں نے ان کے بارے میں جبریل سے پوچھا، بتایا یہ نیل وفرات ہیں، ہم آگے گئے تو وہاں ایک اور نہر تھی جس پر موتیوں اور زبرجد کا محل تھا اور اس کی مٹی کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھی، پوچھا جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کیا

هذا الكوثر الذی خباء لک ربک یہ وہ کوثر ہے جو تمہارے رب نے تمہارے لیے محفوظ رکھی ہے۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر گئے، ملائکہ نے پہلے آسمان والوں کی طرح خوش آمدید کہا، پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ بتایا ہاں تو انھوں نے مرحبا اور اھلاً کہا۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں کے ملائکہ نے بھی پہلے اور دوسرے آسمان والوں کی طرح ہی کیا، پھر چوتھے آسمان پر گئے انھوں

نے بھی اسی طرح کیا، پھر پانچویں پر بھی اسی طرح ہوا، پھر چھٹے پر بھی اسی طرح استقبال ہوا، پھر ساتویں پر گئے وہاں بھی اسی طرح احترام ہوا، ہر آسمان پر حضرات انبیاء علیہم السلام تھے ان کے اس اسماء بتاتے مجھے یہ یاد رہے دوسرے پر حضرت ادریس، چوتھے پر حضرت ہارون، پانچویں پر پیغمبر کا نام یاد نہیں رہا، چھٹے پر حضرت ابراہیم، ساتویں پر حضرت موسیٰ کلام اللہ کی فضیلت کی وجہ سے تھے، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب میں گمان نہیں کر سکتا تھا کہ مجھ سے بھی کوئی بلند ہے، پھر اس کے بعد بلندی ہوئی جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے حتیٰ کہ سدرہ کا مقام آ گیا۔

ودنا الجبار رب العزة فتدلی	اللہ رب العزت قریب ہوا حتیٰ کہ دو کمانوں سے
حتی کان منه قاب قوسین او ادنی	کم فاصلہ رہ گیا تو اللہ نے وحی کی جو کی اور پچاس
فاوحی اللہ الیہ فیما اوحی	نمازیں دن رات میں لازم کیں
خمسین صلاۃ کل یوم ولیلۃ	

اس کے بعد واپسی پر حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے تو پوچھا تمہارے رب نے تم سے کونسا عہد لیا ہے؟ فرمایا پچاس نمازوں کا، عرض کیا تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، واپس جا کر اپنے رب سے کمی کرواؤ، آپ ﷺ نے جبریل کی طرف مشورہ کی نگاہ سے دیکھا، تو انھوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو ہوسکتا ہے۔

نوٹ: اس روایت پر وارد تمام اعتراضات کا جواب مستقل فصل ''حدیث شریک پر اعتراضات کی حقیقت'' میں ملاحظہ کیجئے۔

حدیث ۴

امام بزار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا جبریل امین نے میرے دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھا تو میں ایک

درخت کی طرف اٹھا جس پر پرندہ کا گھونسلہ تھا وہ ایک طرف خود بیٹھ گئے اور دوسری طرف مجھے بٹھایا وہ بلند ہوا حتی کہ خافقین تک پہنچا میں نے آنکھیں کھولیں اگر میں چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا اچانک جبریل امین کو مثل چادر نمدہ کی طرح دیکھا تو مجھے ان کے علم الٰہی کی اپنے پر فضیلت کی معرفت ہوئی میرے لیے آسمانی دروازہ کھولا گیا۔

فرأيت النور الاعظم و اذا دون	میں نے نور اعظم کی زیارت پائی اور حجاب کے
الحجاب الرفرف ر واليا قوت و	نیچے موتیوں و یاقوت کا بچھونا تھا وہاں مجھ پر جو
اوحى الى ماشاء ان يوحى	چاہا اس نے وحی فرمائی۔

(مجمع الزوئد، ١، ٧٥)

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اگر یہ روایت صحیح ہے تو واقعہ، معراج کے علاوہ کا ہے کیونکہ اس میں نہ بیت المقدس کا ذکر ہے اور آسمانوں کی طرف بلند ہونے کا تذکرہ ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، ۵، ۵۷)

حدیث ۵

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، جبریل امین براق لے کر آپ کی خدمت میں آئے اس نے اپنے کان کھڑے کیے تو جبریل نے کہا اے براق رک جا تجھ پر ان کی مثل ذات سوار نہیں ہوئی، حضور علیہ السلام روانہ ہوئے تو راستہ میں بوڑھی عورت آئی، پوچھا یہ کون ہے؟ عرض کیا آگے چلیے، کچھ دیر اللہ کی مشیت کے مطابق چلے تو راستہ کی ایک جانب سے راستہ چھوڑنے کی دعوت دی گئی اور کہا ادھر آؤ، جبریل نے کہا حضور آگے چلیے، آپ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق آگے گئے تو ایک مخلوق سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے عرض کیا۔

السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر، جبریل امین نے کہا

آپ بھی جواب عنایت فرمائیں تو آپ نے سلام کا جواب دیا، پھر دوسرا اگروہ ملا انھوں نے بھی پہلے کی طرح کیا، پھر اسی طرح تیسرے سے ملاقات ہوئی، حتی کہ بیت المقدس پہنچے آپ کی خدمت میں پانی، شراب اور دودھ پیش کیا گیا، حضورﷺ نے دودھ پیا، جبریل نے عرض کیا آپ نے فطرت کو اپنایا، اگر آپ پانی پیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی، اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت اغوا ہو جاتی، پھر حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کو جمع کیا، رسول اللہﷺ نے تمام کی امامت کروائی، پھر جبریل امین نے عرض کیا جو راستہ میں بوڑھی عورت دیکھی تھی اب دنیا کی باقی عمر اس بوڑھی عورت کی طرح رہ گئی ہے، راستہ سے آپ کو ہٹا رہا تھا وہ ابلیس تھا جو راستہ سے ہٹانے کی کوشش میں تھا، جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

حدیث ٦

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، شب معراج جبریل امین حضورﷺ کی خدمت میں سواری لائے جو حمار قد آور خچر سے کم تھی، اس پر آپ کو سوار کیا، اس کا قدم انتہا نگاہ پر پڑتا، بیت المقدس میں اس مقام پر پہنچے جس کا نام باب محمد ہے وہاں پتھر میں جبریل نے سوراخ کیا اور سواری کو باندھا پھر صحن مسجد میں تشریف لائے، عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ سے حوروں کو دیکھنے کے بارے میں کہیے، فرمایا ٹھیک ہے، عرض کیا صخرہ کے بائیں طرف خواتین کے پاس چلیے اور سلام فرمائیں۔ فرمایا میں نے ان کے پاس آکر سلام کہا انھوں نے بھی سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہنے لگیں ہم حورانِ بہشتی ہیں، نیک لوگوں کی بیویاں، جو پاکباز رہے استقامت اختیار کرنے والے تھے وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان پر موت نہیں آئے گی وہاں سے لوٹا تو کچھ ہی دیر بعد لوگ جمع ہو گئے، اذان ہوئی، تکبیر کہی گئی۔

فقمنا صفوفا ننتظر من يؤمنا	ہم صفیں بنا کر انتظار کرنے لگے، کون جماعت
فاخذ بیدی جبریل فقدمنی	کرواتا ہے، جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مصلیٰ پر
فصلیت بھم	کھڑا کر دیا میں نے انہیں جماعت کروائی۔

جب سلام پھیرا تو پوچھا، جانتے ہو آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے والے کون ہیں؟
فرمایا نہیں، عرض کیا

صلی خلفک کل نبی بعثه الله	آپ کی اقتدا میں اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے نماز ادا کی ہے۔

پھر ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف بلند ہوئے، جب دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو فرشتوں نے پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ بتایا ہاں، دروازہ کھول دیا اور کہا خوش آمدید، آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جبریل نے کہا اپنے والد گرامی آدم کو سلام کہیے، میں نے کہا ضرور، میں نے سلام کیا انھوں نے جواباً کہا، میرے بیٹے اور نبی صالح مرحبا، پھر ہم دوسرے آسمان پر گئے وہاں وہی سوال و جواب ہوئے، حضرت عیسیٰ اور ان کے خالہ زاد حضرت یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی، پھر تیسرے آسمان پر سوال و جواب کے بعد دروازہ کھلا تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر چوتھے آسمان پر جانا ہوا وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے، پھر پانچویں آسمان پر چڑھے دروازہ کھلا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے پھر چھٹے آسمان پر گئے، فرشتوں نے خوش آمدید کہا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پھر ساتویں پر جانا ہوا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو جبریل کہنے لگے اپنے والد ابراہیم کو سلام کہیے، میں نے سلام کیا تو انھوں نے جواباً میرے بیٹے اور نبی صالح مرحبا کہا، پھر ساتویں کی چھت پر چلے وہاں نہر آ گئی جس پر یاقوت و زبرجد کے برتن اور سبز خوبصورت پرندے تھے پوچھا جبریل یہ پرندے بہت

خوبصورت ہیں، عرض کیا ان کا تناول کرنا اس سے کہیں لذیذ ہے، پھر پوچھا یہ جانتے ہو یہ نہر کون سی ہے؟ فرمایا نہیں، بتایا یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر رکھی ہے اس کے برتن سونے اور چاندی کے تھے۔

ماء ہ اشد بیاضا من اللبن — اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید

میں نے برتن میں پانی لے کر پیا

فاذا ھوا حلی من العسل و اشد رائحۃ من المسک — تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھا

پھر مجھے درخت کے پاس لے جایا گیا۔

فغشیتنی سحابۃ فیھا من کل لون فرفضنی جبریل و خررت ساجداً للہ عزوجل — مجھے ابر نے ڈھانپ لیا جس میں ہر رنگ تھا، جبریل نے مجھے اوپر بھیج دیا (یعنی مجھے چھوڑ دیا) تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، تو تم پر اور تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تم اور تمہاری امت انہیں بجالائے۔

ثم انجلت عنی السحابۃ و اخذ بیدی جبریل — پھر مجھ سے ابر ہٹا تو جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا۔

میں جلدی سے لوٹ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا، انھوں نے کوئی بات نہ کی پھر حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا حضور کیا بنا؟ فرمایا میرے رب نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں ہیں۔ کہنے لگے آپ اور آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتے، واپس اپنے رب کے پاس لوٹ کر کمی کا عرض کرو، میں جلدی سے واپس درخت کے پاس پہنچا۔ فغشیتنی السحابۃ و رفضنی جبریل و خررت

ساجدا اور میں نے عرض کیا، میرے رب آپ نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرما دیں ہیں میں اور میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتے لہذا کمی فرما دیجئے، فرمایا میں دس کم کر دیتا ہوں۔

ثم انجلت عنی السحابة و اخذ بیدی جبریل پھر ابر دور ہوا اور جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا

میں واپس حضرت ابراہیم کے پاس آیا انھوں نے کوئی بات نہ کی پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا کیا ہوا؟ میں نے اس کمی کا بتایا کہنے لگے اب بھی کمی کروالو حتیٰ کہ پانچ رہ گئیں، پھر انھوں نے واپس جانے کا کہا تو فرمایا، مجھے اب جاتے ہوئے حیا آتا ہے، فرمایا پھر آپ نیچے تشریف لائے اور جبریل سے کہا، کیا وجہ ہر آسمان پر مجھے مسکرا کر مرحبا کہا گیا ماسوائے ایک آدمی کے میں نے سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیا اس نے خوش آمدید کہا مگر مسکرایا نہیں، بتایا وہ دوزخ کا خازن تھا جب سے وہ پیدا ہوا ہے کبھی نہیں مسکرایا، اگر مسکراتا تو آپ کو دیکھ کر ضرور مسکراتا۔ پھر واپسی پر راستہ میں قریشی اونٹوں کے قافلہ کے پاس سے گزرے، ان میں سے ایک اونٹ پر دو مشکیزے تھے ایک سیاہ اور دوسرا سفید، جب برابر آئے تو اونٹ بھاگا، جب صبح ہوئی اور آپ نے معراج کے بارے میں بتایا، مشرکین سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کیا تمہیں خبر ہے تمہارے دوست نے کہا ایک ماہ کی مسافت میں ایک رات میں کر کے آیا ہوں، انھوں نے فرمایا

ان کان قاله فقد صدق اگر انھوں نے فرمایا ہے تو یہ سچ ہے۔

اور ہم آپ کی اس سے دور میں تصدیق کرتے ہیں یعنی آسمانی خبروں کو مانتے ہیں، مشرکین نے علامت پوچھی تو فرمایا میں قافلہ کے پاس سے گزرا اونٹ بھاگا اور وہ مشکیزے

پھٹ گئے، ایک اونٹ پر اس رنگ کے دو مشکیزے تھے۔ وہ بھاگا اور وہ پھٹ گئے، جب اہل قافلہ آئے تو رئیس نے آپ ﷺ کی بات کی تصدیق کی، اس وجہ سے حضرت ابو بکر کو صدیق کہا جاتا ہے، یہ بھی سوال ہوا، کیا وہاں عیسیٰ و موسیٰ تھے؟ فرمایا ہاں، ان کا حلیہ بیان کریں؟ فرمایا موسیٰ گندمی رنگ اور گویا عمان کے قبیلہ ازد کے مرد ہیں، عیسیٰ چھوٹے قد کے سرخ رنگ گویا ان کے بالوں سے موتی جھڑ رہے ہوں۔

حدیث ۷

مسند احمد میں حضرت مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے شب معراج کے بارے میں بتایا، میں حطیم میں لیٹا تھا تو میرے پاس فرشتے آئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا ان تین میں سے اوسط ہیں پھر میرا سینہ چاک ہوا دل نکالا گیا اور ایک سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان و حکمت سے مالا مال تھا میرے دل کو غسل دیا گیا، پھر اسے مزین کر کے رکھ دیا گیا پھر سواری لائی گئی جو خچر سے پست اور حمار سے بلند تھی، اس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا ہے، جبریل آسمان دنیا پر لے گئے دستک دی پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں، کہا خوش آمدید، وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبریل نے بتایا یہ تمہارے والد حضرت آدم ہیں، میں نے سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا **مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح**، پھر دوسرے آسمان پر اسی طرح سوال و جواب ہوا وہاں بھی خوش آمدید اور ''جی آیاں نوں'' کہا گیا، جب وہاں پہنچے تو حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی اور وہ دونوں خالہ زاد ہیں جبریل نے کہا ان پر سلام کہو، میں نے سلام کہا انھوں نے جواب دیا اور اخو صالح اور نبی صالح کہہ کر خوش آمدید کہا۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں جی آیاں نوں کہہ کر خوش آمدید کیا گیا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا پھر چوتھے آسمان پر جانا ہوا وہاں بھی مرحبا کہا گیا حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام دیا انہوں نے جواب دیا اور خوب استقبال کیا پھر پانچویں آسمان پر گئے وہاں استقبال ہوا حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام کیا انھوں نے بھی جواب دیا پھر چھٹے آسمان پر بھی سوال و جواب ہوئے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے جبریل نے تعارف کروایا اور کہا انہیں سلام دو میں نے سلام کیا انھوں نے بھی جواب دیا اور خوش آمدید کہا جب میں ان سے گزرا تو وہ رو دیئے ان سے وجہ پوچھی گی تو کہا۔

ابکی لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنة من الله اکثر مَمنِ یدخلها من امتی	اس لیے رویا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث کیا گیا اور اس کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔

پھر ساتواں آسمان آیا وہاں سوال و جواب ہوئے پھر استقبال ہوا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبریل نے تعارف کروایا اور سلام کہنے کا کہا میں نے سلام کہا انھوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا ابن صالح اور نبی صالح پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند ہوا وہاں چار نہریں ہیں دو ظاہری اور دو باطنی، میں نے پوچھا یہ کیا بتایا یہ باطنی نہریں جنت سے ہیں اور ظاہری نیل وفرات

ثم رفع لی بیت المعمور	پھر میرے لیے بیت المعمور کو بلند کیا گیا

وہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے آتے ہیں جو دوبارہ نہیں آتے۔

حدیث ۸

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا میں رات کو مسجد حرام میں سویا تھا آنے والے نے مجھے بیدار کیا میں جاگا تو کوئی شی دکھائی نہ دی حتی کہ میں مسجد سے باہر نکلا وہاں سواری تھی جس کا نام براق تھا مجھ سے پہلے انبیاء اس پر سوار ہوتے رہے حد نظر پر اس کا پاؤں آتا میں سوار ہو کر چلا۔ مجھے دائیں طرف سے آواز آئی میں نے جواب نہ دیا پھر بائیں سے آئی تو میں نے جواب نہ دیا، راستہ میں ایک عورت آئی جس کے بازو کھلے تھے اس پر اللہ کی پیدا کی ہوئی زینت تھی آواز دی اور کہا ذرا ٹھہرو میں نے کچھ کہنا ہے میں متوجہ نہ ہوا حتی کہ بیت المقدس پہنچا میں نے اس حلقہ سے براق باندھا جس کے ساتھ انبیاء باندھتے تھے، جبریل امین میرے پاس دو برتن لائے ایک میں شراب جبکہ دوسرے میں دودھ تھا میں نے دودھ پیا اور شراب ترک کر دی جبریل نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا میں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جبریل نے پوچھا آپ نے اس طرف کیا دیکھا؟ میں نے بتایا مجھے دائیں طرف سے رکنے کی آواز آئی مگر میں نہ رکا جبریل نے بتایا بلانے والا یہودی تھا اگر آپ جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی پھر میں نے بتایا مجھے بائیں طرف سے آواز رکنے کی آئی لیکن میں متوجہ نہ ہوا اور نہ ٹھہرا جبریل نے بتایا وہ نصاریٰ تھے اگر آپ جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی پھر آگے میں نے مزین عورت کو دیکھا اس نے مجھے بلایا مگر میں متوجہ نہ ہوا بتایا وہ دنیا تھی آپ اگر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تو امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دے دیتی پھر ہم نے بیت اللہ میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا کیں۔

پھر سیڑھی لائی گئی

پھر سیڑھی لائی گئی جس سے اولاد آدم کی ارواح اوپر جاتی ہیں تمام مخلوق نے اس سے حسین سیڑھی نہیں دیکھی میں اور جبریل اوپر چڑھے تو اسماعیل نامی فرشتہ ملا جو آسمان دنیا کا انچارج ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک لاکھ

فرشتے تھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

وما یعلم جنود ربک الاھو (المدثر ،۳۱) تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا

جبریل نے آسمانی دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون؟ بتایا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون؟ بتایا محمد ﷺ پوچھا گیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے! بتایا ہاں، وہاں حضرت آدم سے اس صورت میں ملاقات ہوئی جیسے انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، ان پر اہل ایمان ذریت کی ارواح پیش کی جارہی ہیں ان کے بارے میں وہ فرمارہے تھے ہر روح پاکیزہ ہے اسے علیین میں لے جاؤ پھر ان پر دوزخی اولاد کی ارواح پیش کی گئیں تو فرمایا ان ناپاک ارواح کو سبحین لے جاؤ۔

حلال کا چھوڑنا

پھر ہمارا ایسے دستر خوان پر گزر ہوا جہاں بھنا ہوا گوشت تھا مگر وہاں قریب کوئی نہ تھا جبکہ دوسرے دستر خوان پر بدبودار گوشت تھا اور اسے لوگ کھا رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں تو بتایا۔

ھؤلاء قوم من امتک یترکون الحلال ویأتون الحرام یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے حلال چھوڑ کر حرام کا ارتکاب کیا۔

یہ سود کھاتے تھے

پھر ہم کچھ آگے بڑھے تو آگے کچھ لوگ تھے جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے ان میں سے جب کوئی اٹھتا تو گر پڑتا اور کہتا۔ اے اللہ قیامت قائم نہ کرنا میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف چیختے ہوئے سنا میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ بتایا یہ آپ کی امت کے ایسے لوگ ہیں

الذین یاکلون الربوا لایقومون الاکما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس — وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔

(البقرہ،۲۷۵)

یتیموں کا مال ظلماً کھانے والے

پھر ہم کچھ آگے گئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے ہونٹ، اونٹوں کی طرح تھے جو ان کے چہروں پر لٹک رہے تھے۔ ان پر آگ کے چنگارے ڈالے جاتے جو ان کے نیچے جا گزرتے میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف چلاتے ہوئے سنا میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں! بتایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں

الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا و سیصلون سعیرا (النساء، ۱۰) — وہ جو یتیموں کا حال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے۔

زانیوں کی سزا

پھر آگے بڑھے تو آگے کچھ عورتوں کو لٹکے ہوئے دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چلا رہی تھیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے بتایا

ھؤلاء الزناۃ من امتک — یہ آپ کی امت کے زانی لوگ ہیں

غیبت کرنے والے

ہم آگے گئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر انہیں کہا جا رہا ہے اسے کھاؤ جس طرح تم نے پہلے بھائی کا گوشت کھایا تھا پوچھا یہ کون ہیں جبریل امین نے بتایا۔

هـؤلاء الهـمـازون من امتک اللمازون — یہ آپ کی امت کے غیبت و مذاق کرنے والے ہیں

حضرت یوسف سے ملاقات

پھر ہم دوسرے آسمان پر چڑھے تو وہاں ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو اللہ کی مخلوق میں بہت خوبصورت ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے حسن کے ساتھ اس طرح لوگوں پر فضیلت دی ہے جیسے چودھویں کے چاند کو باقی تمام ستاروں پر ہے جبریل یہ کون ہیں؟ بتایا تمہارے بھائی یوسف ہیں اور ان کے ساتھ ان کی امت کے لوگ ہیں میں نے ان پر اور انھوں نے مجھ پر سلام کہا۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ کچھ اور بھی افراد تھے میں نے ان دونوں پر اور انھوں نے مجھ پر سلام کہا

پھر ہم چوتھے آسمان پر گئے تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جنہیں اللہ تعالیٰ نے مکان بلند کی رفعت عطا کی میں نے ان پر اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔

پھر ہم پانچویں آسمان پر گئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے ان کی نصف داڑھی سفید اور نصف سیاہ تھی اور اس کی طوالت تقریباً ناف تک تھی میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں بتایا یہ ہارون بن عمران اور ان کے ساتھ کچھ ان کی قوم کے لوگ ہیں میں نے انہیں اور انھوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے وہاں حضرت موسیٰ ملے جو گندم گوں اور کثیر بالوں والے تھے اور وہ کہہ رہے تھے

يزعم الناس انى اكرم على الله من هذا — لوگ سمجھتے تھے کہ میرا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سے بلند ہے

حالانکہ معاملہ یہ ہے۔

بل هذا اكرم على الله منى — یہ ہستی اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے کہیں معزز ہیں

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل نے بتایا یہ آپ کے بھائی موسیٰ میں اور ان کے ساتھ کچھ ان کی امت کے لوگ ہیں میں نے انہیں اور انھوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم تھے اور وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا آپ کے والد خلیل الرحمٰن ہیں اور ان کے ساتھ کچھ افراد ہیں میں نے انہیں اور انھوں نے مجھے سلام کیا وہاں میں نے اپنی امت کے دو گروہ دیکھے کچھ پر کاغذ کی طرح سفید اور کچھ پر ریشمی لباس تھا پھر میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور میرے ساتھ سفید لباس والے امتی بھی تھے اور جن پر لباس تھا انہیں دور رکھا گیا ہاں وہ خیر پر ہی تھے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے وہاں نماز ادا کی پھر ہم وہاں سے نکلے اور بیت المعمور پر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں اور قیامت تک واپس دوبارہ نہیں آتے۔

پھر میں سدرہ کی طرف بڑھا، اس کا ہر ورق امت کو ڈھانپنے والا ہے وہاں سے چشمہ جاری تھا جس کا نام سلسبیل ہے پھر اس سے دو نہریں نکلتی ہیں ایک کوثر دوسری رحمت ہے میں نے وہاں غسل کیا تو میرے اگلے پچھلے تمام معاملات پہلے سے بھی بہتر ہو گئے۔

جنت کا وعدہ

پھر مجھے جنت کی طرف لے جایا گیا وہاں ایک خاتون ملی پوچھا یہ کون ہے بتایا یہ زید بن حارثہ کی خادمہ ہے وہاں پانی کی نہریں تھیں، کچھ دودھ کی جس کا ذائقہ بدل نہیں سکتا،

کچھ شراب کی تھیں جو پینے والوں کو لذت بخشتیں ہیں کچھ شہد کی تھیں جو نہایت مصفی تھا، وہاں کے انار بڑے ڈھول کی طرح اور پرندے طویل گردن والے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

مالا عین رأت ولا اذن سمعت — جو کسی آنکھ نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور اس کا
ولا خطر علی قلب بشر — خیال بھی کسی انسان کے دل میں نہیں آ سکتا

پھر دوزخ کو میرے سامنے لایا گیا تو وہاں اللہ تعالیٰ کا غضب، ناراضگی اور زجر تھی اگر اس میں پتھر اور لوہے کو ڈالا جاتا تو وہ اسے کھا جاتی پھر اس کا دروازہ بند کر دیا گیا پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔

فغشانی فکان بینی و بینه قاب — تو مجھے ڈھانپ لیا تو میرے اور اس کے درمیان
قوسین او ادنی — دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ وہ گیا۔

فرمایا اس کے ہر پتہ پر ایک فرشتہ تھا پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں اس کے بعد حضرت موسیٰ سے ملاقات اور بار بار نمازوں میں کمی کے لیے جانے کا ذکر ہے۔

مکہ والوں کے سوالات

صبح آپ ﷺ نے ان عجائبات کے مشاہدہ کا اعلان کیا تو ابوجہل نے کہا دیکھو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ کہتا ہے میں رات کو بیت المقدس جا کر واپس آ گیا ہوں حالانکہ تیز سوار کو وہاں جاتے اور آتے دو ماہ لگ جاتے ہیں تو اتنی مسافت ایک رات میں کیسے ہو سکتی ہے پھر آپ ﷺ نے انہیں قافلہ قریش کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے فرمایا میں نے جاتے ہوئے فلاں جگہ اسے دیکھا فلاں اونٹنی بھاگی تھی جب میں واپس آیا تو اسے گھاٹی کے پاس دیکھا پھر اس کے ہر آدمی اور سواری کے بارے میں. بلکہ سامان تک کی نشاندہی فرمائی، مشرکین میں سے ایک آدمی کہنے لگا میں نے بیت المقدس دیکھا ہوا ہے اس کی تفصیل بتاؤ تو

اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔

فنظر الیہ کنظر احدنا الی بیتہ — اور آپ نے اسے اس طرح دیکھا جس طرح ہم اپنا گھر دیکھتے ہیں

اس کے بعد تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا تو وہ آدمی پکار اٹھا تم نے سچ کہا۔

حدیث ۹

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جبریل امین، میکائیل کو ساتھ لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے اور میکائیل سے کہا زمزم کا پانی لاؤ تا کہ آپ کے قلب انور کو غسل دوں اور شرح صدر عطا کروں سینہ اقدس کو چاک کر کے تین دفعہ اسے دھویا گیا، حضرت میکائیل تین دفعہ پانی کی طشتری بھر کر لاتے رہے اس سے کچھ نکالا اور اسے علم، حلم، ایمان، یقین اور سلامتی سے مزید مالا مال کیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر ختم نبوت مزین کی پھر سواری پیش کی جس کا ہر قدم حد نگاہ پر ٹھہرتا، جبریل امین ساتھ ہوئے۔

جہاد کرنے والوں کی شان

کچھ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جو کاشت کر رہے تھے ایک دن میں وہ بیج بوتے دوسرے دن فصل کاٹ لیتے پوچھا یہ کون ہیں بتایا

ھولاء المجاھدون فی سبیل اللہ	یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے ہیں
تضاعف لھم الجنات سبع مائۃ	انہیں سات سو گنا تک نیکیوں پر اجر دیا جاتا ہے
ضعف وما انفقوا من شئی فھو	اور جو کچھ یہ خرچ کرتے ہیں وہ ان کے لیے
یخلفہ.	ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے۔

نماز نہ پڑھنے والوں کی سزا

پھر آپ ایسے لوگوں پر آئے جن کے سر پتھر سے کوٹے جا رہے تھے جیسے ہی کوٹ دیا

جاتا وہ دوبارہ پہلی حالت میں آجاتا درمیان میں کوئی مہلت نہ تھی پوچھا جبریل سے کون ہیں بتایا۔

یہ وہ لوگ ہیں۔

تغافلت رؤوسهم عن الصلاة المكتوبة	جن کے سر فرض نماز کی ادائیگی سے غافل وست رہتے تھے

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا

پھر آپ ﷺ ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کے اگلی اور پچھلی شرمگاہوں پر کپڑے کے ٹکڑے تھے اور وہ وہاں اونٹوں اور بکریوں کی طرح چرتے ہوئے تھور اور دوزخی پتھر کھا رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ اپنے اموال میں سے صدقہ نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں فرماتا خصوصاً بندوں پر ہرگز ظلم نہیں فرماتا۔

بدکردار کی سزا

پھر آپ ﷺ ایسے لوگوں پر پہنچے جن کے سامنے ہنڈیوں میں گوشت پک رہا تھا اور کچھ کچا ناپاک گوشت بھی تھا وہ لوگ ناپاک اور خبیث کچا گوشت کھا رہے تھے اور پاکیزہ پکا ہوا چھوڑ رہے تھے جبریل یہ کون لوگ ہیں بتایا یہ آپ کی امت کے ایسے لوگ ہیں جو حلال بیوی کو چھوڑ کر ناپاک عورت کے ساتھ رات بسر کرتے تھے۔

راستہ کاٹنے والے

پھر آپ ﷺ ایسی لکڑی کے پاس آئے جو بھی گزرتا اس کے کپڑے وہ پھاڑ دیتی فرمایا یہ کیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا یہ امت کے ایسے لوگ ہیں جو راستہ میں بیٹھتے اور اسے کاٹتے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

ولا تقعدوا بكل صراط توعدون — اور ہر رستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کوڈراؤ۔
(الاعراف، ۸۶)

امانت کی پاس داری نہ کرنا

پھر آپ ﷺ کو کچھ ایسے لوگ دکھائے گئے جنھوں نے لکڑیوں کے ایسے گٹھے جمع کر رکھے ہیں جنہیں اٹھانے کی طاقت نہیں اور وہ اس میں اضافہ کرر ہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں بتایا یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اور وہ ان کی ادائیگی پر قادر نہیں لیکن وہ مزید اٹھائے جار ہا ہے۔

فتنہ پرور خطباء ومقررین

پھر آپ ﷺ کو ایسے لوگ دکھائے گئے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں کے ساتھ کاٹے جار ہے تھے کٹنے کے بعد وہ پہلی حالت میں آجاتے اسکے درمیان کوئی مہلت نہ تھی پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا

خطباء الفتنة — یہ فتنہ پرور خطیب ومقررین ہیں

بری بات پر ندامت

پھر میں آگے گیا چھوٹا سوراخ تھا جس سے بڑا بیل باہر نکلا اب وہ واپس اس میں داخل ہونے کی کوشش میں تھا کہ نکلنے کی طرح داخل بھی ہو جائے لیکن ایسا نہ ہونے پا رہا تھا پوچھا یہ کون ہے جبریل نے بتایا یہ وہ آدمی ہے

يتكلم بالكلمة العظيمة فيندم عليها فلا يستطيع ان يقدرها — جو بڑی بات کر چکا اور اس پر نادم ہے مگر اس کی واپسی کی طاقت نہیں رکھتا

جنت کی خوبصورت آواز

پھر میں ایک ایسی وادی میں پہنچا جس میں خوشبو، ٹھنڈک اور کستوری تھی وہاں آواز سنی

میں نے پوچھا یہ مہک، خوشبودار آواز کیا ہے؟ بتایا یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے۔ میرے رب اپنے وعدہ کے مطابق مجھے عطا فرما میرے کمرہ جات، برتن، ریشم، سندس، عبقری، مرجان، سونا، چاندی، ستارے،........کوزے، شہد، پانی، خمر اور دودھ کثیر ہے رب مجھے وعدہ کے مطابق عطا فرما تو حکم ہوا تیرے لیے ہر مسلمان، مرد عورت، مومن مرد و عورت اور جس نے مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا، نیک عمل کیے اور میرے ساتھ شرک نہ کیا اور نہ میرے شریک بنائے یہ تمام میرے لیے ہیں، جو مجھ سے ڈرا وہ امن پا گیا جس نے مجھ سے مانگا میں اسے عطا کرتا ہوں جس نے مجھے قرض دیا میں اس پر بدلہ دیتا ہوں

ومن توکل علی کفیتہ اور جس نے مجھ پر بھروسہ کیا اس کے لیے میں کافی ہوں

میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں میں وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اہل ایمان ہی فلاح پاتے ہیں بابرکت ہے سب سے خوبصورت تخلیق فرمانے والا، جنت نے عرض کی میں خوش ہوں۔

دوزخ کی بدتر آواز

پھر میں ایک وادی پر پہنچا وہاں بدتر آواز سنی اور بدبو آئی پوچھا یہ بدبو اور آواز کیسی ہے؟ بتایا یہ دوزخ کی آواز ہے جو عرض کر رہی ہے مجھے میرے رب حسب وعدہ عطا فرما، میرے زنجیر، بھیڑیاں، گرمی، گڑھے، پیپ اور عذاب کیڑے میری گہرائی بہت ہے اور میری گرمی شدید ہے تو مجھے حسب وعدہ عطا فرما فرمایا ہر مشرک مرد و عورت، خبیث مرد و عورت تیرا ہے میدان حساب میں ہر متکبر کے لیے امان نہ ہوگی اس نے عرض کی میں خوش

ہوں۔

پھر بیت المقدس آیا سواری باندھی، ملائکہ کے ساتھ نماز ادا کی، نماز کے بعد انھوں نے پوچھا جبریل یہ تمہارے ساتھ کون ہیں بتایا

هذا محمد رسول الله خاتم النبيين یہ اللہ کے رسول محمد خاتم الانبیاء ہیں

پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے! بتایا ہاں کہنے لگے اللہ تعالیٰ سلامت رکھے کیا خوب بھائی اور خلیفہ ہیں اور ان کا آنا مبارک ہو۔

حضرات انبیاء سے ملاقات

اس کے بعد ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی ان تمام نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تمام حمد اللہ تعالیٰ کی جس نے مجھے خلیل بنایا، مجھے ملک عظیم دیا، میری امت کو عاجز اور میرے تابع بنایا مجھے آگ سے نجات دی اور مجھ پر اسے گل وگلزار بنا دیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے کہا تمام حمد اللہ کی جس نے مجھے کلام کا شرف عطا فرمایا، مجھے چنا اور مجھ پر تورات نازل کی، میرے ہاتھوں فرعون کو ہلاک اور بنی اسرائیل کو نجات دی، میری امت سے کچھ لوگوں کو حق کی ہدایت دی اور وہ اس کے ساتھ عدل کرتے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خطاب

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی حمد کرتے ہوئے کہا تمام حمد اللہ کی جس نے مجھے ملک عظیم دیا مجھے زبور کی تعلیم دی، میرے لیے لوہا نرم فرمایا، میرے لیے پہاڑ مسخر کر دیے وہ اور پرندے میرے ساتھ اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں، مجھے حکمت اور فصل خطاب سے نوازا

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے خطاب کرتے ہوئے اپنے رب کی حمد کی، تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے ہوا کو میرے تابع کر دیا، جنات کو میرے لیے مسخر کر دیا میں ان سے محاریب، تماثیل اور ڈیم بنواتا، مجھے پرندوں کی بولیاں سکھائیں، مجھے ہر شی سے فضیلت دی، شیاطین، انسان اور پرندے میرے تابع کر دیئے مجھے کثیر اہل ایمان بندوں پر فضیلت بخشی، مجھے ایسا ملک عظیم عطا فرمایا جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں اس نے میرے ملک کو طیب و خوبصورت بنایا جس کا حساب نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خطاب کیا اللہ تعالی کی حمد کرتے ہوئے کہا تمام ثنا اللہ کے لیے جس نے مجھے کلمہ بنایا، مجھے مثل آدم بنایا جسے مٹی سے پیدا کیا اور فرمایا ہو جا تو وہ ہو گئے، مجھے اس نے کتاب، حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی اس نے مجھ یہ شان بخشی کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل تخلیق کر کے پھونک ماروں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جائے، میں کوڑیوں اور ابرص والوں کو شفا اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں، مجھے اس نے آسمان پر اٹھالیا، مجھے پاکیزگی بخشی مجھے اور میری والدہ کو شیطان نفسی سے پناہ عطا فرمائی کہ اسے ہم پر وسوسہ کی راہ نہ رہی۔

حضور ﷺ کا خطاب

اس کے بعد حضور ﷺ نے خطاب کیا، اپنے کی رب کی ثنا کی اور کہا

کلکم اثنی علی ربه و انی اثنی علی ربی الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمین و کافة للناس بشیرا و نذیرا و انزل علی الفرقان فیه تبیان لکل شی و جعل امتی خیر امة اخرجت للناس و جعل امتی امة وسطا و جعل امتی هم الاولین وهم الاخرین وشرح لی صدری و دفع عنی وزری و رفع لی ذکری و جعلنی فاتحا و خاتما

تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں تمام حمد اللہ کے لیے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا پھر قرآن نازل کیا جس میں ہر شی کا بیان ہے میری امت کو افضل بنایا کہ وہ لوگوں کے لیے نکلیں اور میری امت کو امت وسط بنایا۔ اسے اول و آخر بنایا، میرے سینے کو کھولا، میرے بوجھ کو دور کر دیا اس نے میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا

تین برتنوں کا آنا

پھر آپ کے پاس ڈھانپے ہوئے تین برتن لائے گئے ایک میں پانی تھا آپ کو پینے کے لیے کہا گیا تو آپ نے تھوڑا سا پیا پھر دوسرا دودھ والا پیش کیا اور پینے کے لیے کہا آپ نے اس سے تھوڑا سا پیا پھر تیسرا شراب والا لایا گیا اور پینے کا کہا تو آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا میں سیر ہو چکا ہوں جبریل امین نے عرض کی یہ آپ کی امت پر حرام کر دی جائے گی اگر آپ اسے پی لیتے تو امت کے بہت کم لوگ ہی آپ کی اتباع کرتے۔

آسمانی سفر

پھر آسمان دنیا پر پہنچے دستک دی پوچھا کون! بتایا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون؟ بتایا محمد ﷺ پوچھا کیا انہیں پیغام بھیجا گیا ہے؟ بتایا ہاں! کہنے لگے اخ اور خلیفہ کی طرف سے

دعا ہے اللہ تعالیٰ سلامت رکھے یہ خوب ہیں ان کا آنا مبارک ہے وہاں ایک آدمی کامل الخلق تھا جس میں کوئی نقص نہ تھا۔ ان کی دائیں طرف دروازہ تھا جس سے خوشبو آ رہی تھی اور ان کے بائیں طرف دروازہ سے بدبو آ رہی تھی جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے اور خوش ہوتے اور بائیں جانب دیکھ کر غمگین اور پریشان ہوتے پوچھا یہ کون ہیں اور یہ دروازے؟ بتایا یہ تمہارے والد گرامی حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کے دائیں جانب جنتی دروازہ ہے اپنی اولاد کو وہاں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور بائیں جانب دوزخی دروازہ ہے وہاں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو رہے ہیں۔ پھر دوسرے آسمان پر پہنچے جبریل امین نے دستک دی پوچھا کون؟ جبریل، تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد رسول اللہ، فرشتوں نے پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں انھوں نے سابقہ طریقہ پر استقبال کیا وہاں دونو جوان نظر آئے پوچھا۔ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت عیسیٰ اور حضرت ذکریا یہما السلام ہیں جو دونوں خالہ زاد ہیں پھر تیسرے آسمان پر گئے سابقہ طریقہ سوال و جواب اور استقبال ہوا وہاں حضرت یوسف، چوتھے پر حضرت ادریس پانچویں پر حضرت ہارون ور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی پھر ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ادھیڑ عمر آدمی تھے جو جنت کے دروازہ پر کرسی پر تشریف فرما تھے اور وہاں کچھ لوگ کاغذ کی طرح سفید چہروں والے بھی تھے کچھ لوگوں کے رنگ میں کمی تھی وہ نہر میں داخل ہوتے غسل کر کے نکلتے تو ان کا رنگ کچھ خالص ہو جاتا پھر دوسری نہر میں غسل کر کے نکلتے تو ان کا رنگ اپنے ساتھیوں کی طرح ہو جاتا ہے پوچھا یہ کون؟ سفید چہروں والے کون؟ رنگ میں کمی والے کون؟ یہ انہار کونسی ہیں؟ بتایا یہ آپ کے والد حضرت ابراہیم ہیں جو پہلے ادھیڑ ہونے والے ہیں، سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ایمان کو شرک سے پاک رکھا، رنگ میں کمی والے اچھے اور برے اعمال والے ہیں انھوں نے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لی، پہلی نہر رحمۃ اللہ دوسری نعمۃ اللہ تیسری سے ان کا رب شراب طہور پلائے گا۔ پھر سدرہ پر

پہنچے بتایا گیا یہ سدرہ ہے۔

ینتھی الیھا کل احد من امتک   یہاں تک آپ کی سنت پر چلنے والے کو لے جایا

علی سبیلک (ابن کثیر،۵،۳۵)   جاتا ہے

نوٹ یعنی سدرہ تک آپ کے اتباع کرنے والوں کو لے جایا جاتا ہے، جب امت وہاں تک جا سکتی ہے تو بلا شبہ امت کا آقا ﷺ اس سے کہیں آگے گیا جسے لا مکاں کہا جاتا ہے۔

اس درخت کی اصل سے پانی کی نہریں، ذائقہ نہ بدلنے والے دودھ کی نہریں، پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کی نہریں اور خالص شہد کی نہریں جاری کیں اس درخت

یسیر الراکب فی ظلعا سبعین   کے سایہ میں سو سال تک سوار چلے تو وہ ختم نہ ہوگا

عاما لایقطعھا

مغطیۃ للامۃ کلھا   اس کا ایک ایک ورق تمام امت کو ڈھانپ سکتا ہے

اور اسے

غشیھا نور الخلاق   خالق کے نور نے ڈھانپ رکھا تھا

اور ملائکہ نے بھی

اللہ تعالیٰ سے کلام

یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا اور فرمایا محبوب مانگو عرض کیا آپ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنا کر ملک عظیم عطا کیا، آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کا شرف بخشا حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم لوہے کی نرمی اور پہاڑوں کو مسخر کر دیا، آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم، جن، انسان شیاطین اور ہواؤں کو ان کے تابع کر دیا اور ایسا

ملک عطا کیا جوان کے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات وانجیل دی وہ کوڑی اور برص والوں کو اور مردوں کو تیرے اذن سے زندہ کرتے انہیں اوران کی والدہ کو شیطان رجیم سے محفوظ رکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قد اتخذتک حبیباً وھو مکتوب
فی التوراۃ محمد حبیب الرحمن
وارسلناک الی الناس کافۃ
بشیرا و نذیرا و شرحت لک
صدرک و دفعت عنک
وزرک ورفعت لک ذکرک
فلا اذکر الاذکرت معی وجعلت
امتک خیر امۃ اخرجت للناس
و جعلت امتک لاتجوزلھم
خطبۃ حتی یستھدوا انک
عبدی ورسولی و جعلت امتک
اقواما قلوبھم انا جیل و جعلت
اول النبیین خلقا و آخرھم بعثا و
اولھم یقضی لہ

میں نے تمہیں اپنا حبیب بنایا اور تورات میں
یوں لکھا محمد رحمٰن کے حبیب ہیں، ہم نے تمہیں
تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنایا، میں نے
تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول دیا تمہارا بوجھ تم
سے اتار دیا میں نے تمہارا ذکر تمہارے لیے بلند
کیا، میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا میں
نے تمہاری امت کو سب سے بہتر بنایا تا کہ
لوگوں کے لیے کام کرے اور تمہاری امت کے
لیے جائز نہیں کہ وہ خطبہ دے اور اس میں یہ
گواہی نہ ہو کہ آپ میرے بندے اور رسول
ہیں میں نے تمہاری امت کو ایسے لوگ بنایا جن
کے دل انجیل میں اور میں نے تمہیں تمام انبیاء
سے پہلے پیدا کیا اور آخر میں بھیجا۔ اور روز
قیامت سب سے پہلے حساب لیا جائے گا۔

ہم نے آپ کو سبع مثانی (الفاتحہ) عطا کی جو پہلے کسی نبی کو میں نے نہیں دی عرش کے نیچے خزانہ سے سورۂ بقرہ کی آخری آیات دیں جو پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں، میں نے تمہیں کوثر عطا کی، میں نے آٹھ حصص عطا فرمائے اسلام ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، روزہ، رمضان، نیکی کا حکم، برائی سے ممانعت

وجعلتک فاتحا وخاتما — اور میں نے تجھے افتتاح کرنے والا اور خاتم بنایا ہے۔

اس کے بعد آپ کو پچاس نمازیں دیں پھر ان میں کمی کے لیے کئی بار لوٹنے کا ذکر کیا، اس کے آخر میں ہے۔

وکان موسی من اشدھم علیہ حین مربہ و خیرھم لہ حین رجع الیہ. (المستدرک) — حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر رہوا تو وہ تمام انبیاء سے شدید (حیرانگی) میں تھے اور واپسی پر وہ تمام سے بہتر رویہ والے تھے۔

اضافی گفتگو

بعض روایات میں یہ اضافی گفتگو بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ فرمایا۔

فضلنی ربی و ارسلنی رحمة للعالمین وکافة للناس بشیرا و نذیرا والقی فی قلب عدوی الرعب من مسیرة شھر و احلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی وجعلت الارض کلھالی مسجد و طھورا واعطیت فواتیح الکلام و خواتمه وجوامعه — مجھے میرے رب نے فضیلت دی ہے مجھے اس نے رحمۃ للعالمین بنایا تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنایا۔ میرے دشمنوں کے دلوں میں ماہ کی مسافت تک رعب پیدا کیا میرے لیے غنائم حلال کردیئے جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے نہ تھا تمام زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک کردیا ہے کلام کے فواتح اور خواتم و جوامع عطا فرمائے۔

یہ بھی فرمایا۔

عرضت علی امتی فلم یخف	میری امت پیش کی گئی اور تابع ومتبوع مجھ پر مخفی
علی التابع والمتبوع ورایتھم	نہ رہے اور میں نے ان کو دیکھا پھر میں ایسی قوم
اتوا علی قوم ینتعلون الشعر و	کے پاس آیا جن کے بال منتشر تھے پھر ایسی قوم
رأیتھم اتوا علی قوم عراض	کو دیکھا جن کے چہرے کشادہ اور چھوٹی
الوجوه صغار الاعین کانما	آنکھوں والے تھے گویا ان کی آنکھیں سوئی سے
خرمت اعینھم بالمخیط فلم	سلی ہوئی تھیں میرے بعد انہیں جو ہوگا وہ بھی مجھ
یخف علی مالھم لاقون من بعدی	سے مخفی نہ رہا اس کے بعد مجھے پچاس نمازوں کا
و امرت بخمسین صلاۃ فرجعت	حکم ہوا تو میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا۔
الی موسیٰ	

(دلائل النبوہ للبیھقی، ۲: ۴۰۳)

امام سیوطی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل سواری لائے میں سوار ہو کر روانہ ہوا حتی کہ ہمارا گزر گندمی رنگ والے آدمی سے ہوا جن کا سراپا قبیلہ از دشنوہ سے ملتا تھا۔ اور وہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے۔

اکرمته و فضلته　　آپ کو شرف وفضیلت سے نوازا گیا ہے

ہم نے پاس جا کر سلام کہا انھوں نے بھی جواباً سلام کہا اور جبریل سے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا ان کا اسم گرامی احمد ہے کہنے لگے۔

مرحبا بالنبی الامی العربی الذی	نبی امی عربی مرحبا آپ نے اپنے رب کا پیغام
بلغ رسالة ربه ونصح لامته	پہنچایا اور اپنی امت کی خوب خیر خواہی کی

ہم چلے تو میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں میں نے پوچھا ان پر ناراضگی کا اظہار کس نے کیا ہے بتایا۔

یعاتب ربه منک — ان کے رب نے آپ کے حوالہ سے عتاب فرمایا ہے۔

میں نے کہا یہ بارگاہ رب العزت میں اس قدر اونچی بول رہے ہیں بتایا۔

ان اللہ قد عرف لہ حدتہ — اللہ تعالیٰ ان کے جلالی طبیعت سے آگاہ ہے۔

آج تمہاری رب تعالیٰ سے ملاقات

پھر ہم ایک درخت کے پاس پہنچے وہاں ایک بزرگ اور ان کا خاندان تھا، جبریل امین نے مجھے کہا اپنے والد حضرت ابراہیم کے پاس جائیں، ہم نے سلام کہا انھوں نے بھی جواباً سلام کہا اور پوچھا جبریل ساتھ کون ہے؟ بتایا یہ تمہارے عظیم بیٹے احمد ہیں تو انھوں نے کہا خوش آمدید اے نبی امی جنھوں نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور امت کی خیر خواہی کا حق ادا کیا اور فرمایا۔

یا بنی انک لاق ربک اللیلۃ — اے میرے پیارے بیٹے آج رات تمہاری اپنے رب سے ملاقات ہونے والی ہے

آپ کی امت آخری اور کمزور ہے اگر ممکن ہو تو اس کا معاملہ حل کروالو۔

نوٹ، ان تمام احادیث کے تفصیلی مطالعہ کے لیے امام سیوطی کی کتاب ''الایۃ الکبریٰ فی شرح قصۃ الاسراء'' کی طرف رجوع کیا جائے۔

اہم فوائد از احادیثِ معراج

ان احادیث مبارکہ کے تحت محدثین کرام نے متعدد فوائد اور حکمتیں ذکر کیں ان میں سے چند کا تذکرہ ہم بھی کر رہے ہیں۔

ا۔اچانک معراج، مقام مراد

احادیث میں آیا "بینما انا نائم" (میں سویا ہوا تھا) جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج اچانک کرائی گئی امام ابن منیر لکھتے ہیں۔

كانت كرامته صلى الله عليه وسلم في المناجاة على سبيل المفأجاة

آپ صلی اللہ علی وسلم کو مناجات وکلام کے لیے اچانک لے جانا نہایت ہی اعلیٰ عزت ہے

حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مناجات وکلام کے لیے مدت مقرر کی جس میں انتظار کی مشقت ہے۔

ويؤ خذ من ذلك ان مقام النبي صلى الله عليه وسلم مقام المراد وهو ارفع بالنسبة الى مقام المريد

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ مقام نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد کا درجہ ہے اور یہ مرید کے مقام سے کہیں بلند ہوتا ہے۔

فضائل حضرت جبریل ومیکائیل علیہما السلام

سفر معراج میں ان دو مقرب فرشتوں کا تذکرہ بار بار آیا ہے لہذا ان کے کچھ فضائل کا تذکرہ بھی لازمی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پنتیس مقامات پر حضرت جبریل علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا ہے۔آٹھ مقامات پر لفظ روح کا ان پر اطلاق آیا۔

ا۔امام ابوالشیخ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقرب الخلق الى الله جبريل و ميكائيل و اسرافيل و انهم من الله لمسيرة خمسين الف سنة

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے قریب حضرت جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے پچاس ہزار سال کی مسافت پر ہیں۔

۲۔انھوں نے حضرت خالد بن ابی عمران سے نقل کیا۔

جبریل امین اللہ علی رسلہ و میکائیل یتلقی الکتب التی ترفع من اعمال الناس و اسرافیل بمنزلۃ الحاجب

حضرت جبریل رسولوں پر اللہ تعالیٰ کے امین ہیں، حضرت میکائیل وہ رجسٹر جمع کرتے ہیں جن میں لوگوں کے اعمال جمع کر کے بلند کیے جاتے ہیں اور حضرت اسرافیل بمنزل حاجب و محافظ کے ہیں۔

۳۔ حضرت عکرمہ بن خالد تابعی سے نقل ہے ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ کونسے ملائکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز ہیں فرمایا میں نہیں جانتا جبریل امین نے آکر عرض کیا، جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت۔ (کتاب العظمۃ)

شق وشرح صدر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار دفعہ ہوا۔

ا۔ بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ تھے جبریل امین نے آکر آپ کا سینہ اقدس چاک کیا اور اسے زمزم سے غسل دیا اور پھر اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا بچے دوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور بتایا ہمارے بھائی محمد کو قتل کر دیا گیا جب وہ وہاں پہنچی تو آپ خوش خرم تشریف فرما تھے۔

۲۔ دس سال کی عمر میں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ ابتداء نبوت کے بارے میں کچھ فرمائیے؟ فرمایا میں صحراء میں تھا۔

ابن عشر حجج اذا اتا برجلین فوق راسی
اس وقت میری عمر دس سال تھی تو میرے پاس در آدمی آئے۔

انھوں نے میرا سینہ چاک کیا ایک نے پانی ڈالا جبکہ دوسرے نے اسے دھویا، خون اور درد محسوس نہ ہوا اس سے ہر قسم کا رشک وحسد خارج کرتے رہے رحمت و رافت سے معمور کر دیا (زوائد مسند لابن احمد)

۳۔ اعلان نبوت کے وقت

امام بیہقی اور امام ابونعیم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک ماہ اعتکاف کی نذر مانی اور وہ ماہ رمضان میں کیا، ایک رات آپ نکلے تو السلام علیک کی آواز سنی میں نے خیال کیا کوئی جن ہے جلدی سے خدیجہ کے پاس چلا آیا انھوں نے معاملہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اطلاع دی عرض کیا یہ تو خیر ہی خیر ہے پھر میں دوبارہ نکلا تو جبریل امین نظر آئے ان کا ایک پر مشرق اور دوسرا مغرب میں تھا اس سے بھی خوف محسوس ہوا میں جلدی واپس ہوا تو وہ ہمارے دروازہ کے پاس آگئے اور مجھ سے گفتگو کرنے لگے حتیٰ کہ میں ان کے ساتھ مانوس ہو گیا پھر انھوں نے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا مگر کافی تاخیر ہو گئی میں چاہتا تھا کاش وہ جلدی آئیں تو میکائیل سے ملاقات ہوئی جو افق کو گھیرے ہوئے تھے، اتنے میں جبریل امین آگئے اور میکائیل وہاں ہی رہے تو انھوں نے میرا سینہ چاک کر کے کچھ نکالا اور کچھ اس میں رکھا۔ (دلائل النبوۃ)

۴۔ معراج کے موقعہ پر

امام مسلم، امام برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ میں گھر پر تھا مجھے زمزم کے پاس لے جایا گیا اور میرا سینہ چاک کر کے اسے ایمان وحکمت سے خوب مالا مال کیا گیا حتی کہ وہ ان دونوں سے بھر گیا امام بخاری و مسلم نے حضرت مالک بن

صعصعہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس موقعہ پر شق صدر نقل کیا ہے۔

انکار مناسب نہیں

بعض اہل علم مثلاً قاضی عیاض اور ابن حزم نے معراج کے موقعہ پر شق صدر کا انکار کرتے ہوئے کہا یہ محض راوی حدیث حضرت شریک کا اختلاط ہے حافظ عراقی شرح تقریب میں لکھتے ہیں۔

ولیس کذلک فقد ثبت فی الصحیحین من غیر طریق

ایسا کہنا درست نہیں کیونکہ بخاری و مسلم میں دیگر اسناد سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

امام ابوالعباس قرطبی لکھتے ہیں۔

لایلتفت لانکار شق الصدر لیلۃ الاسراء لان رواتہ ثقات مشاھیر. (المنھم)

شب معراج شق صدر کے انکار کی طرف متوجہ ہی نہ ہوا جائے کیونکہ یہ مشہور ثقہ راویوں سے مروی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں بعض لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے، مگر

ولا انکار فی ذلک وقدتواردت الروایات (فتح الباری)

اس کا انکار مناسب نہیں کیونکہ روایات میں موجود ہیں

اس پر کچھ گفتگو حدیث شریک کے تحت آگے آرہی ہے۔

ہم تسلیم کرلیں

تمام محدثین نے تصریح کی ہے کہ شق صدر کی احادیث میں جو تفصیل ہے مثلاً سینہ کا چاک کرنا، دل انور کا نکالنا، اسے ایمان و حکمت سے مالا مال کرنا اسے ہم من وعن قبول و تسلیم کرلیں اور اسے حقیقت ہی پر محمول سمجھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر کوئی شی نہیں یہ حدیث صحیح اس کی تائید کرتی ہے۔

انهم كانوا يرون اثر المخيط فى صدره صلى الله عليه وسلم

صحابہ آپ کے سینہ اقدس پر اسے سلنے کے نشانات دیکھا کرتے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں بعض لوگوں نے اس میں تاویل کر کے امر معنوی مراد لیا وہ سراسر جہالت وخطا ہے اور یہ سنت سے دوری اور فلسفہ کی غلامی ہے۔

یہ نہایت ہی اشق تھا

امام ابن منیر رقمطراز ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر اور اس پر آپ کا صبر حضرت اسماعیل کے بوقت ذبح صبر سے عظیم اور بڑھ کر ہے کیونکہ وہاں حاضری تھی اور یہاں حقیقۃً ہوا اور پھر یہ کئی بار ہوا اور بعض اوقات اپنے اہل وگھر سے دور بھی تھے۔

قول فرشتہ کا مفہوم

شیخ الاسلام امام ابوالحسن سبکی سے سوال ہوا جب شق صدر ہوا تو فرشتوں نے کچھ حصہ دل سے نکالتے ہوئے کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا اس کا مفہوم کیا ہے؟ انھوں نے جواباً فرمایا یہ گوشت وہ ٹکڑا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے دل میں پیدا کیا کہ شیطانی وسوسوں کو قبول کر سکے۔

فازيلت من قلبه صلى الله عليه وسلم لم يبق فيه مكان لان يلقى الشيطان فيه شئيا.

تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور سے نکال دیا گیا تا کہ شیطان کے وسوسہ کی وہاں جگہ ہی نہ رہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی اسے پیدا کرنے کی حکمت کیا تھی؟

جواب: تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل انسان ہونا واضح ہو جائے اور اسے نکالنا اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ولطف ہے، بعض اہل علم نے یہ حکمت بیان کی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کے بغیر پیدا فرما دیتا۔

لم یکن للادمیین اطلاع علی حقیقته صلی الله علیه وسلم

تو لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حقیقت کاملہ کا علم نہ ہوتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کے ہاتھوں پر تمام کروایا تا کہ لوگ آپ کے کمال باطن سے بھی آگاہ ہو جائیں جیسا کہ آپ ظاہراً بھی کامل تھے۔

قوت یقین میں اضافہ

شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ بغیر شق کے بھی قلب انور کو ایمان و حکمت سے مالا مال کر سکتا ہے تو پھر شق کی حکمت کیا ہے؟ تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت یقینی میں اضافہ تھا اسی لیے یہ سارا کچھ ہوش میں اور آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوا اور آپ اس سے ہرگز پریشان تک نہ ہوئے یہی وجہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ جرأت مند، دلیر اور اشجع تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یوں آپ کا شان بیان کیا۔

مازاغ البصر و ماطغی

آنکھ نہ کسی طرف پھیری اور نہ حد سے بڑھی

(النجم، ۱۷)

کیا یہ آپ کا خاصہ ہے؟

کیا شق صدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہے یا دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی یہ شان حاصل ہوا، امام سیوطی کی رائے یہ ہے کہ یہ آپ کا خاصہ ہے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں یہ شان دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہے، کیونکہ امام طبری نے واقعہ تابوت سکینہ میں یہ بھی نقل کیا ہے۔

کان فیه الطست التی تغسل فیها قلوب الانبیاء وهوا مشعر بالمشارکة

اس میں ایک ایسا تھال بھی تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے قلوب کو غسل دیا جاتا تو یہ بات مشارکت پر دال ہے۔

تکرار کی حکمت

پہلی دفعہ بچپن میں ہوا تا کہ طفولیت کا دور اکمل حال پر بسر ہو، دوسری دفعہ بلوغ کے وقت تا کہ جوانی قابل رشک گزرے، تیسری دفعہ بعثت کے وقت تا کہ حصول وحی قرآنی کے لیے قلب انور قوی و کامل ہو جائے، چوتھی دفعہ شب معراج تا کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کی تیاری و استعداد کامل ہو جائے۔

نور علی نور

امام ابن ابی جمرہ لکھتے ہیں قلب انور پہلے ہی مقدس و معطر تھا یہ سارا کچھ نور علی نور کی خاطر تھا جیسے وضو والا، نماز کے لیے تازہ وضو کر لیتا ہے کہ میں نے بارگاہ خداوندی میں حاضری دینی ہے۔

شعائر اللہ کی تعظیم

اس میں شعائر اللہ کی تعظیم کا پہلو بھی ہے امام برہان نعمانی فرماتے ہیں جب حرم پاک میں داخل ہونے والے کے لیے غسل افضل ہے۔

فما ظنک بداخل الحضرة القدسية — تو پھر تمہارا کیا خیال اس کے بارے میں جو حرم کبریا میں داخل ہو رہا ہے۔

چونکہ حرم شریف ظاہر کائنات سے ہے لہذا ظاہری بدن کا غسل اور حریم کبریا عالم باطن سے ہے لہذا وہاں غسل بھی باطنی ہوگا پھر آپ کو نماز عطا کرنے اور ملائکہ کو جماعت کروانے کے لیے اوپر لے جایا جا رہا تھا۔

ومن شان الصلاة الطهور فقدس ظاهرا و باطنا ﷺ — اور نماز کے آداب میں طہارت و پاکیزگی ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری و باطنی اعلیٰ طہارت سے نوازا گیا۔

سوال۔ تمام انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی میل بشریت سے پاک ہوتے ہیں اور آپ صلی

اللہ علیہ وسلم تو ان تمام میں اکمل میں لہذا یہاں تطہیر کی کیا ضرورت؟

جواب: یہاں خوب درجہ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا حصول مقصود تھا۔

(المعراج الکبیر، ۵۷)

زمزم کی افضلیت

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس کو زمزم سے غسل دیا گیا لہذا امام سراج الدین بلیقینی نے فرمایا یہ پانی تمام سے افضل ہے، امام ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں جنتی پانی سے غسل نہ ہونے کی حکمت یہ تھی۔

لما اجتمع فی زمزم من کون اصل مائه من الجنة ثم استقر فی الارض فارید بذلک بقاء برکته صلی الله علیه وسلم فی الارض.

جب زمزم میں اجتماع ہے اس بات کا کہ وہ جنتی بھی ہے پھر وہ زمین پر آیا تو مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت زمین پر قائم و باقی رہے

(بهجة النفوس ۳،۱۸۸)

جبریل امین کا دستک دینا

امام ابن دحیہ لکھتے ہیں کہ حضرت جبریل امین کا دستک دینا بتا رہا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند تھے اور آمد پر ہی کھولے گئے۔

لانه لورأها مفتحة لظن انها لاتزال کذلک ففعل ذلک لیعلم ان ذلک فعل من اجله

اگر پہلے ہی کھلے ہوتے تو خیال آتا کہ شاید یہ اس طرح کھلے ہی رہتے ہیں بند تھے تا کہ واضح ہو کہ یہ آپ کے لیے ہی کھولے گئے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے۔

ان اللہ تعالیٰ اراد ان یطلعه علی   اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے آگاہ کرنا چاہ رہا تھا کہ

کونہ معروفا عند اهل السموات   تمام اہل سماء بھی آپ کو جانتے ہیں۔

کیونکہ جیسے ہی جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیتے تو فرشتے دروازے کھول دیتے

بعثت وارسال کے بارے میں سوال

ہر خازن سماء نے سوال اٹھایا وقد بعث الیہ (کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے) یہاں ہمزہ استفہام محذوف ہے اہل علم فرماتے ہیں یہ سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول بنائے جانے کے بارے میں نہیں تھا بلکہ معراج پر بلائے جانے کے حوالہ سے تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے ملکوت اعلی کی تمام مخلوق آگاہ ہے، بعض نے کہا اس سوال کا مقصد محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر اللہ تعالیٰ کے انعام پر تعجب تھا یا بطور خوشی و بشارت مقصد تھا ورنہ جبریل امین کا ساتھ ہونا واضح کر رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا ہے کیونکہ نہ بلائے گئے کے ساتھ جبریل کا ہونا ممکن ہی نہیں پھر یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے جب جبریل نے اپنے بارے میں بتایا تو وہ خازن پوچھتا من معک ؟ تمہارے ساتھ کون ہے تو وہ آپ صلی اللہ کا اسم گرامی لیتے گویا انہیں علم تھا ورنہ یہ سوال کرتے امعک احد؟ کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ انہیں یہ علم واحساس یا تو آسمانوں کے شفاف ہونے کی وجہ سے ہوا یا۔

لما راد من زیادة الانوار وغیرها   کسی امر معنوی کے وجہ سے ہوا مثلاً آج انوار کا سماں ہی عجیب تھا۔

امام ابن جمرہ لکھتے ہیں ان کا یہ سوال یہ ساتھ کون ہیں؟ بتا رہا ہے انھوں نے اس ہستی کے بارے میں پوچھا۔

من اجلـه هـذه الـزيـادة للتی معک.	جس کے وجہ سے آج تمہارے ساتھ انوار کا خوب سماں ہے۔

(بهجة النفوس، ۳، ۱۹۰)

مرحبا بالنبی الصالح:

ہر نبی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے وقت خوش آمدید نبی صالح کہا، یہاں اس لفظ کا عام معنی نہیں جو دیگر صالحین کے لیے ہے یہاں صالح سے مراد۔

هو الـذی يـقـوم بـمـا يلزمـه من حقوق الله تعالیٰ و حقوق العباد	وہ ذات ہے جو اپنے اوپر تمام لازم حقوق کی ادائیگی کرے ،خواہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہوں یا بندوں کے

تو گویا یہاں یہ لفظ انواع خیر کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اسی وجہ سے تمام انبیاء علیہم السلام نے اس کامل لفظ کو آپ کے لیے منتخب کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا

واضح ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا بطور حسد ہرگز نہ تھا کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام ایسے عمل سے پاک ہوتے ہیں امام ابن ابی جمرہ نے اس رونے کی دو حکمتیں نقل کیں ہیں۔

ا۔ یہ وقت اللہ تعالیٰ کے نہایت فضل ولطف کا وقت تھا۔

لانـه وقـت اسـری فیـه بـالحبیب ليخلع عليه خلع القرب و الفضل الـعـمـيـم فـطـمـع الـكـلـيـم لعل ان يـلـحـق لامتـه نصيبا من ذلـک الخير العظيم	کیونکہ یہ موقعہ تھا حبیب خدا کے معراج کا جس میں انہیں نہایت ہی قرب وفضل عظیم کی خلعت سے نوازا جارہا تھا تو حضرت کلیم علیہ السلام نے اپنی امت کے لیے سوچا شاید اسے بھی خیر عظیم سے حصہ مل جائے۔

۲۔ یہ رونا حضور علیہ السلام کی خوشی اور بشارت کے لیے تھا کیونکہ انھوں نے روتے ہوئے کہا ان کی امت جنت میں میری امت سے زیادہ داخل ہوگی تا کہ حضور علیہ السلام یہ جملہ سن کر خوش ہوں۔ (بھجۃ النفوس، ۳، ۱۹۴)

حضرات انبیاء علیہم السلام سے ملاقات اور اس کے اسرار

شب معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانوں پر متعدد انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی کسی سے پہلے آسمان پر اور کسی سے چھٹے پر اور کسی سے ساتویں پر ہوئی اس کے اسرار پر اہل علم نے خوب روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے آسمان پر ملاقات ہجرت کی طرف اشارہ تھا کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام کو عداوت ابلیس نے جنت سے نکالا اسی طرح اہل مکہ کی دشمنی اور عداوت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا۔

دوسرے پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰ علیہما السلام سے ملاقات، یہود کی اذیت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ انھوں نے حضرت یحیی علیہ السلام کو شہید کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمانوں پر اٹھا لیا، یہی یہود نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا مثلاً آپ کو شہید کرنے کے لیے یہودی عورت نے کھانے میں زہر ملا دیا لقمہ نے بول کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا مجھے نہ کھائیے میں زہر آلود ہوں، حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات قوم پر کامیابی اور ان پر احسان و کرم کی طرف اشارہ تھا، فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا۔

لاتثریب علیکم الیوم فیغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین — آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (یوسف، ۹۲)

حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات اشارہ تھی کہ عنقریب لوگ آپ سے محبت کریں گے اوران کی عداوت ودشمنی، الفت سے بدل جائے گی جیسا کہ بنی اسرائیل کے لوگ حضرت ہارون علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر محبت و پیار کیا کرتے۔

حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات، آفاق میں بادشاہوں تک اسلام پھیلانے کے لیے خطوط لکھنے کی طرف اشارہ تھا کیونکہ یہ پہلے پیغمبر ہیں جنھوں نے قلم سے لکھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات دشمنوں کے ختم ہونے کی طرف اشارہ تھی کہ جس طرح ان کے مقابل فرعون آیا اور وہ غرق و برباد ہوگیا اسی طرح ابوجہل جوفرعون سے بھی بڑھ کر فرعون تھا یہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات اس حال میں ہونا کہ وہ بیت المعمور کے ٹیک لگائے تھے اشارہ تھی کہ مکہ فتح ہو جائے گا اور آپ آزادی کے ساتھ حج وعمرہ ادا کریں گے۔

دس سالہ ہجرت اور معراج میں مناسبت

اہل معرفت نے معراج اور دس سالہ ہجرت میں نہایت ہی اہم مناسبت ذکر کی ہے کہ جس طرح ہجرت کے دس سال ہیں اس طرح معراج کے بھی دس مراحل ہیں ان میں سے سات مراحل ساتویں آسمان تک ہیں۔

الثامن الی السدرۃ المنتھٰی والتاسع الی المستوی الذی سمع منه صریف الاقلام والعاشر الی الرفرف والرؤیة وسماع الخطاب

آٹھواں مرحلہ سدرۃ المنتھیٰ، نواں مستویٰ تک جہاں آپ نے اقلام تقدیر کی آواز سنی اور دسواں رفرف، دیدارالٰہی اور اللہ تعالیٰ سے کلام کا شرف پانا ہے۔

رہے ہجرت کے دس سال تو ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو

گئے۔

وھی لقاء الحق جل جلاله كما | اور یہ اللہ جل جلالہ سے ملاقات ہے جیسا کہ
ختمت معاريج الاسراء باللقاء | مدارج معراج کا اختتام ملاقات اور حریم کبریا
والحضور بحضرة القدس | میں حاضری پر ہوا۔

پھر انھوں نے ہر سال ہجرت اور ہر مرحلہ معراج کے درمیان جو مناسبتیں تحریر کیں ہیں وہ بھی خوب ہیں۔

جنت کا دورہ

اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا دورہ بھی کروایا، امام ابن دحیہ اس کی حکمت یہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بطور انعام جنت کا تذکرہ کیا اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو جنت کا مشاہدہ کروا دیا جائے تا کہ جو کچھ آپ نے امت سے فرمایا وہ غائبانہ ہی نہ رہے بلکہ مشاہدہ کے ساتھ ہو اور ان انعامات کے مشاہدہ سے آپ لوگوں کو خوب اس کی دعوت دیں سکیں اور آپ کی امت اس میں دوسری امتوں سے سب سے زیادہ ہوگی۔

دوزخ کا مشاہدہ

اسی طرح اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کا بھی مشاہدہ کروایا کیونکہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہوئے آپ کی دعوت و پیغام کا مذاق و تمسخر اڑایا۔ ان کی سزا کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیار کیا اس سے بھی آگاہ کر دیا۔

احادیث اور معراج

بعض محدثین نے اپنے اپنے مطالعہ کے مطابق معراج حدیثی کو ترتیب وار بیان کیا

ہے، مثلاً امام محمد بن یوسف صالحی شامی المتوفی (۹۴۲) اور امام نجم الدین الغیطی (۹۸۲) نے اپنی اپنی کتاب ''المعراج الکبیر'' میں اسے ترتیب دیا ہے۔

امام صالحی شامی کی کتاب کے بارے میں امام نبھانی لکھتے ہیں۔

ولم ارفی المعاریج اجمع و انفع عنه وکل من جابعده کالغیطی والاجهوری فانما اخذ و اجل فوائدهم عنه

میں نے معراج ناموں میں ایسی جامع اور نافع کتاب نہیں دیکھی ان کے بعد جتنے بھی اس موضوع پر لکھنے والے ہیں مثلاً امام غیطی اور اجھوری ان تمام نے اہم فوائداس سے لیے ہیں

پھر موصوف نے اس کا اختصار کیا جس کا نام ''المنهاج السامی مختصر المعراج الشامی'' رکھا پھر اس کتاب کے مواد کے بارے میں خود امام شامی نے لکھا۔

واعلم انی لم اذکر فی هذا الکتاب حدیثا موضوعا البتة الا مانبهت علیه.

واضح رہے میں نے اس کتاب میں ایک بھی موضوع روایت درج نہیں کی اگر کہیں ایسا ہے تو میں نے اس کی نشاندہی کر دی ہے۔

(جواهر البحار، ۳، ۶۳۴)

باب ۵

سدرہ تیری رہ گزر

محترم ڈاکٹر اسرار احمد سربراہ تنظیم اسلامی نے حضور ﷺ کے معراج پر خطاب کیا جسے شیخ جمیل الرحمٰن نے مرتب کر کے ''معراج النبی ﷺ'' کے نام سے شائع کیا۔

ہمارے سامنے اس کا پانچواں ایڈیشن ہے جو دسمبر ۹۵ میں شائع ہوا اس میں ڈاکٹر صاحب نے نہایت ہی دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ حضور ﷺ معراج کے موقع پر صرف سدرہ تک ہی تشریف لے گئے اس سے آگے جانا کتاب وسنت سے ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ ہماری شاعری ہی ہے کہ حضور ﷺ اس سے آگے گذر گئے۔ دوسری بات یہ بیان کی ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک آپ ﷺ کو دیدار الٰہی کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ یہی دونوں باتیں ان کے الفاظ میں ملاحظہ کر لیجئے۔

۱۔ سدرة المنتهیٰ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''یہ اس اعتبار سے منتھیٰ ہے کہ اس سے آگے مخلوق کا گذر نہیں ہے یہ انتہا ہے یہاں سے آگے حضرت جبریل بھی نہیں جا سکتے۔ اور نوٹ کیجئے کہ اس سے آگے جانے کا کہیں محمد ﷺ کا بھی ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف ہماری شاعری ہی ہے۔ کہ حضور ﷺ اس سے بھی آگے گذر گئے۔ لیکن اس کا قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ بھی یہیں تک گئے ہیں (معراج النبی، ۳۱)

۲۔ دیدار الٰہی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''ہاں بعض صحابہ کے یہ اقوال کہ آپ شب معراج میں دیدار الٰہی سے بھی مشرف ہوئے سند کے ساتھ منقول ہیں لیکن عظیم اکثریت کی رائے یہی ہے۔ کہ شب معراج میں حضور ﷺ کو دیدار الٰہی نہیں ہوا۔ نیز جمہور اہلسنت کی رائے بھی یہی ہے۔ (معراج النبی، ۳۴)

ہم اس مقالہ میں انہی دو باتوں کا کتاب وسنت کی روشنی میں تجزیہ کرنا چاہ رہے ہیں

ا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کا دوٹوک کہنا کہ سدرہ سے آگے جانے کا تذکرہ کتاب وسنت میں کہیں نہیں درست نہیں ہے۔ کیونکہ مقتدر اہل علم نے کتاب وسنت سے اس پر دلائل فراہم کیے ہیں۔ البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ لیکن دوسرے اقوال بلکہ مختار قول کو ترک کر دینا ہرگز مناسب نہیں۔ یہی وجہ ہے جب علماء عقائد نے اس پر لکھا تو انھوں نے نہایت ہی محتاط الفاظ لکھے تا کہ کسی قول کا بھی انکار نہ ہو۔

ا۔ امام ابو جعفر طحاوی حنفی (المتوفی ،۳۲۱) معراج کے بارے میں عقیدہ یوں لکھتے ہیں کہ معراج حق ہے۔

وقد اسری بالنبی ﷺ وعرج بشخصه فی الیقظة الی السماء ثم الیٰ حیث شاء الله من العلی

(العقیدة الطحاویة)

حضور ﷺ کو بیداری کے عالم میں جسم اقدس کے ساتھ آسمان تک پھر وہاں سے جس قدر بلندی تک اللہ نے چاہا معراج کا شرف بخشا۔

۲۔ امام نجم الدین عمر نسفی (المتوفی ،۵۷۳) رقمطراز ہیں

المعراج لرسول الله ﷺ فی الیقظة بشخصه الی السماء ثم الی ماشاء الله من العلیٰ حق

(عقائد نسفی)

نبی کریم ﷺ کو حالت بیداری اور جسم اقدس کے ساتھ آسمان پھر وہاں سے جس بلندی تک اللہ نے چاہا معراج عطا فرمائی۔

۳۔ شیخ جمال الدین احمد بن محمد الغزنوی (المتوفی ،۵۹۳) کے الفاظ ہیں

عروج رسول ﷺ بشخصه فی الیقظة الی السماء ثم الی حیث شاء الله من العلاء

(اصول الدین ،۱۳۳)

رسول اللہ ﷺ کو جسم اطہر کے ساتھ آسمان اور پھر جہاں تک اللہ نے چاہا عروج و بلندی نصیب فرمائی

۴۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) امام اعظم کے الفاظ "خبر المعراج حق" کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ای بجسد المصطفیٰ ﷺ یقظة الی السماء ثم الی ماشاء الله تعالیٰ من المقامات الی العلیا	آپ ﷺ کو بیداری کے عالم میں آسمان پر مشیت الٰہی کے مطابق بلند مقامات تک معراج حاصل ہوئی

(منح الروض الازہر، ۳۲۲)

۵۔ امام نجم الدین الغیطی (المتوفی ۹۸۱) کیفیت اسراء و معراج کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

اس بارے میں اختلاف ہے

الذی ذهب الیه الجمهور من المفسرین والمحدثین والفقهاء والمتکلمین انهما وقعا فی لیلة واحدة بالروح والجسد معاًفی الیقظة لا فی المنام من مکة الی بیت المقدس الی السموات العلی الی سدرة المنتهیٰ الی حیث شاء العلی الاعلی	جمہور مفسرین، محدثین، فقہاء اور متکلمین کی تحقیق یہی ہے کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات حالت بیداری میں روح وجسد دونوں کے ساتھ ہوئے نہ کہ خواب میں اور یہ مکہ سے بیت المقدس وہاں سے سموات العلی وہاں سے سدرۃ المنتھی اور وہاں سے جہاں تک اللہ نے چاہا۔

(المعراج الکبیر، ۵۱)

۶۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (المتوفی ۷۹۳ھ) ثم ماشاء الله تعالیٰ (پھر جہاں تک اللہ نے چاہا) کے الفاظ کی حکمت یوں لکھتے ہیں۔

اشار الی اختلاف اقوال السلف قیل الی الجنة وقیل الی العرش وقبل الی فوق العرش وقیل الی طرف العالم
(شرح عقائد نسفی .۱۵)

یہ اسلاف کے اقوال کی طرف اشارہ ہے بعض کے ہاں جنت، بعض کے ہاں عرش، بعض کے ہاں فوق العرش اور بعض کے ہاں طرف عالم تک معراج ہوئی۔

۷۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی ،۱۰۱۴) انتہاء معراج کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اسمیں اختلاف ہے

قیل الی الجنة وقیل الی العرش وقیل الی ما فو قه وهو مقام دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی
(منح الروض الازهر .۳۲۳)

بعض نے جنت، بعض نے عرش اور بعض نے عرش سے اوپر کا قول کیا ہے اور یہی دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی کا مقام ہے

۸۔ امام ابواسحاق محمد ابراہیم الشافعی (المتوفی ،۸۱۹) نے منتھی العروج کے تحت لکھا۔

فقیل الجنة وقیل العرش قیل الی فوق العرش وقیل الی طرف العالم
(السراج الوهاج فی الاسراء والمعراج ،۲۸۰)

بعض نے جنت کچھ نے عرش، کچھ نے فوق العرش اور کچھ نے طرف عالم تک معراج کا قول کیا ہے۔

علماء عقائد کی ان تصریحات کے بعد کون دوٹوک کہہ سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی معراج فقط سدرۃ تک ہی ہے اس سے آگے کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے آپ نے دیکھا جن لوگوں کی ان معاملات پر گہری نظر ہے وہ کس قدر محتاط ہیں۔ انھوں نے ہر جگہ ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جو ان تمام اقوال کو شامل رہیں اور کسی کا بھی دوٹوک رد نہ ہو کیونکہ ان میں سے ہر کوئی کتاب وسنت سے ہی استدلال کر رہا ہے

علماءعقائد کی تصریح

پھراس کی بھی علماءعقائد نے تصریح کر دی ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک معراج قرآن سے قطعی طور پر ثابت ہے۔وہاں سے آسمان تک احادیث مشہورہ سے ہے رہا جنت یا عرش یا اس سے اوپر تک جانا اس پر احادیث احاد ہیں۔

۱۔ امام برہان الدین اللقانی (المتوفی ۱۰۴۱) تحریر کرتے ہیں مسجد اقصیٰ سے سموات سبع تک معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔

ومنها الى الجنةثم الى العرش او طرف العالم من فوق العرش على الخلاف فى ذالک ثابت بخبر الواحد فمن انكره لا يكفر ولا يفسق

وہاں سے جنت پھر یا عرش یا طرف عالم فوق العرش میں اختلاف ہے کیونکہ یہ خبر واحد سے ثابت ہے جو اس کا انکار کرے گا اسے نہ کافر کہا جائے گا نہ فاسق۔

(شرح جوهرة التوحيد، ۱۴۱)

۲۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (المتوفی ۷۹۳) سابقہ عبارت کے بعد رقمطراز ہیں۔

فالا سراء وهو من المسجد الحرام الى بيت المقدس قطعى ثابت بالكتاب والمعراج من الارض الى السماء مشهور ومن السماء الى الجنة او الى العرش او غير ذلک احاد

اسراء، مسجد حرام سے بیت المقدس تک قطعی اور کتاب اللہ سے ثابت ہے اور زمین سے آسمان تک معراج مشہور روایات اور آسمان سے جنت یا عرش یا اس سے اوپر احادیث احاد سے ثابت ہے۔

(شرح عقائد نسفى، ۱۰۵)

۳۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے ان الفاظ کی شرح یوں کی ہے۔

ای مروی بخبر الاحاد ویأثم منکرہ	یہ احادیث احاد سے ثابت ہے لہذا اس کا منکر گناہگار ہوگا

اس کے بعد ایک اعتراض اٹھاتے ہیں کہ پہلے تفتازانی نے کہا تھا یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اب یہاں احاد کی بات کر رہے ہیں اس کا جواب دیا۔

ان المشھور ھو العروج من السماء الی ما فو قھا والا حادو ھو خصوصیة الجنة ا والعرش	مشہور روایات سے آسمان سے اوپر تک جانا ثابت ہے رہا جنت یا عرش تک جانا وہ احادیث احاد ہی سے ثابت ہے۔

(النبراس، ۴۷۴)

۴۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی ۱۰۶۹) آپ ﷺ کے معراج کے اسی پہلو کو یوں بیان کرتے ہیں۔

والا حادیث الاحاد الدالة علی دخوله الجنة ووصوله الی العرش اوطرف العالم کما سیأتی	احادیث احاد آشکار کرتی ہیں کہ آپ ﷺ جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک یا اطراف عالم تک پہنچے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

(نسیم الریاض، ۲، ۲۷۰)

بعض علماء نے عرش وکرسی تک معراج پر احادیث مشہورہ کا قول کیا ہے۔ ضوء المعالی کے محشی اس پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ تک معراج کا منکر کافر ہے اور اگر کوئی آگے کا منکر ہے۔

من الصعود الی الجنة والعرش والکرسی والی سدرة المنتھیٰ وغیر ذالک من المعارج والمدارج یکفر	یعنی جنت تک عروج، عرش، کرسی، سدرہ اور دیگر معراج کا منکر ہو تو بعض نے کہا ہے یہ کفر ہے کیونکہ ان تک معراج

لانه لانکاره مجمعاً وقیل لا یکفر لانــه ینـکـر الـمشهورة من الا خبار وانکار المشهور لا یکفر بل یضلل

(تحفة الاعالی ،۳۸)

اتفاق ہے بعض نے کہا کہ یہ کفر نہیں ہے کیونکہ یہ مشہور روایات کا انکار ہے اور یہ انکار کفر نہیں بلکہ گمراہی ہے۔

احادیث مبارکہ۔

آپ نے ملاحظہ کرلیا تمام علماء وعقائد تصریح کررہے ہیں کہ سدرۃ سے آگے جانے پر احادیث متواترہ ومشہور اگرچہ نہیں لیکن احاد ہیں۔اب یہاں ان احادیث کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔

ا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ،۸۵۲) نے فتح الباری میں حدیث المعراج کی شرح کے تحت تکملہ کا عنوان قائم کر کے کہا۔

وفع فی غیر هذه الروایة زیادات رأیها ﷺ بعد سدرة المنتهی تذکرفی هذه الروایة

اس روایت کے علاوہ دیگر روایات میں کچھ اضافات بھی ہیں جنہیں سرور عالم ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے بعد دیکھا لیکن ان کا ذکر یہاں نہیں ہوا۔

اس کے بعد انھوں نے جو روایات درج کی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔امام ابن ابی حاتم اور امام ابن عائذ نے یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ثم انطلق حتی انتهی بی الی الشجرةفغشیتنی من کل سحابة فیهامن کل لون فتأخر جبریل وخررت ساجدا

پھر میں چلا حتی کہ درخت تک پہنچا تو مجھے ابر نے ڈھانپ لیا جس میں ہر رنگ تھا جبریل امین یہاں پیچھے رہ گئے اور میں حالت سجدہ میں گرگیا۔

(فتح الباری ،۷،۲۷۲)

اس میں واضح طور پر الفاظ ہیں"فتأخر جبریل "(جبریل پیچھے رہ گئے)یعنی میں آگے گذر گیا

۲۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ،۹۱۱) نے دو دفعہ یہ الفاظ نقل کئے ہیں

فرفعني جبريل وخررت ساجداً — مجھے جبریل نے آگے جانے کا کہا اور میں سجدہ ریز ہوگیا

(الاية الكبرى: ٢٦)

۳۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) نے بھی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے

فرفضني جبريل وخررت ساجداً — مجھے جبریل امین نے چھوڑ دیا اور میں حالت سجدہ میں چلا گیا

۴۔ بلکہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کو نمازوں میں کمی کروانے کا مشورہ دیا تو آپ ﷺ فرماتے ہیں میں واپس لوٹا

حتى انتهيت الى الشجرة فغشيتني السحابة و رفضني جبريل و خررت ساجدا — جب درخت کے پاس آیا تو مجھے ابر نے ڈھانپ لیا جبریل نے مجھے چھوڑ دیا اور میں حالت سجدہ میں چلا گیا۔

(تفسير القرآن العظيم، ۳۷)

۵۔ محشی ضوء المعالی نے یہ الفاظ روایت کئے ہیں

ثم جاء رفرف فتناولني جبريل و طاربي حتى وقف على ربي — پھر رفرف کی سواری آ گئی اور مجھے جبریل سے لے لیا اور وہ سوار کر کے لے گئی حتیٰ کہ میں حریم کبریا میں پہنچ گیا۔

(تحفة الاعالى، ۳۸)

سحاب اور رفرف

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اکثر احادیث میں لفظ سحاب اور بعض میں رفرف کا لفظ ہے۔ امام نجم الدین الغیطی (۹۹۹) ان میں تطبیق یوں دیتے ہیں

فیحتمل ان المراد به السحابة التی غشیته و فیها من کل لون التی رواها ابن ابی حاتم عن انس و عند ما غشیته تأخر عنه جبریل

(المعراج الکبیر، ۸۹)

ممکن ہے رفرف سے مراد سحاب ہی ہو جس نے آپ کو ڈھانپ لیا اور اس میں ہر رنگ تھا جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، جب آپ ﷺ کو سحاب نے ڈھانپ لیا تو جبریل امین آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔

اسی طرح امام برہان الدین علی حلبی رقمطراز ہیں

ویعبر عن تلک السحابة بالر فرف

(انسان العیون، ۱، ۴۰۲)

اس سحاب کو رفرف بھی کہا گیا ہے۔

۶۔ حضرت قاضی عیاض (المتوفی ۵۴۴) نے ثم دنا فتدلیٰ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

فارقنی جبریل فانقطعت الاصوات عنی (الشفاء ۱، ۲۶۷)

جبریل امیں مجھ سے جدا ہو گئے اور تمام آوازیں ختم ہو گئیں۔

شرح مسلم میں رقمطراز ہیں۔

وفی حدیث اخر فارقنی جبریل وانقطعت عنی الاصوات

(اکمال المعلم، ۱، ۵۱۰)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جبریل امین مجھ سے جدا ہو گئے اور آوازیں تمام ختم ہو گئیں۔

امام ابی اور امام سنوسی دونوں نے بھی یہ الفاظ نقل کیے ہیں (اکمال و مکمل، ۱۔۵۲۱)

شارح مسلم امام نووی (المتوفی، ۶۷۶) نے بھی یہی الفاظ حضرت قاضی عیاض سے بغیر کسی رد کے نقل کیے ہیں۔ (المنھاج، ۱:۹۳)

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی ،۱۰۶۹) نے ان الفاظ کے تحت لکھا۔

ای تخلف عنه فی المعراج لان له مقا ما لا یتعداه

(نسیم الریاض ،۱: ۳۰۴)

یعنی معراج کے موقع پر جبریل پیچھے رہ گئے کیونکہ یہ مقام ان کے لئے مقرر ہے وہ یہاں سے آگے نہیں جاسکتے۔

حضرت ملا قاری (المتوفی ،۱۰۱۴) کے الفاظ ہیں۔

ای فی مقام معین له کما اخبر الله سبحانه و تعالیٰ عن الملا ئکة بقوله وما مناالا له مقام معلوم وقال معتذرا لود نوت انملة لا حر قت

(شرح شفاء مع نسیم ،۲: ۳۰۴)

یعنی اپنے مقام معین پر رک گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے لئے مقام مقرر ہے اور حضرت جبریل امین نے عذر کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں ایک پورا بھی آگے جاؤں تو جل جاؤں گا۔

۷۔ علامہ احمد خفاجی (المتوفی ،۱۰۶۹) معراج کی تفصیلات میں کہتے ہیں احادیث معراج میں یہ بھی ہے جب آپ ﷺ سدرہ پر پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے وہاں رفرف کی سواری پیش کی۔

فتناوله فطار به الی العرش

(نسیم الریاض ،۲: ۳۱۰)

جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور وہ آپ ﷺ کو عرش پر لے گئی۔

۸۔ امام محمد احمد قرطبی (المتوفی ،۶۷۱) دنا فتدلی کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں

ای تدلی الرفرف لمحمد ﷺ لیلة المعراج فجلس علیه ثم رفع فدنا من ربه قال فارقنی جبریل

شب معراج رفرف حاضر ہوا آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہو کر اوپر تشریف لے گئے یہاں تک اللہ رب العزت کا خوب

وانقعطت عنی الاصوت و سمعت کلام ربی	قرب ملا فرمایا جبریل مجھ سے جدا ہو گئے اور تمام آوازیں ختم ہو گئیں اور میں نے اپنے رب تعالیٰ کا کلام مقدس سنا۔

(الجامع لاحکام القرآن، ۱۷: ۸۸)

امام ابوحفص عمر بن عادل دمشقی (المتوفی ،۸۸۰) نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے

(اللباب فی علوم الکتاب، ۱۸: ۱۷۶)

۹۔ دوسرے مقام پر امام قرطبی نے حدیث معراج ذکر کرتے ہوئے لکھا

لما بلغ سدرة المنتهی جاءہ الرفرف فتناوله من جبریل و طاربه الی سند العرش	جب آپ ﷺ سدرۃ پر پہنچے تو رفرف آ گیا اس نے آپ ﷺ کو جبریل سے لیا اور عرش تک لے گیا۔

(التذکرہ، ۵۲۰)

۱۰۔ امام بدر الدین عینی (المتوفی، ۸۵۵) نے حضرت مقاتل بن حیان سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل لے کر چلے

حتی انتھی الی الحجاب الاکبر عندسدرة المنتھی قال جبریل تقدم یامحمد	یہاں تک کہ سدرۃ المنتھی کے پاس حجاب اکبر آ گیا تو جبریل کہنے لگے حضور اب آگے آپ جائیں۔

(انسان العیون، ۱. ۴۰۳)

۱۱۔ مقام مستویٰ سدرہ سے اوپر

بخاری و مسلم کی احادیث میں صراحۃً موجود ہے آپ ﷺ مقام مستویٰ پر جلوہ افروز ہوئے امام بخاری حضرت ابن عباس اور حضرت ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا

ثم عرج بی حتی ظھرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام

(صحیح البخاری ، باب کیف فرضت الصلاۃ)

پھر میں اوپر گیا یہاں تک کہ مستویٰ تک پہنچا اور وہاں میں نے تقدیر لکھنے والی اقلام کی آواز سنی

محدثین اور اہل سیر نے تصریح کی ہے کہ مقام مستویٰ، سدرۃ کے بعد ہے آیئے کچھ تصریحات سامنے لاتے ہیں۔

ا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) نے تکملہ کا عنوان قائم کر کے لکھا

وقع فی غیر ھذہ الروایۃ رأھا صلی اللہ علیہ وسلم بعد سدرۃ المنتھیٰ لم تذکر فی ھذہ الروایۃ منھا ما تقدم فی اول الصلوۃ حتی ظھرت المستویٰ اسمع فیه صریف الاقلام

(فتح الباری، ۷: ۱۷۲)

اس روایت کے علاوہ میں کچھ ایسے اضافات بھی ہیں جنھیں آپ ﷺ نے سدرۃ المنتھیٰ کے بعد دیکھا۔ ان کا ذکر اس روایت میں نہیں ہوا۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو (پہلے اول صلوۃ میں گزر چکا) کہ مقام مستویٰ تک پہنچا اور وہاں میں نے اقلام کے لکھنے کی آواز سنی۔

۲۔ اس عبارت کے تحت مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مقام صریف الاقلام، سدرۃ المنتھیٰ کے بعد ہے

(سیرت مصطفےٰ، ۱: ۳۰۵)

۳۔ علامہ محمد سفارینی (المتوفی ۱۱۸۸) رقمطراز ہیں جب حضور ﷺ سدرہ پر پہنچے تو جبریل پیچھے رہ گئے

ثم عرج بالنبی ﷺ حتی وصل المستویٰ سمع فیه صریف الاقلام

(لوامع الانوار البھیة، ۲: ۲۸۳)

پھر حضور ﷺ اوپر تشریف لے گئے یہاں تک کہ مقام مستویٰ آ گیا آپ ﷺ نے اقلام کے لکھنے کی آواز سنی۔

۴۔ امام محمد یوسف صالحی (المتوفی ۹۴۴) نے تمام روایات ترتیب دی اور مسلسل واقعہ معراج ذکر کیا جب سدرۃ المنتھیٰ پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو اس کے بعد یہ روایت ذکر کی۔

فتأخر جبريل ثم عرج حتى ظهرت المستوىٰ سمع فيه صريف الاقلام (سبل الهدى والرشاد، ۳: ۹۱)	تو وہاں جبریل امین رک گئے پھر آپ ﷺ مستویٰ تک اوپر چلے گئے وہاں آپ ﷺ نے اقلام تقدیر کی آواز سنی۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ''الایات العظیمة الباهرة'' میں احادیث معراج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ثم رفع الى سدرة المنتهىٰ....ثم عرج به حتى ظهر المستوىٰ سمع فيه صريف الاقلام و رأى رجلا مغيبا فى نور العرش (آيات العظيمة الباهرة فى معراج سيد اهل الدنيا والاخرة بحوالہ جواهر البحار، ۳: ۴۷۵)	پھر مجھے سدرہ تک بلندی ملی۔۔۔۔۔۔پھر وہاں سے بھی عروج ہوا حتیٰ کہ مستویٰ ظاہر ہوا وہاں اقلام کی آواز سنی اور نور عرش میں گم آدمی کو دیکھا۔

۵۔ شیخ ابوبکر جزائری سعودی، سدرہ اور بیت المعمور کی سیر کے بعد لکھتے ہیں

ثم رفع و ادنى حتى انتهى الى مستوى سمع فيه صرير الاقلام و منها قربه ربه ناجا (هذا الحبيب يا محب، ۱۳۷)	پھر وہاں سے بلند ہوئے حتیٰ کہ مقام مستویٰ پر پہنچے یہاں آپ نے اقلام کی آواز سنی اور وہاں ہی اپنے رب تعالیٰ سے مناجات اور گفتگو کا شرف پایا۔

۶۔ امام برہان الدین علی حلبی (المتوفی ۱۰۴۴) لکھتے ہیں جب سدرہ کے بعد آپ کو نور

نے ڈھانپ لیا

وفی ذلک النور المستوی الذی یسمع فیه صریف الاقلام ثم العرش

(انسان العیون، ۱، ۴۰۳)

تو اس نور میں مستوی کا مقام آیا جس پر آپ نے اقلام کی آواز سنی پھر عرش آیا

۷۔ ڈاکٹر خلیل ابرہیم ملا خاطر نے احادیث کے مختلف الفاظ نقل کرنے کے بعد بہت خوبصورت نوٹ لکھا اور ان تمام میں تطبیق پیدا کردی ان کے الفاظ یہ ہیں

اذکل هذه العبارات فدل علی انه ﷺ رفع وهو فی السماء السابعة لیری سدرة المنتهٰی و لعله رفع لینظر الیها من اعلاها کما نظر الیها من اسفلها فتکون نظرته نظرة احاطة

تمام الفاظ (صعد، علا، ظهر، عرج) واضح کر رہے ہیں کہ آپ کو ساتویں آسمان میں بلندی عطا کی گئی تا کہ آپ سدرة المنتهی کا اوپر سے اس طرح معائنہ فرما سکیں جیسے اسے نیچے سے دیکھا تھا تا کہ اس کا مشاہدہ کامل ہو جائے۔

رہا اس سے آگے کا معاملہ

و اما کونه ﷺ رفع فوق السماء السابعة فهذا صریح ثم عرج بی حتی ظهر المستوی اسمع صریف الاقلام

یعنی آپ ﷺ کا ساتویں آسمان سے اوپر جانا تو اس پر آپ کے یہ الفاظ مبارکہ صراحۃً دال ہیں کہ میں مقام مستوی پر پہنچا اور وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی

آگے چل کر "حتی ظهرت لمستوی "کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

یہ الفاظ نشاندہی کر رہے ہیں۔

فقد تجاوز ما فوق السموات السبع حيث سمع صوت ما تكتبه الملائکة من اقضية الله تعالیٰ وھذا یدل علی شدة القرب المتناھی

آپ ﷺ ساتویں آسمان سے بھی آگے گزر گئے حتیٰ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو لکھنے والی ملائکہ کی قلم کی آواز کو سنا اور یہ بہت ہی زیادہ قرب پر وال ہیں۔

(ایضاً، ۱۶۱ء)

سدرہ بلاشبہ ساتویں آسمان پر ہے اور مستویٰ اس سے اوپر ہے۔

۸۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے مقام صریف کی تشریح کرتے ہوئے بعنوان ''تنبیہ'' لکھا ہے

احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام صریف الاقلام سدرہ کے بعد ہے اس لئے کہ احادیث میں مقام صریف الاقلام کا عروج سدرۃ المنتھیٰ کے بعد لفظ ''ثم'' سے ذکر کیا گیا ہے۔ نیز سدرۃ المنتہیٰ کو اس لئے سدرۃ المنتھی کہتے ہیں کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں ان کا منتھی یہی مقام ہے معلوم ہوا سدرۃ المنتھی کے اوپر کوئی اور مقام ہے کہ جہاں سے تدابیر عالم کے متعلق احکام تکوینیہ کا نزول ہوتا ہے وہ یہی مقام صریف الاقلام ہے گویا کہ مقام صریف الاقلام تدابیر الٰہی اور تقادیر خداوندی کا بلاتشبیہ وتمثیل مرکزی دفتر اور صدر مقام ہے۔ سدرۃ المنتھیٰ، جنت اور جہنم کے بعد حضور اکرم ﷺ کو اس مقام کا معائنہ کرایا گیا نیز روایات حدیث میں نمازوں کی فرضیت اور مکالمہ خداوندی کا ذکر صریف الاقلام کے بعد آیا ہے اس لئے یہی معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ مقام صریف الاقلام سدرۃ المنتھی کے بعد ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(سیرۃ المصطفیٰ ۱، ۳۰۴)

۹. شیخ اشرف علی تھانوی نے بھی یہی بات لکھی ہے۔

نیز ایک اور قرینہ سے بھی اس محل صریف الاقلام کا فوق اور بیت المعمور سے ارفع ہونا معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہیں جو احکام تکوینیہ جزئیہ یومیہ کو لوح محفوظ سے نقل

کرتے ہیں اور سدرۃ منتھیٰ کی نسبت واقعہ ہشد ہم میں آیا ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اول وہاں آتے ہیں تو سدرہ اس کے تحت میں ہوا اسی طرح بیت العمور کی اصل ساتویں آسمان میں ہے اور وہاں فرشتے عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور سموات اس عموم میں داخل ہیں یتنزل الامر بینھن تو بیت العمور بھی اس کے تحت میں ہوا۔

(نشر الطیب، ۷۸)

۱۰۔ علامہ محمد بن حسن کردی (۱۱۸۹) نے سدرہ اور جنت کی سیر کے بعد لکھا۔

ثم اسری بہ الی مکان اعلی من سدرۃ کما فی حدیث البخاری ثم عرج بی حتی ظھرت لمستوی اسمع فیہ صریف الا قلام	پھر آپ ﷺ کو اس مقام کی سیر کروائی گئی جو سدرہ سے بلند ہے جیسا کہ بخاری کی اس حدیث سے آشکار ہو رہا ہے پھر مجھے عروج ملا یہاں تک کہ میں مقام مستوی پر پہنچ گیا وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی ۔
(رفع الخفاء، ۱: ۱۷۳)	

۱۱۔ تمام اہل علم نے مراحل معراج بیان کرتے ہوئے یہ بھی تصریح کی ہے کہ مقام مستوی سدرہ کے بعد ہے چند تصریحات درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام ابن المنیر " المنتقیٰ فی شرب المصطفیٰ " میں لکھتے ہیں کہ سالہائے ہجرت کے مطابق معراج کے مراحل ہیں ان میں سے سات سموات سبع تک ہیں۔

والثامن الی سدرۃ المنتھیٰ والتاسع الی المستوی الذی سمع فیہ صریف الا قلام فی تصاریف الا قدار والعاشر الی العرش	آٹھواں سدرۃ المنتھیٰ ،نواں مستوی ہے جس میں آپ ﷺ نے تقدیر لکھنے والی اقلام کی آواز سماعت فرمائی اور دسواں مرحلہ عرش تک ہے۔

(المعراج الکبیر للیغیطی، ۸۹)

۲۔ شارح بخاری امام احمد قسطلانی (المتوفی ۹۲۳) کے بھی یہی الفاظ ہیں۔

الثامن الی سدرة المنتهى والتاسع الی المستوی	آٹھواں معراج سدرۃ المنتھیٰ اورنواں مقام مستویٰ ہے۔

(المواهب اللدنية، ۳:۱۷)

۳۔ امام ابواسحاق محمد ابراہیم شافعی (المتوفی ،۸۱۹) امام ابوالخطاب کے حوالہ سے لکھتے ہیں معراج کے مراحل ہجرت کے دس سالوں کے مطابق ہیں ان میں سے سات سبع آسمان تک ہے اور

الثامن الی سدرة المنتهى والتاسع الی المستوی الذی سمع فیه صریف الاقلام والعاشر الی العرش والرفرف والرؤية وسماع الخطاب	آٹھواں مرحلہ سدرۃ المنتھیٰ تک ،نواں مستوی تک جہاں آپ نے اقلام کی آواز سنی، دسواں مرحلہ عرش ،رفرف ،دیدار الٰہی اور اللہ رب العزت سے ہمکلام ہونے کا شرف ہے۔

(السراج الوهاج ،۵۴)

۴۔ انہوں نے ہی صاحب فتح الصفا سے مراحل معراج اور سالہائے ہجرت کے درمیان مناسبت ذکر کرتے ہوئے کہا سدرۃ تک آٹھویں مرحلہ اور ہجرت کے آٹھویں سال میں مناسبت یہ ہے کہ اس سال مکہ فتح ہوا اور وہ ام القریٰ ہونے کی وجہ سے منتھیٰ ہے۔

اما مناسبة المعراج التاسع الی المستوی الذی سمع فیه صریف الاقلام	اور نواں مرحلہ معراج کا مقام مستوی ہے یہاں آپ ﷺ نے اقلام کی آواز سنی۔

(ایضاً،۵۸)

۱۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی حدیث شریک ''ثم علابه فوق ذلک بما لا یعلمه الا الله حتی جاء سدرة المنتهى '' (پھر آپ بلند ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا حتیٰ

کہ سدرۃ المنتھی کا مقام آیا) کی تشریح اور دیگر روایات سے اس کی تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں

ولعل فی السباق تقدیماً وتاخیراً و کان ذکر سدرة المنتهی قبل ثم علابه فوق ذلک بمالا یعلمه الا الله

ممکن ہے بیان میں تقدیم وتاخیر ہو تو سدرۃ المنتھی کا ذکر پہلے ہے پھر اس کے بعد آپ ﷺ کو ایسا عروج ملا جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پھر اس کی تائید لاتے ہیں

وقد وقع فی حدیث ابی ذر ثم عرج بی حتی ظهرت بمستوی اسمع فيه صريف الاقلام .

حدیث ابوذرؓ میں ہے پھر میں بلند ہوا حتی کے مقام مستوی پر پہنچا وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی۔

(فتح الباری ، ۱۳: ۴۱۳)

۱۳۔ امام الحرمین کا پرلطف قول

امام شمس الدین محمد بن احمد قرطبی (المتوفی ،۶۷۱) رقمطراز ہیں کہ حضور ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں مگر آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

من قال انا خیر من یونس فقد کذب

جس نے مجھے یونس سے افضل کہا اس نے جھوٹ بولا۔

اس کے اہل علم نے متعدد مفاہیم بیان کیے ہیں مگر

احسنها واجملها ماذکر القاضی ابو بکر بن العربی

لیکن سب سے احسن اور خوبصورت معنی قاضی ابوبکر بن العربی نے کیا ہے۔

لکھتے ہیں کہ کثیر اہل علم نے امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک الجوینی کے حوالہ سے بیان کیا ان سے سوال ہوا کیا اللہ تعالیٰ کے لئے جھت ہے؟ فرمایا ہرگز نہیں اس کی ذات اس

سے بالاتر ہے، عرض کیا اس پر دلیل کیا ہے فرمایا حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی۔

لا تفضلو نی علی یونس بن متی — مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔

عرض کیا اس ارشاد گرامی سے آپ کے مدعیٰ پہ استدلال کیسے ہوگا؟ فرمایا میں استدلال بتاتا ہوں تم پہلے یہ کام کرو میرے پاس حاجت مند آیا ہے اس پر ہزار دینار کسی کا قرض ہے تم اس کی ادائیگی کر دو، دو افراد نے ذمہ داری قبول کر لی تو فرمایا تم دونوں اسے تنگ کرو گے لہذا ایک ذمہ لے لے جب ایک نے ذمہ داری قبول کر لی تو فرمایا حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے اور وہ انہیں سمندر کی تہہ میں لے گی وہاں ظلمت در ظلمت ہی تھی انہوں نے وہاں اپنے رب کی تسبیح کی لا الـه الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین . اور حضور ﷺ

جلس علی الرفرف الا خضر وار تقی به صعداً حتی انتهی به الی مو ضع یسمع فیه صریف الاقلام ونا جاه ربه — سبز رفرف پر تشریف فرما ہو کر بلندی کے اس مقام تک تشریف لے گئے کہ وہاں آپ نے اقلام کی آواز سنی اپنے رب سے خوب سرگوشی کی اور اس نے جو چاہا وحی فرمائی۔

لیکن اس کے باوجود۔

ولم یکن با قرب الی اللـه من یونس — مگر (مسافت کے اعتبار سے) آپ اللہ تعالیٰ کے حضرت یونس سے زیادہ قریب نہ تھے۔

(التذ کرة ، ۱۹۲)

اس قول کی تفصیل شارح بخاری امام ابن ابی جمرہ (۶۹۹) نے یوں بیان کی ہے کہ یہاں آپ ﷺ نے حد بندی کی نفی کی ہے ورنہ آپ ﷺ کی ذات اقدس میں عالم حس میں فضیلت ہے کیونکہ آپ ساتوں آسمان سے بلند ہوئے اور حضرت یونس علیہ السلام سمندر کی تہہ میں تھے پھر آپ کا یہ بھی ارشاد ہے۔

انا سید ولد آدم یوم القیامة ولافخر — میں روز قیامت اولاد آدم کا سر براہوں مگر فخر نہیں۔

یہ بھی فرمان ہے۔

آدم ومن دونه تحت لوائی — حضرت آدم اور ان کے علاوہ تمام لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

پھر آپ شفاعت کبریٰ کے مقام پر فائز ہیں جو درجہ کسی بھی نبی کو حاصل نہیں تو فضیلت بہرصورت آپ کو حاصل ہے۔تو پھر لا تفضلونی علی یونس کا مفہوم یہ ہوگا کہ مجھے مسافت کے اعتبار سے افضل نہ جانو۔

وان سری به لفوق السبع الطباق واختراق الحجب ویونس علیه السلام وان نزل به لتحت البحار فهما بالنسبة الی القرب و البعد من الله سبحانه علی حد واحد — یعنی حضورﷺ اگر چہ سات آسمانوں اور حجاب سے آگے تک تشریف لے گئے اور حضرت یونس علیہ السلام سمندر کی تہہ میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ سے قرب وبعد کے اعتبار سے ایک ہی حد پر تھے۔

اس کے بعد آیت مبارکہ ''قاب قوسین اوادنی'' کا مفہوم یوں لکھتے ہیں۔

لو کان لله عزوجل مسافة یمشی الیه لکان النبی ﷺ منه بذلک القرب (بهجة النفوس ،۳: ۲۰) — اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف مسافت ہوتی تو حضور ﷺ اس اعتبار سے سب سے قریب ہیں۔

تمام تصریحات نے آشکار کر دیا کہ مقام مستویٰ سدرہ سے آگے ہے جب آپﷺ کا اس مقام تک جانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو اب سدرہ سے آگے جانے کے انکار کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

حضور ﷺ کا علمی مقام

اس روایت کے تحت محدثین نے حضور ﷺ کے علمی مقام کے بارے میں بھی خوب لکھا۔

ا۔ امام بدرالدین عینی (المتوفی ،۸۵۵) اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اعنی انی اقمت مقاما بلغت فیه من رفعة المحل الی حیث اطلعت علی الکوائن وظهر لی ما یراد من امر الله وتدبیره فی خلقه وهذا والله هوا المنتهی الذی لا تقدم فیه لا حد علیه (عمدة القاری،۴:۴۷)

(مرقاة المفاتیح ،۱۰: ۱۷۴)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس مقام پر پہنچا کہ اس کی بلندی کی وجہ سے تمام کائنات پر مطلع ہوا اور مجھ پر مخلوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اوامر اور تدابیر کا ظہور ہوا اللہ کی قسم یہ وہ انتہا ہے جس پر آپ کے سوا کوئی نبی نہیں پہنچا۔

امام خفاجی، امام تورپشتی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

بمعنی انه بلغ من الرفعة لمقام اطلع فیه علی التکوین وما یراد ویؤمر من تدبر الله عزوجل وهذا منتهی لا یرام ولا تصل الیه الا فهام ولا ینطق فیه غیر صریر الاقلام

(نسیم الریاض ،۳:۷۵)

اس کا معنی یہ ہے کہ میں اس قدر بلند ہوا وہاں میں کائنات اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور اوامر کے بارے میں آگاہ ہوا یہ وہ مقام ہے جس کا ارادہ کیا جا سکتا ہے اور نہ وہاں کسی ذہن کی رسائی ہے اور نہ اقلام کی آواز کے علاوہ وہاں کے لئے کوئی لفظ ہے۔

۱۴۔ تدلی کی دو اقسام

یہاں نہایت ہی اہم یہ نکتہ سامنے لانا بھی ضروری ہے کہ بعض اہل علم نے قرآنی تدلی "ثم دنا فتدلی" اور حدیثی تدلی "دنا الجبار رب العزة" دونوں سے ایک ہی مراد لی ہے کہ یہ قرب اللہ رب العزت کا ہے اور یہ عرش پر ہوا، ان میں سب سے اونچا نام حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کا ہے

۱۔ امام محمد بن جریر طبری (المتوفی، ۳۱۰) اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

دنا ربه فتدلی — آپ کا رب قریب ہوا تو آپ جھکے۔

(جامع البیان، ۲۷: ۶۰)

۲۔ امام احمد بن حسین بیہقی (المتوفی، ۴۵۷) نے "ولقد رأہ نزلة اخری" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

دنا منه ربه — حضور ﷺ کا رب آپ کے قریب ہوا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی سند کے بارے میں رقمطراز ہیں

وهذا سند حسن — اسکی سند حسن ہے۔

(فتح الباری. ۱۳: ۴۱۳)

۳۔ امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے انہی سے یوں تفسیر نقل کی ہے۔

هو محمد ﷺ دنا فتدلی الی ربه عزوجل — حضور ﷺ اپنے رب عزوجل کے قریب ہوئے

(الدر المنثور، ۷: ۶۴۵)

۴۔ امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل

کی جب حضور ﷺ معراج پر گئے۔

اقترب من ربه فکان قاب قوسین او ادنیٰ (الدر المنثور،۷:٦٤٦)

اپنے رب کے آپ اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا

۵۔ امام محمد بن جریر طبری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

فدنا ربک فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی

تمہارا رب قریب ہوا تو آپ جھکے تو فاصلہ دو کمانوں سے کم رہ گیا

(جامع البیان ،۱۳ : ٦۲)

٦۔ حضرت امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے

و دنا الجبار رب العزة فتدلی حتی کان منه قاب قوسین او ادنیٰ

اللہ رب العزت کی ذات اقدس قریب ہوئی حتیٰ کہ فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم ہو گیا

(البخاری باب قوله تعالیٰ و کلم الله موسیٰ تکلیما)

کچھ صحابہ نے آیت میں قرب جبریل امین مراد لیا ہے جیسا کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے الغرض آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے جن لوگوں نے پہلی تفسیر کو ترجیح دیتے ہوئے قرب الٰہی مراد لیا ہم ان کی بات یہاں نہیں کرتے بلکہ جن اہل علم نے دوسری تفسیر کو ترجیح دی ہے مثلاً شیخ ابن قیم اور حافظ ابن کثیر، ہم ان کے حوالہ سے دکھانا چاہتے ہیں کہ اگر چہ وہ اس آیت کے حوالہ سے قرب الٰہی نہیں مانتے مگر حدیث تدلی کو وہ بھی قرب الٰہی پر ہی محمول کرتے ہیں۔ یعنی پہلا موقف لیں یا دوسرا، دونوں صورتوں میں قرب الٰہی مسلّم ہے صرف اتنا فرق ہے کہ پہلے موقف میں یہ قرب الٰہی قرآنی آیات سے بھی ثابت ہیں اور دوسرے میں صرف حدیث سے، آیئے ہم ان دونوں کی آراء کا مطالعہ کرتے ہیں

۱۔ شیخ ابن قیم (المتوفی ۷۵۱) اس مسئلہ کو یوں آشکار کر رہے ہیں کہ قرآنی دنو (قرب) تو جبریل امین کا ہے لیکن

فاما الدنو و التدلی الذی فی حدیث الاسراء فذالک صریح فی انه دنو الرب تبارک و تدلیه	جو دنو اور تدلی حدیث اسراء میں ہے وہ اس بات پر تصریح ہے کہ یہ قرب اللہ رب العزت کے ساتھ ہی ہے

(زاد المعاد، ۲: ۴۸)

اسی طرح دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں

واما الدنو والتدلی فی حدیث المعراج فرسول اللہ ﷺ کان فوق السموات فهناک دنی الجبار جل جلاله منه و تدلی فالدنو والتدلی فی الحدیث غیر الدنو والتدلی فی الایة و ان اتفقا فی اللفظ	حدیث معراج والی تدلی کے وقت رسول اللہ ﷺ آسمانوں سے اوپر تھے وہاں اللہ رب العزت جل جلالہ کا قرب ملا تو حدیث کی تدلی اور قرب، قرآنی تدلی کا غیر ہے اگرچہ لفظاً ان میں اتحاد ہے۔

(مدارج السالکین، ۳: ۳۳۵)

۲۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴) تدلی پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

واما قول شریک عن انس فی حدیث الاسراء ثم دنا الجبار رب العزة فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فانه یکون فهم الراوی فاقحمه فی الحدیث واللہ اعلم وان کان محفوظاً فلیس تفسیر للایة	حدیث اسراء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شریک کا روایت کردہ قول کہ اللہ رب العزت قریب ہوا اور فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم رہ گیا یہ فہم راوی ہے جو انھوں نے

الکریمة بل هو شئی آخر غیر ما دلت علیه الایة الکریمة واللہ اعلم

(البدایه، ۲: ۱۱۰)

حدیث میں شامل کر دیا۔ واللہ اعلم اور اگر یہ ارشاد نبوی ﷺ ہی ہے تو یہ آیت کریمہ کی تفسیر نہیں بلکہ یہ آیت مبارک سے الگ معاملہ ہے واللہ اعلم

علمی اور تحقیقی گفتگو

ہم یہاں ڈاکٹر خلیل ابرہیم ملا خاطر کی نہایت ہی علمی اور تحقیقی گفتگو سامنے لا رہے ہیں جس سے یہ مسئلہ کافی حد تک آشکار ہو جاتا ہے لکھتے ہیں

قلت وھناک مذھب اخریری وجود تدلیین الاول لجبریل والثانی للہ تعالیٰ وھذا ما جزم به ابن القیم والقسطلانی والمکی واشار الیه ابن کثیر

ہم کہتے ہیں اس مقام پر ایک اور رائے بھی ہے کہ تدلی دو ہیں اول جبریل کے ساتھ، جبکہ دوسری اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اس رائے کو شیخ ابن قیم، قسطلانی، مکی اور ابن کثیر نے اختیار کیا ہے

اس کے بعد انھوں نے مسئلہ کو نہایت ہی واضح کرنے کیلئے سورۂ نجم اور سورۂ تکویر کی آیات کی تفسیر نقل کی اور لکھا ان آیات میں جس قرب اور تدلی کا تذکرہ ہے

ھو غیر المراد به فی الحدیث اذ ھو خاص بجبریل علیه السلام فی ابتداء الوحی بینھا الذی فی المعراج ھو زائد علی ما فی الایة و لیس فی موضوعھا

وہ حدیثی تدلی کے علاوہ ہے کیونکہ وہ جبریل کے ابتدا وحی میں مخصوص ہے جبکہ معراج والی تدلی آیت سے زائد ہے اور اس کا یہ مقام نہیں

اس کے بعد شیخ ابن قیم اور ابن کثیر کی گفتگو نقل کی جو آپ پڑھ چکے، امام قسطلانی

کے حوالہ سے لکھا

وهذا الدنو والتدلي المذكور في هذا الحديث وغيره من احاديث المعراج غير الدنو والتدلي المذكور في قوله تعالىٰ في سورة النجم "ثم" دنا فتدلىٰ فكان قاب قوسين وان اتفقا في اللفظ	اس اور دیگر احادیث معراج میں جو قرب اور تدلی مذکور ہے یہ سورہ نجم کی ان آیات ''ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین اوادنی'' میں مذکور تدلی کے علاوہ ہے۔ اگرچہ الفاظ ایک ہی ہیں۔

اس کے بعد (ملا خاطر) اپنی تحقیق و رائے ان الفاظ میں لاتے ہیں

والذی اراه (والله اعلم) انه لا تعارض بين الاقوال "النافية والمثبة" كما انه لاتعارض بين الاية و الحديث اذا لاية تصريح برؤية النبي ﷺ بجبريل في الارض	بندہ کی تحقیق (اللہ بہتر جانتا ہے) یہ ہے کہ نفی اور اثبات کرنے والوں کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں جیسا کہ آیت اور حدیث میں تعارض نہیں کیونکہ آیت واضح کر رہی ہے جبریل کو حضور ﷺ نے زمین پر دیکھا۔۔۔۔۔۔
اما الرؤية الثانية فهي عند سدرة المنتهى ....اما الدنو والتدلي في المعراج فهو امر اخر زائد على منطوق الاية و مفهومها وانه عائد الى الله عزو جل	اور دوسری دفعہ سدرہ کے پاس دیکھا، رہا معراج میں قرب اور تدلی کا، تو یہ معاملہ اور ہے جو آیت کے مفہوم وظاہر سے زائد ہے اور اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے

اس کے بعد انھوں نے اپنے موقف پر یہ سات دلائل دیئے ہیں۔ واضح رہے ان سے وہ روایت "دنا الجبار رب العزة" کو ثابت کرنا چاہ رہے ہیں

سات دلائل

ہم ان دلائل کا خلاصہ یہاں لا رہے ہیں

ا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فاوحی اللہ الی ما اوحی ففرض علی خمسین صلاۃ فی کل یوم و لیلۃ (مسلم، کتاب الایمان)

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی جو فرمانا تھی تو مجھ پر پچاس نمازیں دن رات میں فرض ہو گئیں۔

جب ''اوحی'' کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے تو ''دنا'' کا فاعل بھی وہی ہے

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام (بخاری و مسلم)

پھر مجھے عروج ملا حتیٰ کہ میں مقام مستوی تک گیا وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی۔

تو جب آپ ﷺ سدرہ اور سات آسمانوں سے آگے چلے گئے تو یہ قرب الٰہی ہوگا نہ کہ قرب جبریل

۳۔ آپ ﷺ نے شب معراج دیدار الٰہی کا شرف پایا اور رؤیت میں اغلب طور پر قرب کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس، متعدد صحابہ اور ان کے بعد اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔ اس پر آگے کچھ گفتگو آ رہی ہے

۴۔ شب معراج آپ ﷺ کو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے کلام کا شرف بھی نصیب ہوا تو یہ بھی قرب پر شاہد ہے اگر چہ کلام کے لئے قرب لازمی نہیں مگر جس طرح معراج کی دیگر جزئیات خارق عادت ہیں اس طرح یہ بھی بطور تکریم و عزت ہوا اور رب کریم نے اپنے حبیب

کوبطور اکرام سامنے کر کے کلام فرمایا۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

فلما جاوزت نادانی مناد امضیت فریضتی وخففت عبادی

جب میں آگے گزرا تو آواز دینے والے نے آواز دی میں نے یہ فریضہ لازم کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں

هذا من اقوی ما استدل به علی ان الله سبحانه وتعالیٰ کلم نبیه محمد ﷺ لیلة الاسراء بغیر واسطه

یہ اس پر قوی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے شب معراج بلا واسطہ کلام فرمایا

(فتح الباری ،۷: ۱۷۲)

بلکہ اس رات بلا واسطہ کلام کا شرف پانے پر تقریباً اجماع ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں۔

فحصل له التکلیم من الرب عزوجل لیلتئذ وائمة السنة کالمطبقین علی هذا

(البدایه ،....)

اس رات آپ ﷺ کو اپنے رب سے کلام کا شرف ملا اور اس پر تمام اہلسنت کے آئمہ تقریباً متفق ہیں۔

الغرض یہ بلا واسطہ کلام بھی قرب الٰہی پر ہی دال ہے

۵۔ پچاس نمازوں میں کمی کے لئے نو دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ رب العزت کی طرف لوٹنا جو جبریل کے واسطہ کے بغیر تھا یہ بھی بتا رہا ہے کہ یہ قرب الٰہی ہے نہ کہ قرب جبریل

۶۔ روایت شریک کے علاوہ میں بھی قرب الٰہی پر دال الفاظ موجود ہیں جیسا کہ سابق روایات میں آچکا۔

۷۔ اور یہ قرب عقلاً بھی جائز ہے جیسا کہ قاضی عیاض وغیرہ نے تصریح کی ہے۔

(مکانۃ الصحیحین ،۵۸۴تا ۴۷۰)

خلاصہ یہ ہے کہ تدلی دوطرح کی ہے قرآنی اور حدیثی ،قرآنی میں اختلاف ہے مگر حدیثی میں اتفاق ہے کہ اس سے مراد قرب الٰہی ہی ہے

تدلی فوق العرش

سابقہ گفتگو سے آشکار ہوگیا کہ حضور ﷺ کو معراج کی رات بے مثل قرب الٰہی نصیب ہوا۔اور یہ کہاں ہوا؟ اس پر اہل علم نے تصریح کی ہے کہ تدلی عرش پر ہے

۱۔ شیخ ابن قیم (المتوفی ،۷۵۱) آیات سورہ نجم کی تفسیر میں چودھواں نکتہ یوں بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جس قرب کا ذکر قرآن میں کیا ہے وہ افق اعلیٰ پر ہے جو کنارہ آسمان ہے۔

بل ھو تحتھا قد دنی من رسول رب العالمین ﷺ ودنو الرب تعالیٰ وتدلیه علی ما فی حدیث شریک کان من فوق العرش لاالی الارض

بلکہ اس سے نیچے رسول اللہ ﷺ کا قرب ہوا لیکن اللہ رب العزت کا قرب جیسا کہ حدیث شریک میں ہے وہ زمین پر نہیں بلکہ فوق العرش ہے۔

(مدارج السالکین ،۳:۳۳۶)

اسی طرح دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں

واما الدنو والتدلی فی حدیث المعراج فرسول الله ﷺ ان فوق السموات هناک دنی الجبار جل جلاله منه وتدلی فالدنو والتدلی فی الحدیث غیر الدنو والتدلی فی الآیة وان اتفقافی اللفظ	حدیث معراج والی تدلی کے وقت رسول ﷺ آسمانوں سے اوپر تھے وہاں رب العزت جل جلالہ کا قرب ملاتو حدیث کی تدلی اور قرب، قرآنی تدلی کا غیر ہے اگر چہ لفظاً ان میں اتحاد ہے

(مدارج السالکین، ۳:۳۳۵)

۲۔ امام زرقانی (المتوفی ۱۱۲۲) اس تدلی کے بارے رقمطراز ہیں

ودنو الرب تبارک وتعالیٰ وتدلیه علی مافی حدیث شریک کان فوق العرش	حدیث شریک میں جواللہ رب العزت کا قرب اوراس کی بارگاہ میں سجدہ کا ذکر آیا ہے یہ تمام فوق العرش ہوا

(زرقانی علی مواهب ،۸:۲۰۸)

۳۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴) متعدد اقوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض جنت اور بعض نے عرش تک کا قول کیا ہے۔

وقیل الی ما فوقه وهو مقام دنا فتدلی	اور بعض نے فوق العرش کا قول کیا اور یہی دنا فتدلیٰ کا مقام ہے۔

(منح الروض الازهر ،۳۲۳)

۴۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بعض روایات ضعیفہ کا تذکرہ کرکے فرماتے ہیں

ثم ذكر وصوله الى العرش حتى	پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے عرش پر
قال هذا فى صحيح البخارى	جانے کا ذکر فرمایا حتی کہ فرمایا اور یہ صحیح بخاری
اعنى قوله ثم دنا رب العزة وفى	میں ہے رب العزت قریب ہوا دوسری
رواية البخارى ثم دنى الجبار	روایت بخاری میں ہے ذات جبار قریب
فتدلى فكان قاب قوسين فاوحى	ہوئی اور فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم رہ گیا اور
الى عبده ما اوحى وهناك	اس نے اپنے بندے سے گفتگو کی جو کرنا تھی
فرض عليه خمسون صلوة	اور پھر وہیں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔

(فتاوىٰ عزیزی، ۲:۵۸)

شیخ ابن قیم (المتوفی ۷۵۱) کے الفاظ یہ ہیں ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ ﷺ کو مرحبا وخوش آمدید کہا پھر آپ سدرۃ المنتھیٰ کی طرف بلند ہوئے

ثم رفع له البيت المعمور ثم عرج	پھر بیت المعمور آپ کے سامنے لایا گیا وہاں
بى الى الجبار جل جلاله فدنا منه	سے اللہ رب العزت کے حریم میں پہنچے حتی
حتى كان قاب قوسين او ادنى	کہ فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم رہ گیا اور آپ
فاوحى الى عبده مااوحى	پر وحی فرمائی گئی جو فرمانا تھی

(زادالمعاد، ۲:۴۷)

۶۔ شیخ عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی (المتوفی ۱۲۴۲) کے الفاظ بھی یہی ہیں اور بیت المعمور کے بعد لکھا۔

ثم عرج به الی الجبار جل جلاله فدنا منه حتی کان قاب قوسین او ادنی

وہاں سے اللہ تعالیٰ کے حریم کی طرف بلند ہوا حتی کہ فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم ہو۔

(مختصر سیرۃ الرسول، ۱۴۵)

تو جب یہ تدلی اور قرب عرش پر نصیب ہوا تو آپ ﷺ کا سدرہ سے آگے جانا خود آشکار ہو گیا کیونکہ عرش بالاتفاق سدرہ سے اوپر ہے

بعض لوگوں کی غلطی

اس سابقہ گفتگو سے یہ بھی آشکار ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کی درج ذیل رائے صراحۃً غلط ہے سید مودودی حدیث شریک پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''علاوہ ان اعتراضات کے جو اس روایت کی سند اور مضمون پر امام خطابی، حافظ ابن حجر، ابن حزم اور حافظ عبدالحق صاحب الجمع بین الصحیحین نے کیے ہیں سب سے بڑا اس پر اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ صریح قرآن کے خلاف پڑتی ہے کیونکہ قرآن مجید دو رؤیتوں کا ذکر کرتا ہے جن میں سے ایک ابتداء افق اعلیٰ پر ہوئی تھی اور پھر اس فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ کا معاملہ پیش آیا اور دوسری سدرۃ المنتھیٰ کے پاس ہوئی تھی لیکن یہ روایت ان دونوں رؤیتوں کو خلط ملط کر کے ایک رؤیت بنا دیتی ہے اس لئے قرآن مجید سے متعارض ہونے کی بناء پر اس کو تو کسی طرح قبول ہی نہیں کیا جا سکتا۔ (تفہیم القرآن، تفسیر سورۃ النجم)

قارئین آپ نے پیچھے کتنے ایسے لوگوں کے حوالہ سے پڑھا جو قرآن کی رؤیتوں کو جبریل امین کی رؤیت قرار دیتے ہیں اگرچہ وہ بھی حدیث کی تدلی کو غیر اور زائد قرار دیتے ہیں لیکن کسی نے بھی اسے متعارض قرار نہیں دیا غیر اور متعارض میں زمین آسمان کا فرق ہے لہذا تدلی حدیث کو قرآنی تدلی کے متعارض قرار دے کر بخاری کی صحیح روایت کو رد کرنا ممکن ہے ان

کے علاوہ کسی نے نہ کیا ہو۔ آدمی کو مطالعہ کمی لے ڈوبتی ہے یہاں بھی یہی صورت حال ہے اگر یہ ان اہل علم کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کرتے تو وہ کبھی بھی ایسی غلطی نہ کرتے

ان کا یہ جملہ ''یہ روایت ان دونوں کو خلط ملط کر کے ایک رؤیت بنا دیتی ہے'' ان کے اپنے اختلاط کا مظہر ہے ورنہ اس حدیث میں قرب کا ذکر ہے نہ کہ رؤیت کا، رؤیت پر دیگر روایات ہیں جن کا تذکرہ آ رہا ہے۔

رہا اس روایت کی سند اور مضمون اور اس پر مذکور محدثین کے اعتراضات کا معاملہ تو ان کے تفصیلی جواب کے لئے ''حدیث شریک کی تحقیق'' کے تحت گفتگو آ رہی ہے

۱۶۔ جہاں کوئی نہیں پہنچا

آپ ﷺ کے سدرہ سے آگے تشریف لے جانے پر یہ دلیل بھی ہے کہ احادیث میں موجود ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں وہاں تک پہنچا کہ وہاں نہ تو کوئی نبی و رسول گیا اور نہ ہی مقرب فرشتہ، اگر آپ کی تشریف آوری فقط سدرہ تک ہی ہوتی تو پھر آپ یہ کیسے فرما سکتے ہیں کیونکہ وہاں تک حضرت جبریل امین کا جانا بلاشبہ ثابت ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا واسطہ کلام فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس کے سبب پیدا کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس نے اپنا خلیل بنایا

فما اعطیت من الفضل ؟ آپ ﷺ کو کونسی خصوصی فضیلت سے نوازا گیا؟

اتنے میں حضرت جبریل آگئے اور کہا تمہارا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے۔

فقد اتخذتک حبیباً تو میں نے آپ کو حبیب بنایا

اگر میں نے موسیٰ سے زمین پر کلام فرمایا ہے تو میں نے آپ سے آسمان پر کلام فرمایا ہے اگر میں نے عیسیٰ کو روح القدس کے ذریعے پیدا کیا ہے۔ تو میں نے آپ کا اسم گرامی مخلوق کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔

ولقد و طئت فی السماء مو طأ لم یطأ احد قبلک ولم یطأ احد بعدک

اور آپ نے آسمانوں پر وہاں قدم رنجہ فرمایا ہے کہ آپ سے پہلے وہاں کوئی پہنچا اور نہ بعد میں کوئی پہنچے گا۔

(الخصائص الکبریٰ، ۲: ۳۳۰)

جس جا پہنچا تلوا تیرا

یہی وہ احادیث ہیں جن کی بناء پر آئمہ امت نے آپ ﷺ کے خصائص میں یہ بات بھی بیان کی ہے کہ آپ کے مقدس تلوے وہاں تک پہنچے جہاں نہ کوئی نبی و رسول پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ، اگر سدرہ تک ہی آپ کا جانا ہوا تو پھر یہ آپ کا خاصہ نہیں بلکہ اسے خصائص میں شامل کرنا ہی غلط ہوگا۔ ہم چند کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔

۱۔ امام جلال الدین عبدالرحمٰن (سیوطی المتوفی ۹۱۱) آپ ﷺ کے خصائص مقدسہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

وخص بالاسراء وما تضمنه من اختراق السموات السبع والعلو الى قاب قوسين ووطئه مكانا ما وطئه نبي مرسل ولا ملك مقرب

آپ کا خاصہ معراج ہے جس میں سات آسمانوں کا عبور کر کے قاب قوسین تک جانا اور وہاں قدم ٹکانا ہے جس جگہ نہ نبی مرسل پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ

(الخصائص الكبرىٰ، ۲: ۳۱۵)

۲۔ ایک اور آپ ﷺ کا امتیاز ان الفاظ میں بیان کیا۔

ان الله جمع له بين المحبة والخلة والكلام وكلمه لم يطأ ملك مقرب ولا نبي مرسل

(الخصائص الكبرىٰ، ۲: ۳۳۵)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب، خلیل اور کلیم بنایا اور ایسے مقام پر کلام سے نوازا کہ وہاں نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچا اور نہ نبی مرسل

۳۔ شارح بخاری امام ابومحمد عبداللہ بن ابی جمرہ (المتوفی ۶۹۹) حدیث معراج پر گفتگو

کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس میں حضور ﷺ کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے علو منزلت کا بیان ہے۔

اذانہ فرضت علیہ الصلاۃ فی موضع لم یطأہ ملک مقرب ولا نبی مرسل وقد جاء فی روایۃ اخری ان جبریل علیہ السلام لما ان وصل معہ الی مقامہ الخاص قال لہ یا محمد ھذا مقامی لا اتعداہ ھا انت وربک فزج علیہ السلام فی النور زجۃ واخترق من الحجب ماشاء اللہ تعالیٰ وانتھی حیث اریـد منـہ وھذہ مزیۃ لم تکن لغیرہ من المخلوقین

(بھجۃ النفوس، ۳:۲۱۴)

کیونکہ آپ ﷺ پر نماز اس مقام پر فرض ہوئی کہ وہاں نہ مقرب فرشتہ پہنچا اور نہ نبی مرسل دوسری روایت میں ہے جبریل امین علیہ السلام جب ایک خاص مقام پر پہنچے تو انہوں نے عرض کیا میں اس مقام سے آگے نہیں جا سکتا اب آپ اور آپ کا رب، آپ ﷺ کو نور نے ڈھانپ لیا اور جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے پردہ عبور کیا اور یہاں تک پہنچنا تھا پہنچے ایسی فضیلت آپ کے علاوہ مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

۴۔ امام محمد یوسف صالحی (المتوفی ۹۴۲) نے تیسواں خاصہ ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

ووطئہ مکانا ما وطئہ نبی مرسل ولا ملک مقرب

(سبل الھدی، ۲۰:۲۸۴)

آپ نے وہاں قدم رنجہ فرمایا جہاں نہ کوئی نبی کوئی نبی مرسل پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ

۵۔ انہی الفاظ سے یہی خاصہ مبارکہ امام زرقانی نے بھی تحریر کیا

(زرقانی علی المواہب۔۸:۱۹)

۶۔ امام برہان الدین علی حلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ) نے الخصائص الصغریٰ للسیوطی کے حوالے سے آپ ﷺ کا یہی خاصہ مبارکہ نقل کیا ہے۔ (انسان العیون،۱:۴۰۲)

۷۔ موجودہ دور کے محقق شیخ موسیٰ اسود نے مقام نماز پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا سدرہ کے بعد آپ ﷺ کو نور نے ڈھانپ لیا اور اللہ تعالیٰ سے حلاوت مناجات وسماع کلام کا شرف پایا۔

ووصل الی مکان لم یصله ملک مقرب ولا نبی مرسل حتی جبریل الامین تو قف عند نقطة لم یتجا وز ھا وتقدم الحبیب المصطفیٰ ﷺ

اور اس مقام تک پہنچے کہ وہاں نہ مقرب فرشتہ پہنچا اور نہ ہی نبی مرسل حتیٰ کہ جبریل امین بھی ایک مخصوص مقام پر رک گئے لیکن مصطفیٰ کریم ﷺ آگے تشریف لے گئے

(الاسراء والمعراج ،۲۰۵)

یاد رہے خاصہ اسی شئے کو قرار دیا جاسکتا ہے جو کتاب وسنت کی نص سے ثابت ہو محض عقل وقیاس کی بناء پر کسی شی کو نبی ﷺ کا خاصہ ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۷۔ شارح صحیح مسلم امام محمد ابی (المتوفی ۸۶۷) اور امام محمد سنوسی (المتوفی ۸۹۵) نے مقام مستوٰی کے تحت لکھا۔

وفی الحدیث بیان علو منزلته صلی الله علیه وسلم بحبث انه بلغ من ملکوت السموات مالم یبلغه احد

اس حدیث میں آپ ﷺ کے مقام بلند کا تذکرہ ہے آپ آسمانوں پر وہاں تک تشریف لے گئے جہاں تک کسی کی رسائی نہیں۔

(اکمال ومکمل ،۱: ۵۲۱)

نور عرش سے آگے جانا

پھر عرش پر تشریف فرما ہونے کے بارے میں بھی حدیث موجود ہیں امام ابن ابی الدنیا

(المتوفی ۲۸۱) نے حضرت ابوالمخارق سے روایت کیا رسول ﷺ نے فرمایا

مررت لیلة اسری بی برجل مغیب فی نور العرش	شب معراج میرا گزرا ایسے آدمی پر ہوا جو نور عرش میں ڈوبا ہوا تھا

میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا فرشتہ ہے؟ بتایا گیا یہ فرشتہ نہیں، میں نے کہا کیا یہ نبی ہے؟ بتایا گیا نہیں، میں نے عرض کیا پھر کون ہے؟ فرمایا یہ دنیا میں ایک آدمی تھا۔

لسانه رطب من ذکر الله وقلبه معلق بالمساجد ولم یتسبب لوالدیه	جس کی زبان ذکر الٰہی سے تر، دل مسجد سے معلق رہتا اور اپنے والدین کو اس نے کہیں تکلیف نہ دی

(الدر المنثور للسیوطی، ۱: ۳۶۲)

(المعراج الکبیر للغیطی، ۹)

سوال۔ یہ روایت مرسل ہے جیسا کہ امام غیطی نے تصریح کی ہے

جواب۔ تین آئمہ امام اعظم، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ تعالیٰ کے ہاں مرسل حجت ہے۔

شیخ نورالدین علی مالکی (المتوفی ۱۰۶۶) نے جواب ان الفاظ میں دیا ہے۔

ودعوی ان الحدیث المرسل لا تقوم به الحجة فی هذا الباب فیه نظر فان اطلاق الا صولیین علی احتجاج الامة ماعدا الشافعی بالحدیث المرسل یشمل هذا وغیره	یہ دعویٰ کہ اس مسئلہ میں حدیث مرسل حجت نہیں محل نظر ہے کیونکہ امام شافعی کے علاوہ تمام اصولین کا یہی قول ہے کہ حدیث مرسل ہر جگہ مقبول ہے۔

اور اگر اس کی تائید کسی متصل روایت سے ہو جائے تو وہ بالاتفاق حجت بن جاتی ہے۔ سابقہ

گفتگو میں بخاری ومسلم اور تفسیر ابن ابی حاتم سے منقول روایات متصل ہے لہذا مذکورہ مرسل روایت بالاتفاق مقبول ہوگی۔

سیدنا ابن عباس کا ارشاد گرامی

ان احادیث کے ساتھ ساتھ سدرہ سے آگے جانے پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی بھی موجود ہے۔ شارح مسلم امام نووی (المتوفی ۶۷۲) سدرۃ المنتھی کے نام کی وجہ واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قال ابن عباس والمفسرون وغیر هم سمیت سدرة المنتهی لان علم الملائکة ینتهی الیها یجاوز ها احد الارسول الله ﷺ وحکی عن عبدالله بن مسعود سمیت بذلک لکونها ینتهی الیها مایبسط من فوقها وما یصعد من تحتها من امر الله تعالیٰ

سیدنا ابن عباس، اہل تفسیر اور دیگر اہل علم نے فرمایا ہے۔ سدرۃ المنتھیٰ کے نام کی وجہ یہ ہے کہ ملائکہ کے علم کی انتہا یہی ہے اور اس سے آگے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ یہ منقول ہے جو اوپر سے آتا ہے وہیں آکر رکتا ہے اور جو نیچے سے جاتا ہے وہ بھی وہیں ٹھہرتا ہے۔

(شرح مسلم للنووی، باب الاسراء)

اسی طرح شارح مسلم امام محمد ابی التوفی (۸۲۸) اور امام محمد یوسف سنوسی (المتوفی ۸۹۵) نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ (اکمال ومکمل، ۱:۵۰۷)

یہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ صحابی کا غیر اجتہادی قول، مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ گویا ان کا یہ کہنا رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سدرہ سے آگے کوئی نہیں گیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی کہا ورنہ وہ ایسی بات اپنی طرف سے کیسے کر سکتے ہیں؟

محدثین کرام کی تصریح

انہی احادیث مبارکہ اور دلائل کی بناء پر محدثین واہل سیر نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ معراج کی رات سدرہ سے آگے تشریف لے گئے البتہ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی سدرہ سے آگے نہیں گیا۔

۱۔ امام ابوبکر جصاص حنفی (المتوفی، ۳۷۰) مراحل معراج یوں لکھتے ہیں۔آپ ﷺ بیداری کے عالم میں بیت المقدس پہنچے پھر آسمان پر پھر سدرہ پر

وبلغ الی العرش ثم الی حیث ماشاء الله تعالیٰ من العلاء — وہاں سے عرش پر پھر وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا تشریف لے گئے۔

(شرح بدء الا مالی ، ۱۷۱)

۲۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی ، امام المحدثین امام نووی کے حوالہ سے سدرۃ المنتھیٰ کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں کہ ملائکہ کا علم وہاں تک ہی ہے

ولم یجاوز ھا احد الا رسول الله صلی الله علیه وسلم — اور وہاں سے آگے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں گیا۔

(فتح الباری ،۷:۱٦۸)

۳۔ امام نجم الدین الغیطی (المتوفی ،۹۸۱) بھی سدرہ کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولم یجاوز ھا احد الا رسول الله صلی الله علیه وسلم — چونکہ وہاں سے آگے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں گذرا۔

(المعراج الکبیر ،۳٦)

۴۔ امام شرف الدین حسین طیبی (المتوفی ،۷۴۳) نے امام نووی کے یہی الفاظ نقل کر

دیے۔

ولم یجاوز احد الا رسول الله صلی الله علیه وسلم	رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سدرہ سے آگے کوئی نہیں گیا۔

(الکاشف، ۱۱: ۸۴)

۵۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴) کے بھی یہی الفاظ ہیں۔

(شرح شفاء مع نسیم، جلد۲، ص۲۵۲)

دوسرے مقام پر حدیث شریک کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

فوق ما ذکر من السماء السابعة والسدرة	پھر آپ ﷺ اس قدر بلند ہوئے کہ ساتویں آسمان اور سدرہ سے آگے تشریف لے گئے۔

(شرح الشفاء ۱: ۳۹۷)

۶۔ شارح بخاری امام احمد قسطلانی نے بھی متعدد مقامات پر امام نووی کے الفاظ ذکر کر دیے ہیں۔ (ارشاد الساری، ۲: ۸: ۱۵: ۴۸۷)

المواہب میں لکھتے ہیں۔

وجاوز السبع الطباق وجاوز سدرة المنتهیٰ ووصل الی محل من القرب سبق به الاولین و الا خرین	آپ ﷺ سات آسمانوں اور سدرۃ المنتھیٰ سے آگے گذر کر مقام قرب تک پہنچے جو تمام اولین واخرین سے آگے ہے۔

اس کے تحت امام زرقانی (المتوفی ۱۱۲۲) لکھتے ہیں۔

اذلم یصل الیه نبی مرسل ولا ملک مقرب	کیونکہ وہاں نہ کوئی نبی رسول پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ

(زرقانی علی المواهب، ۸: ۲۱۲)

۷۔ شارح مسلم امام محمد ابی (المتوفی ،۸۲۷) اور امام محمد سنوسی (۸۹۵) نے مقام مستوی کے تحت لکھا

وفی الحدیث بیان علو منزلته ﷺ بحیث انه بلغ من ملکوت السموات مالم یبلغه احد	اس حدیث میں حضور ﷺ کے بلند مقام کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ ملکوت سماوی میں وہاں تک تشریف لے گئے کہ کوئی دوسرا وہاں نہیں پہنچا
(اکمال ومکمل ،۱: ۵۲۱)	

۸۔ امام ابوالیث محمد سمرقندی "ولقد رای من ایات ربه الکبری" کی تفسیر میں لکھتے ہیں

وهو الرفرف الا خضر وقد غطی الا فق یجلس رسول الله ﷺ وجاوز سدرة المنتهیٰ	آپ نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے افق کو ڈھانپ لیا آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے اور سدرہ سے آگے گزر گئے۔
(بحرالعلوم،۳: ۳۴۱)	

۹۔ شیخ سلیمان الجمل ساتویں آسمان کے بعد مراحل کا تذکرہ یوں کرتے ہیں

رفعت له سدرة المنتهیٰ ثم جاوز ها الی مستویٰ	آپ ﷺ کے سامنے سدرۃ المنتھیٰ کو لایا گیا پھر آپ وہاں سے آگے مقام مستوی پر تشریف لے گئے۔
(فتوحات احمدیہ شرح الهمزیه)	

۱۰۔ امام عبدالوہاب شعرانی حضور ﷺ کے مقدس فرمان "حتی ظهرت المستویٰ" کے تحت لکھتے ہیں

اشارة لما قلنا من ان منتهی السیر بالقدم المحسوس العرش	یہ اسی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا منتہی سیر عرش ہے

۱۱۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (المتوفی ،۱۰۳۴) معراج کے بارے لکھتے ہیں

بدولت معراج بدنی مشرف	جسمانی معراج کا آپ نے شرف پایا
باشدو از عرش و کرسی در	اور کرسی وعرش سے آگے تشریف لے
گذشت واز مکان وزمان بالا	گئے اور زمان ومکان سے بالاتر ہو گئے
رفت (مکتوبات ، ۲۷۲)	

۱۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲،) سدرہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وجز حضرت پیغمبر ما صلی الله	ہمارے پیغمبر ﷺ کے علاوہ اس سے
علیه واله وسلم بالا تر ازان	آگے کوئی نہیں گیا آپ تو وہاں تشریف
هجکس نر فته وآنحضرت	لے گئے یہاں جگہ ہی نہیں
بجائے رفت انجاجانیست	

(اشعة اللمعات ، ۴:۵۳۸)

دوسرے مقام پر حضرت جبریل امین کے الفاظ "هذا سدرة المنتهیٰ" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے

اعتذار مفارقت خودو باز پس	انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی جدائی
گردیدن از مصاحبت آن	اور پیچھے رہ جانے کی وجہ اور عذر بیان کیا
حضرت ﷺ (ایضاً)	کہ یہ میرا آخری ٹھکانہ ہے

اب تک یہ حقائق سامنے آئے ہیں

۱۔احادیث سے ثابت ہے حضرت جبریل امین پیچھے رہ گئے اور آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے

۲۔روایات صحیحہ سے ثابت آپ ﷺ مقام مستوی پر تشریف فرما ہوئے اور وہ سدرہ سے آگے ہے

۳۔حدیثِ تدلی بالاتفاق قربِ الٰہی ہے اور فوق العرش ہے

۴۔سدرہ سے آگے جانے پہ صحابی کا قول بھی موجود ہے

۵۔نورِ عرش سے آگے گزرنا بھی حدیث سے ثابت ہے

جمہور امت کا موقف

انہی دلائل کی وجہ سے جمہور امت کا موقف یہی ہے کہ شبِ معراج حضور ﷺ سدرہ سے آگے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا تشریف لے گئے

امام نجم الدین الغیطی (م:۹۹۹) رقمطراز ہیں

والذی ذهب الیه الجمهور من المفسرین والمحدثین والفقهاء والمتکلمین انهما وقعا فی لیلة واحدة بالروح والجسد معاًفی الیقظة لا فی المنام من مکة الی بیت المقدس الی السموات العلیٰ الی سدرة المنتهیٰ الی حیث شاء العلی الاعلی	جمہور مفسرین ،فقہاء اور علما عقائد کی رائے یہی ہے کہ اسراء ومعراج دونوں ایک ہی رات ،روح وجسم کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئے'' نہ کہ حالت نیند میں ،معراج مکہ سے بیت المقدس وہاں سے آسمانوں پر وہاں سے سدرہ اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا

(المعراج الکبیر ،۵۱)

امام محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ (۹۴۲) نے بھی اس کو امت کی اکثریت وجمہور کا قول قرار دیا ہے (سبل الہدی،۳:۶۷)

منکر کا معتزلی ہونا

اس وجہ سے بعض اہل علم نے لکھا ہے جو اس کا انکار کرے وہ معتزلی قرار پائے گا یعنی

اہل سنت سے خارج ہوجائیگا

مفسر قرآن امام ابو بکر جصاص (۳۷۰) عقیدہ معراج لکھتے ہیں کہ مکہ سے بیت المقدس وہاں سے آسمانوں پر، وہاں سے سدرہ وہاں سے عرش اور پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو معراج ہوئی تو جس نے مکہ سے مسجد اقصیٰ تک کی معراج کا انکار کیا وہ کافر ہو جائیگا کیونکہ اس نے آیات قرآنیہ کا انکار کیا ہے

ومن صدق الايات واقر ببلوغه الى بيت المقدس لا غيرو انكر ما وراء ذالک من المعارج والمدارج والعروج الى السماء والصعود الى الجنة والعرش والكرسى و الحجب واللوح والقلم وغير ذالک يكون معتزليا

جس نے آیات کی تصدیق کرتے ہوئے بیت المقدس تک جانا مان لیا لیکن آگے معراج، آسمان پر جانا، جنت، عرش، کرسی، حجاب، لوح اور قلم دیکھنے کا انکار کیا تو ایسا شخص معتزلی قرار پائے گا

(شرح بدء الا مالی ، ۱۷۲)

قابل توجہ بات یہ ہے کہ کسی بھی محدث نے اس کی بات کی تردید نہیں کی حالانکہ اگر یہ بات قرآن سنت سے ثابت نہ ہوتی تو یہ تمام لوگ اس کی تردید کردیتے اور پھر امام ابو بکر جصاص حنفی، امام نووی، حافظ ابن حجر عسقلانی، مجد الدین فیروز آبادی، ملا علی قاری اور شیخ طیبی جیسے محدثین بلکہ جمہور امت فقط اسے قبول ہی نہیں کررہے بلکہ نقل کررہے ہیں پھر ہمیں کہاں حق پہنچتا ہے کہ ہم اسے قرآن وسنت کے منافی قرار دیتے ہوئے اسے محض شاعری اور مبالغہ کہہ دیں کیونکہ کتاب وسنت کا جو مطالعہ انہیں حاصل ہے ہم اسکا تصور بھی نہیں کرسکتے

شیخ قزوینی کی رائے

اگر کوئی سوال اٹھائے کہ شیخ رضی الدین قزوینی نے سدرہ سے آگے جانے کا انکار کیا (زرقانی، ۸:۲۲۳)
تو جواباً ہماری گذارشات درج ذیل ہیں

۱۔ یہ ان کی تحقیق تھی انہوں نے یہ بات کی تو اہل علم نے ان کا رد کیا مثلاً امام نورالدین علی مالکی (۱۰۶۶) رقمطراز ہیں

قلت قول القزوینی ومن ارتضی کلامہ انہ ﷺ لم یتجاوز سدرۃ المنتھی ممنوع ویؤید المنع ما تقدم من انہ ﷺ بعد انتھاء الی سدرۃ المنتھی غشیتہ سحابۃ وارتفت بہ	میں کہتا ہوں قزوینی اور ان کے متبعین کا قول "آپ سدرہ سے آگے نہیں گئے" قابل سماعت نہیں اس لئے کہ پہلے روایات آچکی کہ جب آپ ﷺ سدرہ پر تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ کو سحاب ڈھانپ کر اوپر لے گیا

(جواھر البحار، ۳:۵۰۰)

۲۔ انہوں نے بھی بالکلیہ انکار نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا اس پر احادیث صحیحہ نہیں ہاں ضعیف موجود ہیں ان کی طرف بالکلیہ انکار کی نسبت کرنے والوں نے جب یہ کہا ان کا کہنا یہ ہے کہ اس بارے میں نہ کوئی حدیث صحیح ہے اور نہ حسن وضعیف

ومن ذکر انہ جاوز ذلک فعلیہ البیان وانی لہ بہ ولم یرد فی خبر ثابت ولا ضعیف انہ الی العرش	جو سدرہ سے آگے جانے کا مدعی ہے وہ دلیل لائے لیکن وہ کہاں؟ کیونکہ عرش پر تشریف فرما ہونے پر نہ حدیث صحیح ہے اور نہ ضعیف

ان کا رد کرتے ہوئے امام زرقانی (المتوفی ۱۱۲۲) نے جو کچھ لکھا وہ نہایت ہی قابل توجہ ہے

دعواه انہ لم یرد انه جاوز سدرة المنتهی فی حدیث ولا حسن ولا ضعیف ولا صحیح فیها نظر	یہ دعوی کہ سدرہ سے آگے جانے پر نہ حدیث ضعیف ہے نہ حسن وصحیح، محل نظر ہے

پھراس پر دلیل دیتے ہوئے لکھا

فقد اخرج ابن ابی حاتم عن انس انہ ﷺ لما انتهی الی سدرة المنتهی غشیته سحابة فیها من کل لون فتأخر جبریل	امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا آپ ﷺ جب سدرہ پر پہنچے تو وہاں سحاب نے ڈھانپ لیا اور جبرائیل پیچھے رہ گئے

اس کے بعد فرماتے ہیں جس شیخ قزوینی کے کلام سے تم تائید لا رہے ہو

قد اعترف بورود هذابقوله واما الی ماوراء ها فانما ورد فی اخبار ضعیفة ومنکرة	انہوں نے خود یوں اعتراف کیا ہے کہ سدرہ سے آگے جانے پر ضعیف اور منکر روایات موجود ہیں

(زرقانی، ۸: ۲۲۳)

باقی پیچھے تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے کہ بعض روایات میں مثلاً ثم ظهرت لمستوی حتی اسمع فیه صریف الاقلام یہ تو بخاری ومسلم کی متفقہ روایت ہے اور متعدد اہل علم کی تصریحات گزر چکی ہیں۔ کہ مقام مستوی سدرہ سے آگے ہے۔ یہاں نہایت ہی ایک اہم حوالہ امام ابن حجر مکی کا بھی سامنے آجائے تو بہتر ہو جائے گا سدرہ سے آگے جانے کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ جو آیا ہے کہ سدرہ سے آگے کوئی نہیں جاسکتا اس سے مراد زمین سے اعمال لے کر جانے والے فرشتے ہیں ورنہ سرور عالم ﷺ کے بارے میں حدیث میں تصریح ہے کہ آپ سدرہ سے آگے مقام مستوی پر تشریف فرما ہوئے

ویتعین حملہ علی انہ لا یجاوز ھا من الملائکۃ الذین ینزلون الی الارض ویصعدون بالا عمال لما یاتی من انہ ﷺ جاوزھا الی مستوی کما فی روایۃ البخاری

(المنح المکیۃ، ۱:۲۱۷)

ضروری ہے یہ کہا جائے کہ اس سے مراد زمین پر اترنے والے ملائکہ ہیں جو اعمال لے کر سدرۃ تک ہی جاتے ہیں کیونکہ حدیث میں واضح طور پر ہے کہ آپ ﷺ سدرہ سے گزر کے مقام مستوی پر تشریف فرما ہوئے اور یہ بخاری کی روایت ہے۔

ہم اپنی گفتگو کا اختتام امام خفاجی کے اس جملہ پر کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ اس قدر بلندی پر تشریف فرما ہوئے

لا یعلم محلہ و حقیقتہ

(نسیم الریاض، ۳:۸۸)

نہ اس مقام کا ہمیں علم ہے اور نہ اس کی حقیقت کا

باب ٦
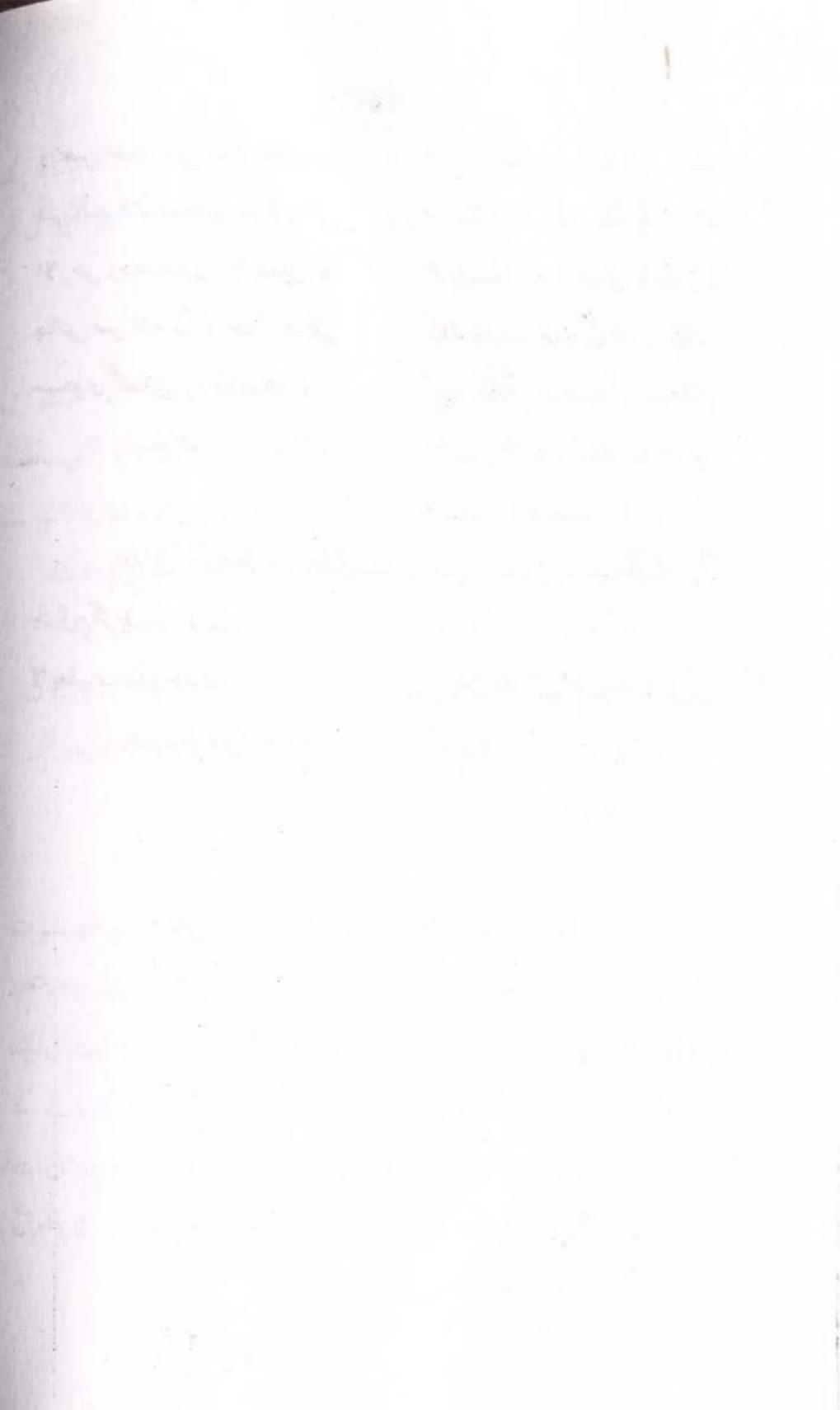
دیدارِ الٰہی اور جمہور اہل سنت

۲۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے دوسری بات یہ کہی ہے کہ شب معراج میں حضور کو دیدار الٰہی نہیں ہوا جمہور اہل سنت کی رائے بھی یہی ہے۔ (معراج النبی،۳۴)

ہمیں اس بات سے بھی اختلاف ہے کیونکہ معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی جمہور اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کو شب معراج دیدار الٰہی کا شرف نصیب ہوا

ہم یہاں کچھ آثار صحابہ کا تذکرہ کیے دیتے ہیں

دیدار الٰہی اور آثار مبارکہ

متعدد مندرجہ آثار صحیحہ میں دیدار الٰہی کا تذکرہ موجود ہے

امام نسائی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا خلت سیدنا ابراہیم کلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام و **الرؤیة محمد** ﷺ دیدار حضور ﷺ کے لئے ہے

امام حاکم نے لکھا یہ امام بخاری کے شرائط کے مطابق صحیح ہے امام ذھبی نے بھی ان کی تائید کی ، امام ترمذی نے اسے حسن کہا اور یہ اضافہ بھی نقل کیا انہوں نے فرمایا ہم بنو ہاشم یہ عقیدہ رکھتے ہیں

محمد ﷺ **رأی ربه** حضور ﷺ نے رب تعالیٰ کا دیدار پایا ہے

(**المستدرک**،۱:۶۵)

امام طبرانی نے سند قوی کے ساتھ انہی سے نقل کیا

النظر لمحمد ﷺ دیدار حضور ﷺ کے لئے ہے۔

(**فتح الباری**،۷:۱۷۴)

۲۔ امام ابن خزیمہ نے اسے ایک اور سند قوی کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا

رأی محمد ﷺ ربه　　رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا

(فتح الباری ،۷: ۴۹۳)

۴۔　امام ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کیا انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا اور پوچھا

هل رأی محمد ربه فارسل اليه ان نعم　　کیا حضور ﷺ نے دیدار الٰہی کا شرف پایا؟ فرمایا ہاں پایا ہے

(فتح الباری ،۸: ۴۹۳)

۵۔　امام عبدالرزاق نے حضرت معمر کے حوالہ سے امام حسن بصری سے نقل کیا

انه حلف ان محمدا رأی ربه　　وہ قسم اٹھا کر کہا کرتے حضور ﷺ نے دیدار الٰہی پایا ہے

(مصنف عبدالرزاق)

۶۔　امام ابن خزیمہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی دیدار کا اثبات نقل کیا اور لکھا جب ان کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کہا جاتا

كان يشتد عليه　　تو ان پر گراں گزرتا

(فتح الباری ،۸: ۴۹۳)

۷۔ ارشاد نبوی اکبر ہے

شیخ خلال نے کتاب السنۃ میں امام مروزی کے حوالہ سے نقل کیا میں نے امام احمد بن حنبل سے عرض کیا منکرین دیدار الٰہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول لاتے ہیں جس نے کہا حضور ﷺ نے دیدار الٰہی کیا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں سب سے بڑا جھوٹ بولا، تو ان کے قول کا کس طرح رد کیا جائے گا؟ امام نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادیا۔

رأیت ربی	میں نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے

تو

قول النبی ﷺ اکبر من قولها	حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سیدہ کے قول
(فتح الباری ،۸: ۴۹۴)	سے بڑا اور اکبر ہے

ہم نے موضوع کی مناسبت سے یہ آثار ذکر کر دیے ہیں ورنہ خود ڈاکٹر صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ آپ ﷺ کا دیدار پانا؟ صحابہ سے سند کے ساتھ ثابت ہے

شارح مسلم امام نووی کی گفتگو

ہم امت کے مسلمہ محدث شارح مسلم امام نووی (۶۷۶ھ) کے اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کا ترجمہ کر دیتے ہیں اس کے بعد متعدد اہل علم کی تصریحات ذکر کر دیں گے، امام نووی نے پہلے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے کہ دنیا میں دیدار الٰہی ممکن ہے، اس کے بعد شارح مسلم امام محمد بن اسماعیل اصفہائی شافعی (المتوفی ۵۳۶ھ) کے حوالہ سے لکھا انہوں نے حضور ﷺ کے دیدار الٰہی کا شرف پانے کے اثبات کو اختیار کیا اور دلائل دیتے ہوئے لکھا اس مسئلہ پر اگرچہ دلائل کثیر ہیں مگر ہم ان میں سے سب سے قوی دلیل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ امام نووی کی گفتگو امام نووی کی گفتگو سے استدلال کر رہے ہیں

اتعجبون ان تکون الخلة	کیا تم متعجب ہو کہ خلت حضرت ابراہیم
لابراهیم والکلام لموسی	کلام حضرت موسیٰ اور دیدار حضور
والرؤیة لمحمد ﷺ	ﷺ کے لئے ہے

حضرت عکرمہ سے ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ نے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں آپ کو یہ شرف ملا ہے۔

ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی حرج نہیں شعبہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے

رأی محمد ﷺ ربه	حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے

امام حسن بصری حلف اٹھا کر کہا کرتے حضور ﷺ نے دیدار الٰہی کا شرف پایا اس مسلک کی اصل حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انھی کے ارشاد کی وجہ سے اس مسئلہ میں اپنی سابقہ رائے سے رجوع کر لیا تھا اس بارے میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مقابل نہیں آ سکتی کیونکہ انہوں نے ہمیں نہیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے دیدار الٰہی نہیں کیا ہاں اپنے قول پر ان آیات قرآنی سے استدلال کیا۔ وما کان لبشر ان بكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او یر سل رسولا، لا تدر که الابصار ۔اور جب ایک صحابی کوئی قول کرے دوسرا اسکی مخالفت کرے تو وہ حجت نہیں رہتا، تو جب اثبات دیدار میں حضرت ابن عباس سے روایات صحت کے ساتھ ثابت ہیں تو اثبات کی طرف جانا ضروری ہوگا کیونکہ یہ مسئلہ قیاسی اور اجتھادی نہیں کہ عقل وظن سے حاصل ہو بلکہ یہ سماع سے ہی ثابت ہوگا، حضرت معمر بن راشد کے سامنے جب سیدہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اختلاف پر بات چلی تو کہنے لگے ہمارے نزدیک سیدہ، حضرت ابن عباس سے زیادہ صاحب علم نہیں، پھر حضرت ابن عباس مثبت جبکہ دوسرے نافی ہیں اور مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے

اسکے بعد امام نووی لکھتے ہیں

فالحاصل ان الراجع عند اكثر العلماء ان رسول الله ﷺ رأى	حاصل کلام یہ ہے اکثر علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ شب معراج رسول اللہ

ربہ بعینی رأسہ لیلۃ الاسراء لحدیث ابن عباس وغیرہ مماقدم واثبات ھذا لا یأخذونہ الابالسماع من رسول اللہ ﷺ ھذا مما لا ینبغی ان یشتکک

(شرح نووی ،باب رأی النبی ربہ)

ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی کا شرف پایا کیونکہ حضرت ابن عباس اور دیگر روایات میں اس کا ثبوت ہے اور انہوں نے اثبات حضور ﷺ سے سن کر ہی کیا ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ وشک مناسب نہیں

یہاں بھی امام نووی نے تصریح کر دی ہے کہ اکثر علماء اہلسنت کی یہی تحقیق ورائے ہے، دوسرے مقام پر "ماکذب الفوأدمارأی" کے تحت لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہاں رؤیت جبریل مراد ہے

ذھب جمھور من المفسرین الی ان المراد انہ رأی ربہ سبحانہ

(ایضاً)

جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضور ﷺ نے دیدار الٰہی کا شرف پایا ہے

جمہور کی تصریح

ہم یہاں متعدد اہل علم سے تصریحات نقل کیے دیتے ہیں کہ جمہور اہلسنت کا موقف یہی ہے

ا۔ صاحب تحفہ الاعالی، امام تونسی کے حوالہ سے لکھتے ہیں

الصحیح الذی علیہ جماھیر العلماء ان النبی ﷺ کلمہ ربہ فسمع کلامہ ورأہ بعینی رأسہ

(تحفہ ، ۳۹)

جمہور علماء کے ہاں صحیح یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے رب سے کلام کا بھی شرف پایا اور سر کی آنکھوں سے دیدار بھی کیا

۲۔ خود اس مسئلہ پر علامہ تفتازانی کا رد کرتے ہوئے لکھا

فما قال السعدمن ان الصحیح انه رأى ربه بفؤاده لا بعينه خلاف المشهور الذى عليه الجمهور (ایضاً)	علامہ سعد الدین تفتازانی نے جو کہا صحیح یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کا دیدار دل سے پایا نہ کہ آنکھوں سے، یہ مشہور کے خلاف ہے جس پر جمہور ہیں۔

۳۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی ،۱۰۶۹) رقمطراز ہیں

انما الاصح الراجع انه صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعينى رأسه حين اسرى به كما ذهب اليه اكثر الصحابة	اصح اور مختار یہی ہے حضور ﷺ نے معراج کی رات سر کی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار پایا اور اکثریت صحابہ کا یہی مذہب ہے

(نسیم الریاض ،۳: ۳۰۳)

۴۔ شیخ نجم الغنی رامپوری شرح فقہ اکبر میں اس مسئلہ پر لکھتے ہیں

''بعضوں نے اس مسئلے میں کہ آنحضرت نے اللہ کو دیکھا تھا یا نہیں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ کسی جانب میں دلیل واضح نہیں اور جمہور اثبات کی جانب ہیں''

(تعلیم الایمان، ۳۷۶)

۵۔ نامور محقق ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر کہتے ہی دیدار الٰہی کے بارے میں دو مشہور اقوال ہیں

احد هما ان النبى ﷺ رأى ربه عزوجل ليلة المعراج وعلى رأس هولاء ابن عباس وهو	ایک یہ حضور ﷺ نے شب معراج رب عزوجل کا دیدار پایا، ان قائلین کے سرتاج حضرت ابن عباس ہیں یہی اکثر

مذھب اکثر العلماء .... علماء کا مذہب ہے، دوسرا حضور ﷺ
وثانیھما ان النبی ﷺ لم یر نے سر کی آنکھوں سے دیدار نہیں پایا بلکہ
ربہ سواء بعینی رأسہ ام بقلبہ دل سے پایا یہ مذہب سیدہ عائشہ اور ابن
وھو مذھب السیدہ عائشۃ وابن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہے اور بعض اہل
مسعود رضی اللہ عنھما علم نے ان کی موافقت کی ہے
ووافقھما بعض اھل العلم

(مکانۃ الصحیحین، ۴۵۶)

۶۔ امام برہان الدین علی حلبی (المتوفی، ۱۰۴۴) فرماتے ہیں دیدار الٰہی کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے مگر

فاکثر العلماء علی وقوع ذلک اکثر علماء اسی بات کے قائل ہیں حضور
ای انہ ﷺ رأہ عزوجل بعینی ﷺ نے سر کی آنکھوں سے رب تعالیٰ
رأسہ کا دیدار پایا ہے

(انسان العیون، ۱: ۴۰۸)

۷۔ شیخ وحید الزمان نے اس مسلک میں تین مذاہب کا ذکر کیا اور لکھا

الراجع انہ رأہ بعینہ وھو مختار راجح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی
امامنا احمد بن حنبل آنکھوں سے دیدار کیا اور ہمارے امام
(ھدیۃ المہدی، ۸۹) احمد بن حنبل کے ہاں یہی مختار ہے

جمہور صحابہ کی رائے

۸۔ پہلے آپ امام خفاجی کے حوالہ سے پڑھ چکے کہ اکثر صحابہ کی رائے یہی ہے۔ کچھ اہل علم نے جمہور صحابہ کی بھی تصریح کی ہے شیخ صدیق حسن خاں قنوجی (المتوفی، ۱۳۰۷) لکھتے ہیں

وحق آنست کہ وے ﷺ خدارابا چشم سر دید جمهور صحابه بریں اند والا دیدن بدیده دل در جمیع احوال بود خصوصیت معراج ندارد و نزد بعض دیدن بدل غیرِدانستن بدل است

اور حق یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار پایا جمہور صحابہ کی یہی قول ہے ورنہ دل کے ساتھ دیکھنا تو تمام احوال میں تھا معراج کی کیا خصوصیت رہی ؟ کچھ دل سے دیدار کے قائل ہیں مگر وہ بھی محض دل کا دیکھنا مراد نہیں لیتے

(بغیۃ الرائد:۴۷)

یہاں شیخ قنوجی نے لفظ حق استعمال کیا جو نہایت ہی قابل توجہ ہے جیسے صاحب تحفہ نے بھی اسی موقف کو لفظ صحیح سے بیان کیا تھا

۹۔ **شیخ اشرف علی تھانوی نے دیدار الٰہی ثابت کرتے ہوئے فائدہ کے تحت لکھا**

''بعض صحابہ کا نفی رؤیت کی بات کرنا اپنی رائے ہے جو مستنبط ہے بعض عمومات سے جیسے لا تدرکه الابصار ''

یہ عبارت بھی آشکار کر رہی ہے کہ اکثریت صحابہ کا موقف اثبات دیدار ہے

۱۰۔ **شیخ قنوجی نے ہی دوسرے مقام پر " ماکذب الفواد "کی تفسیر میں لکھا**

وحاصل المقالة ان الصحيح ثبوت الرؤية وهو ماجرى عليه ابن عباس حبر الامة وهو الذى يرجع اليه فى المعضلات وقد راجعه ابن عمر فاخبره بانه رأه

حاصل کلام یہ ہے کہ ثبوت دیدار ہی صحیح ہے امت کے سب سے بڑے عالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور مشکلات میں انہی کی طرف رجوع ہوتا ہے حضرت ابن

ولا يقدح فی ذلک حدیث عائشة لانها لم تخبر انها سمعت من رسول الله ﷺ انه قال لم ار انما اعتمدت علی الاستنباط مما تقدم

(فتح البیان، ۶:۴۴۹)

عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے سن کر اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا حدیث سیدہ عائشہ سے یہ رد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ سے نقل نہیں کیا کہ میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا ہاں انہوں نے خود متعدد نصوص سے استنباط کیا ہے

۱۱۔ یاد رہے یہ عبارت انہوں نے حاشیہ الجمل سے لی ہے اور شیخ جمل نے خطیب کے حوالہ سے لکھا ہے
(الجمل علی الجلالین، ۴:۲۹)

۱۲۔ امام زین العابدین بن محمد برزنجی مدنی (المتوفی، ۱۲۱۴ھ) لکھتے ہیں دیدار کے بارے میں اختلاف مشہور ہے لیکن

والصحیح انه رأه بعین رأسه بلا ریب ولا اشتباه

(جواہر البحار، ۳:۵۳۱)

صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار کا شرف پایا اور اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں

۱۳۔ امام جلال الدین السیوطی (المتوفی، ۹۱۱) کے الفاظ بھی ملاحظہ کرلیں کیا حضور نے اس رات دیدار کا شرف پایا؟ اس بارے میں دو معروف اقوال ہیں

فاثبت ذلک ابن عباس وطائفة وانکرته عائشة والصحیح ثبوتها

(الآیة الکبری، ۷۵)

حضرت ابن عباس اور ایک جماعت اثبات کی قائل اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار فرماتی ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ دیدار ہوا ہے

تمام اہل علم نے اسی موقف کو مختار نہیں بلکہ لفظ صحیح کے ساتھ تعبیر کیا جو دوسرے موقف کی کمزوری کو اشکار کر رہا ہے

سوال: یہ کہنا کہ یہ صحابہ کا استنباط تھا رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی نص نہیں اگر ہوتی تو وہ بیان کرتے حالانکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے "ولقد رأه نزلة اخری" کا مفہوم پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد جبریل امین ہیں، اسی لئے امام ابن حجر عسقلانی نے امام نووی اور ابن خزیمہ کی گفتگو نقل کر کے لکھا

وھو عجیب فقد ثبت ذلک عنھا فی الصحیح مسلم ...فقالت انا اول ھذہ الامۃ سأل رسول ﷺ من ذلک فقال انہ ھو جبریل

یہ عجیب کلام ہے سیدہ سے صحیح مسلم میں ہے امت میں سے سب سے پہلے میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد جبریل ہے

(فتح الباری، ۸:۴۹۳)

الغرض جب سیدہ نے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ذکر کر دیا ہے تو اب کہنا کہ یہ ان کا فقط استنباط ہے کہاں درست رہے گا؟

جواب: محدثین نے کہا یہ سوال اٹھانا عجیب ہے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ جو نص ذکر کر رہی ہیں اس کا تعلق مخصوص آیت (دنا فتدلی) سے ہے اس سے مطلق رؤیت کی نفی نہیں ہوتی حالانکہ گفتگو مطلق رؤیت و دیدار کے بارے میں ہے یعنی ہم سیدہ کی اس نص کو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں دیدار اس آیت کے علاوہ دلائل سے ثابت جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے

(زرقانی علی المواہب)

بعض کی کمزور گفتگو

جب آپ محدثین کے حوالہ سے سوال و جواب پڑھ چکے تو ہم یہاں سید مودودی کا ایک اقتباس نقل کر رہے ہیں جس کا جائزہ قارئین خود لیں، و دیدار الٰہی کی نفی میں لکھتے ہیں

''دوسری روایات جو ہم نے اوپر نقل کی ہیں تو ان میں سب سے زیادہ وزنی روایتیں وہ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ سے منقول ہوئی ہیں کیونکہ انہی دونوں نے بالاتفاق خود رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ ان دونوں مواقع پر آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ جبریل کو دیکھا تھا اور یہ روایات قرآن مجید کی تصریحات اور ارشادات سے پوری طرح مطابقت رکھتی ہیں (تفہیم القرآن،۵:۱۰۵)

پیچھے آپ نے پڑھا محدثین فرماتے ہیں ان کی بات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ دونوں آیات میں قرب جبریل مراد ہے اس سے مطلقاً رؤیت کی نفی ماننا سراسر زیادتی ہے۔ سید صاحب کی نظر اعتراض پہ گئی مگر جواب او جھل رہا جس کی وجہ سے انہوں نے نہایت ہی کمزور بات کردی۔

حدیثِ شریک پر اعتراضات کا
علمی و تحقیقی جواب

روایت بخاری "دنا الجبار رب العزۃ" پر کچھ اہل علم نے اعتراضات وارد کیے ہیں ان تمام اعتراضات کے محدثین نے مسکت جوابات بھی دیئے بلکہ امام ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی (م۔۵۰۷) نے اس موضوع پر مستقل کتاب "الا نتصار لا مامی الامصار" بھی لکھی جو اگرچہ ہم تک نہیں پہنچی لیکن متعدد اہل علم نے ان کے جوابات نقل کیے ہیں ہمارے دور کے اہل علم نے صرف اعتراضات کو دیکھا لیکن ان کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش ہی نہیں فرمائی، اسی وجہ سے وہ ان جوابات سے آگاہ نہ ہو سکے

یہاں سید مودودی کا ایک اقتباس نقل کر دیتے ہیں جس سے یہ بات نہایت ہی آشکار ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہیں "علاوہ ان اعتراضات کے جو اس روایت کی سند اور مضمون پر امام خطابی، حافظ ابن حجر، ابن حزم اور حافظ عبدالحق صاحب الجمع بین الصحیحین نے کیے ہیں سب سے بڑا اعتراض اس پر یہ وارد ہوتا ہے"

(تفہیم القرآن،۵:۵۰۵)

ہم اس مقالہ میں متذکرہ اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کیے دیتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے

حدیث شریک کی صحت

اگر ذہن میں جائے حدیثی تدلی "دنا الجبار رب العزۃ" کی صحت پر اعتراضات ہیں جیسا کہ سید مودودی کے اقتباس میں آیا ہے جب اتنے بڑے بڑے محدثین اسے تسلیم نہیں کرتے تو تم کیوں اس سے استدلال پر زور دے رہے ہو؟

اس سلسلہ میں ہماری گزارشات درج ذیل ہیں

۱۔ اس سے انکار نہیں متعدد محدثین نے اسے قبول کرنے سے احتراز کیا ہے اور اس پر مختلف اعتراضات وارد کیے ہیں مگر جب متعدد محدثین نے ان تمام اشکالات کے جوابات دے دیے ہیں تو پھر انکار کیسے کیا جا سکتا ہے؟ چونکہ وہ جوابات ان کے سامنے نہیں آئے لہذا ہم نے مرعوب و متاثر ہو کر اس حدیث کا انکار کر دیا بلکہ ہمارے دور کے بعض علماء نے بھی کہہ دیا کہ یہ حدیث شریک قابل قبول نہیں

۲۔ اعتراضات کی فہرست

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم اختصار کے ساتھ اس پر وارد کردہ تمام اعتراضات نقل کر کے محدثین کے اطمینان بخش جوابات نقل کیے دیتے ہیں تا کہ معاملہ نہایت ہی واضح ہو جائے آیئے اعتراضات کی فہرست ملاحظہ کیجیے

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج بعثت سے پہلے ہوئی کیونکہ اس میں قبل ان یوحی الیہ کے الفاظ ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں

۲۔ اس کے الفاظ "دنا الجبار رب العزة "متفرد ہیں یعنی شریک کے علاوہ کسی راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے

۳۔ اس میں ہے معراج خواب میں ہوئی نہ کہ بیداری میں

۴۔ اس روایت کا دیگر روایات سے ان چیزوں میں اختلاف ہے

۱۔ مقام سدرۃ المنتہیٰ

۲۔ حضرت انبیاء علیہم السلام سے ملاقات

۳۔ نیل وفرات کا محل

۴۔ شق صدر کا تذکرہ

۵۔ نہر کوثر آسمان پر ہے حالانکہ وہ جنت میں ہے

جوابات سے پہلے مکمل حدیث کے متن کا مطالعہ کرلیں تاکہ معاملہ آسان ہوجائے

قال الإمام البخاري رحمه الله تعالى : حدثنا عبد العزيز بن عبد الله حدثني سليمان عن شريك بن عبد الله أنه قال : سمعت ابن مالك يقول : ليلة أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة : أنه جاءه ثلاثة نفر قبل أن يوحى إليه ، وهو نائم في المسجد الحرام ، فقال أولهم : أيهم هو ؟ فقال أوسطهم : هو خيرهم ، فقال أحدهم : خذوا خيرهم ، فكانت تلك الليلة ، فلم يرهم حتى أتوه ليلة أخرى ، فيما يرى قلبه وتنام عينه ولا ينام قلبه – وكذلك الأنبياءُ تنام أعينهم ولا تنام قلوبهم ، فلم يكلموه حتى احتملوه ، فوضعوه عند بئر زمزم ، فتولاه منهم جبريل ، فشق جبريل ما بين نحره إلى لبته ، حتى فرغ من صدره وجوفه ، فغسله من ماء زمزم بيده ، حتى أنقى جوفه ، ثم أُتي بطست من ذهب فيه تَوْرٌ من ذهب ، محشواً إيماناً وحكمة ، فحشا به صدره ولغاديده – يعني عروق حلقه – ثم أطبقه .

ثم عرج به إلى السماء الدنيا ، فضرب باباً من أبوابها ، فناداه أهل السماء : من هذا ؟ فقال : : جبريل . قالوا : ومن معك ؟ قال : معي محمد ، قال : وقد بعث ؟ قال : نعم . قالوا : فمرحباً به وأهلاً ، فيستبشر به أهل السماء ، لا يعلم أهل السماء بما يريد الله به في الأرض حتى يعلمهم .

فوجد في السماء الدنيا آدم ، فقال له جبريل : هذا أبوك ، فسلم عليه ، فسلم عليه ، ورد عليه آدم ، وقال : مرحباً وأهلاً بابني ، نعم الابن أنت .

فإذا هو في السماء الدنيا بنهرين يطردان ، فقال : ما هذان النهران يا جبريل ؟ فقال : هذان النيل والفرات عنصرهما .

ثم مضى به في السماء فإذا بنهر آخر عليه قصر من لؤلؤ وزبرجد ، فضرب يده فإذا هو مسك أذفر ، قال : ما هذا يا جبريل ؟ قال : هذا الكوثر الذي خبأ لك ربك .

ثم عرج إلى السماء الثانية ، فقالت الملائكة له مثل ما قالت له الأولى: من هذا ؟ قال : جبريل ، قالوا : ومن معك ؟ قال : محمد صلى الله عليه وسلم ، قالوا : وقد بعث إليه ؟ قال : نعم ، قالوا : مرحباً به وأهلا .

ثم عرج به إلى السماء الثالثة ، وقالوا له مثل ما قالت الأولى والثانية ،

ثم عرج به إلى الرابعة ، فقالوا له مثل ذلك .

ثم عرج به إلى السماء الخامسة ، فقالوا مثل ذلك .

ثم عرج به إلى السادسة ، فقالوا له مثل ذلك .

ثم عرج به إلى السماء السابعة فقالوا له مثل ذلك ، كل سماء فيها أنبياءُ قد سماهم ، فوعيت منهم إدريس في الثانية ، وهارون في الرابعة ، وآخر في الخامسة لم أحفظ اسمه ، وإبراهيم في السادسة ، وموسى في السابعة بفضل كلامه لله . فقال موسى : رب لم أظن أن ترفع عليَّ أحداً ،

ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه إلا الله ، حتى جاء سدرة المنتهى ، ودنا الجبار رب العزة ، فتدلى حتى كان قاب قوسين أو أدنى ، فأوحى الله فيما أوحى خمسين صلاة على أمتك كل يوم وليلة .

ثم هبط حتى بلغ موسى ، فاحتبسه موسى ، فقال : يا محمد ماذا

عهد إليك ربك ؟ قال : عهد إليّ خمسين صلاة كل يوم وليلة ، قال : إن أمتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك وعنهم ، فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم إلى جبريل كأنه يستشيره في ذلك . فأشار إليه جبريل : أن نعم ، إن شئت ، فعلا به إلى الجبار ، فقال وهو مكانه : يا رب خفف عنا ، فإن أمتي لا تستطيع هذا ، فوضع عنه عشر صلوات ، ثم رجع إلى موسى ، فاحتبسه ، فلم يزل يردده موسى إلى ربه حتى صارت إلى خمس صلوات ، ثم احتبسه موسى عند الخمس ، فقال : يا محمد والله لقد راودت بني إسرائيل قومي على أدنى من هذا فضعفوا ، فتركوه ، فأمتك أضعف أجساداً وقلوباً وأبداناً وأبصاراً وأسماعاً ، فارجع فليخفف عنك ربك ، كل ذلك يلتفت النبي صلى الله عليه وسلم إلى جبريل ليشير عليه ، ولا يكره ذلك جبريل ، فرفعه عند الخامسة ، فقال : يارب إن أمتي ضعفاء أجسادهم وقلوبهم وأسماعهم وأبدانهم ، فخفف عنا ، فقال الجبار : يا محمد ، قال : لبيك وسعديك ، قال : إنه لا يبدل القول لدي ، كما فرضت عليك في أم الكتاب ، قال : فكل حسنة بعشر أمثالها ، فهي خمسون في أم الكتاب ، وهي خمس عليك ، فرجع إلى موسى فقال : كيف فعلت ؟ فقال : خفّف عنا ، أعطانا بكل حسنة عشر أمثالها ، قال موسى : قد والله راودت بني إسرائيل على أدنى من ذلك فتركوه ، ارجع إلى ربك ، فليخفف عنك أيضاً .

پہلے اعتراض کا جواب

اولاً۔ یہ اعتراض شیخ ابن حزم نے یہ کہتے ہوئے اٹھایا ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے معراج قبل از بعثت ہوئی حالانکہ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے اور اس کے بارے

میں اہل علم کے درمیان اتفاق ہے

حالانکہ ان کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کیونکہ اسراء ومعراج کی تاریخ میں اہل علم کے درمیان بہت زیادہ اختلاف ہے، آیئے کچھ اقوال ملاحظہ کر لیجئے

۱۔ امام نووی اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں اسراء اعلان نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال ہوا بعض نے کہا بارھویں سال، بعض نے ایک سال اور تین ماہ بعد کہا، اس کے علاوہ بھی اقوال موجود ہیں، ماہ ربیع الاول کی ستائیس رات تھی، یہ واقعہ دو دفعہ ہوا ایک دفعہ خواب میں جبکہ دوسری دفعہ بیداری میں

ورأى ﷺ ربه سبحانه وتعالىٰ ليلة الاسراء بعين رأسه هذا هو الصحيح الذى قاله ابن عباس واكثر الصحابة والعلماء اجمعين

شب معراج رسول اللہ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی کا شرف پایا یہی صحیح ہے اور یہ حضرت ابن عباس، اکثر صحابہ اور علما امت کا موقف ہے

(فتاوىٰ امام نووى، ۱۷: ۱۸)

نوٹ

حضرت امام نووی کی یہ عبارت بلکہ فتویٰ بھی ہماری تائید کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کا سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی کا شرف پانا جمہور اور امت کی اکثریت کا موقف ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پہلے گزر چکا ہے

۲۔ امام ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ام سلمۃ، ابن عباس، سیدہ عائشہ اور ام ہانی رضی اللہ عنھم سے نقل کیا، یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے

حضرت ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے ہے کہ یہ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ

رمضان کا واقعہ ہے، (الطبقات،۱:۲۱۳)

۳۔ امام بیہقی نے، امام سدی کے حوالہ سے نقل کیا آپ ﷺ کی ہجرت سے سولہ ماہ پہلے شب معراج، بیت المقدس میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

(دلائل النبوۃ،۲:۱۰۷)

۴۔ شیخ ابن سید الناس نے امام زہری کے حوالہ سے لکھا یہ واقعہ اعلان ہجرت کے پانچویں سال کا ہے۔ (عیون الاثر،۱:۱۴۳)

۵۔ امام ابن کثیر نے ابن عساکر سے اوائل بعثت نقل کیا (البدایہ،۳:۱۰۸)

۶۔ امام ابن اسحاق نے اعلان نبوت کے دس سال بعد کا واقعہ بیان کیا

(فتح الباری،۷:۲۱۳)

۷۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں متعدد اہل علم نے اسے ایک سال قبل از ہجرت لکھا، بعض نے اس سے پہلے کا بھی قول کیا، اس کے بعد سیدہ کے قول ''آپ ﷺ کا جسد اطہر گم نہ پایا'' پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا معراج کے وقت تو سیدہ پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں پھر تاریخ اسراء میں اختلاف ہے امام زہری اور ان کے موافقین کے مطابق اعلان نبوت کے ڈیڑھ سال بعد کا واقعہ ہے بعض نے پانچ سال قبل از ہجرت اور بعض نے ایک سال قبل از ہجرت کہا مختار پانچواں سال ہے (الشفاء)

امام قسطلانی نے المواھب میں لکھا، امام قرطبی اور نووی نے اس قول (پانچواں سال) کو ترجیح دی ہے (المواھب)

اس وجہ سے حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابن حزم کا رد کرتے ہوئے لکھا

وبالغ ابن حزم فنقل الاجماع فيه	ابن حزم نے مبالغہ کرتے ہوئے اس پر
وهو مردود فان في ذلك	اجماع نقل کر دیا اور یہ باطل ہے کیونکہ

اختلافاً كثيراً أيزيد على عشرة　　　اس میں تو دس سے زیادہ اقوال موجود اقوال　(فتح الباری، ۷: ۲۱۳)　ہیں

یاد رہے ممکن ہے اس اختلاف کی وجہ ابتدا بعثت یا تاریخ ہجرت کی وجہ سے کہ وہ ربیع الاول میں تھی یا محرم میں اس طرح بھی ممکن ہے ابتدا وحی کی تاریخ میں اختلاف کی وجہ سے ہو بعض نے رویاً صادقہ سے ابتدا کی ہو اور بعض نے نزول قرآن سے

ثانیاً　سابقہ گفتگو سے اشکار یہی ہو رہا ہے کہ یہ اختلاف موجود ہے کہ اسراء و معراج ایک دفعہ ہے یا متعدد دفعہ اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے یہ واقعہ ایک دفعہ خواب میں ہوا تا کہ استعداد و مشق اور تیاری کا کام دے اور پھر دوسری دفعہ بیداری میں ہوا جیسا کہ پیچھے امام نووی کے حوالہ سے گزرا

حافظ ابن کثیر البدایہ میں ایک نوٹ کے تحت لکھتے ہیں

واقعہ اسراء جو بعد میں ہوا اس کا پہلے وقوع خواب میں ہو ہم اس کے منکر نہیں کیونکہ آپ کے بارے میں ہے جو آپ ﷺ بصورت خواب دیکھتے وہ مثل صبح ظہور پذیر ہو جاتا جیسا کہ وحی کے بارے میں ہے ابتدا خواب سے ہوئی پھر بیداری میں قرآن کا نزول شروع ہوا یہ تمام اس لیے تھا کہ بچپن میں آپ سے معجزات اور ارہاصات، کا ظہور ہوا اور آپ کو استقامت ،پختگی اور مانوسیت حاصل ہو جائے　　(البدایہ، ۳: ۱۱۴)

پھر تفسیر میں لکھتے ہیں

اہل علم کا اختلاف ہے کیا اسراء بدن و روح دونوں کو ہوئی یا فقط روح کو، اہل علم کی اکثریت اس پر ہے کہ دونوں کو بیداری کی حالت میں معراج ہوئی نہ کہ خواب میں لیکن وہ اس کا انکار نہیں کرتے کہ پہلے آپ نے خواب میں، کی اور بعد میں حالت بیداری میں (ممکن ہے دونوں حاصل ہوں　　(تفسیر ابن کثیر، ۳: ۲۳)

امام ابوبکر بن العربی، سہیلی، ابن سید الناس، شارح بخاری شیخ مہلب اور بہت بڑی جماعت علما نے اس قول کی تائید کی ہے، امام ابن العربی فرماتے ہیں

ان ذلک کلہ کان مرتین مرۃ فی المنام توطئۃ واخری فی الیقظۃ

یہ دو دفعہ ہوا ایک دفعہ خواب میں بطور تیاری جبکہ دوسری دفعہ بیداری کے عالم میں ہوا

(العجالۃ السنیۃ، ۷۱)

شیخ مہلب نے شرح بخاری میں جماعت علماء سے نقل کیا اسراء دو دفعہ ہے

مرۃ فی نومہ ومرۃ فی یقظتہ ببدنہ ﷺ

ایک دفعہ خواب جبکہ دوسری دفعہ حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ہوا

امام سہیلی یہ اقوال نقل کر کے لکھتے ہیں

ھذا القول ھو الذی یصح وبہ تتفق معانی الاخبار

(الروض الانف، ۳:۲۵۸)

اسی قول کو صحیح قرار دینا چاہیے اور اس سے تمام روایات میں تطبیق وموافقت ہو جاتی ہے

امام زرقانی نے امام ابونصر بن قشیری سے نقل کیا، ان سے پہلے شیخ ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں کہا

کان للنبی ﷺ معاریج منھا ما کان فی الیقظۃ ومنھا ما کان فی المنام

(شرح المواہب، ۶:۵)

حضور ﷺ کے متعدد معراج ہیں کچھ حالت بیداری میں اور کچھ حالت خواب میں

امام طیبی لکھتے ہیں

اگر کوئی سوال اٹھائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت مالک بن صعصعۃ

سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں معراج کی رات حطیم میں تھا جبکہ حدیث ابوذر میں ہے میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی تو یہ تضاد ہے

اس کا جواب یہ ہے رسول اللہ ﷺ کو معراج دو دفعہ ہوئی ایک حالت بیداری میں جو حضرت مالک سے مروی ہے اور حالت نیند میں جس کا تذکرہ دوسری روایت میں ہے (الکاشف)

حافظ ابن حجر عسقلانی کا میلان بھی اس طرف ہے، امام ابو شامہ نے معراج پر مستقل کتاب لکھی ہے جس میں انھوں نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے

اہم نوٹ

لیکن یہ بات واضح رہے کہ جمہور محدثین، فقہاء اور متکلمین کے ہاں صحیح ثابت امر یہی ہے کہ اسراء ومعراج ایک ہی دفعہ اور ایک ہی رات، بدن اور روح دونوں کے ساتھ، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے لامکاں تک ہوئی

ثالثاً

یہاں شیخ ابن حزم کے اس دعویٰ کی تردید بھی ضروری ہے کہ اس روایت کے راوی فقط شریک ہیں جو قابل قبول نہیں حالانکہ یہ دعویٰ بھی ان وجوہ کی بنا پر مردود ہے

ا۔ امام ابوالفضل بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں

کہ ایسی بات ابن حزم سے پہلے شریک کے بارے میں کسی نے نہیں کہی بلکہ ائمہ جرح وتعدیل نے ان کی توثیق کرتے ہوئے انھیں نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنی تصانیف میں ان کی روایت ذکر کی اور انھیں حجت سمجھا، امام عبداللہ بن احمد دورقی، عثمان دارمی اور عباس دوری نے امام یحیی بن معین سے ان کے بارے میں نقل کیا ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں

امام ابن عدی کہتے ہیں یہ اہل مدینہ میں مشہور ہیں ان سے امام مالک اور دیگر ثقہ لوگوں نے روایت لی ہے جب ان سے کوئی ثقہ روایت کرے تو بلا تامل قبول کیا جائے ہاں اگر ان سے کوئی ضعیف روایت کرے تو پھر معاملہ اور ہے

اس کے بعد شیخ ابن طاہر کہتے ہیں زیر بحث روایت کا معاملہ تو یہ ہے

وحدیثه هذا رواه عنه ثقة وهو سليمان بن بلال | کہ اسے تو ثقہ نے ان سے روایت کیا ہے اور وہ سلیمان بن بلال ہیں

اور فرماتے ہیں اگر ہم قبل ان یوحی الیه (معراج نزول وحی سے پہلے ہوئی) میں ان کا تفرد مان بھی لیں تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ تمام روایت کو نہ مانا جائے

فوهم الثقة موضع من الحديث لايسقط جميع الحديث ولاسيما اذا كان الوهم لايستلزم ارتكاب محذور | کیونکہ اگر ثقہ کو حدیث کے کسی حصہ میں وہم ہو جائے تو اس سے تمام حدیث ساقط نہیں ہو جاتی خصوصاً جب اس کے ماننے سے کسی ممنوع کا ارتکاب بھی نہ رہا ہو

اگر اس ضابطہ سے ہم ہٹ جائیں تو پھر ائمہ کی ایک پوری جماعت کی روایات کو ترک کرنا پڑ جائے گا ممکن ہے وہ بعد ان اوحی الیه (معراج بعد از نزول وحی ہوئی) کہنا چاہ رہے تھے لیکن بعد کی جگہ لفظ قبل کہہ گئے (فتح الباری، ۱۳۰)

۲۔ امام خطابی، ابن حزم، عبدالحق اور نووی کا دعوی کہ شریک متفرد ہیں، بھی درست نہیں

حافظ ابن حجر ان کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فی دعوی التفرد نظر فقد وافقه كثير بن خنيس عن انس كما اخرجه سعيد بن يحيى بن سعيد | ان کے دعویٰ تفرد پر اعتراض ہے کیونکہ حدیث شریک کی کثیر بن خنیس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت

الاموی فی کتاب المغازی من طریقه (فتح الباری،۱۳)

سے موافقت کی ہے جسے سعید بن یحیی بن سعید اموی نے کتاب المغازی میں اپنی سند سے نقل کیا ہے

بلکہ امام ابن مردویہ نے تفسیر میں اس موافقت کو نقل کیا ہے۔(الدر المنثور ،۴:۱۳۹)

رابعاً

شیخ ابن حزم کا یہ کہنا اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج اور پانچ نمازوں کی فرضیت قبل از بعثت ہوگئی تھی جو درست نہیں

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ ان کا اس روایت سے اپنا استنباط اور فہم ہے اس کی تردید خود اس روایت کے الفاظ بھی کررہے ہیں کیونکہ اس میں بعثت کی تصریح موجود ہے پھر دیگر روایات میں تطبیق دیتے ہوئے جو کچھ محدثین نے کہا وہ بھی ان کے موقف کا رد ہے آیئے الفاظ حدیث پر غور کرتے ہیں، فرشتوں نے پوچھا جبریل تیرے ساتھ کون ہے کہا میرے ساتھ محمد ہیں پوچھا وقد بعث ؟ انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ کہا ہاں! فرشتوں نے مرحبا کہا یہ سوال و جواب ہر آسمان پر ہوا جو واضح کررہا ہے کہ معراج اور نمازوں کی فرضیت بعد از بعثت ہے لہذا ابن حزم کا طعن ختم ہو جاتا ہے

رہا یہ سوال کہ ''قبل ان یوحی الیه'' اور ''وقد بعثت'' میں تعارض ہے کیونکہ پہلے جملہ میں قبل از بعثت اور بعد کے جملہ میں بعد کا ذکر ہے یہ تعارض بھی ختم ہوسکتا ہے کیونکہ یہ تعارض تب ہے جب انھیں اپنے ظاہر پر محمول رکھا جائے جیسے کہ منامی معراج والوں نے کہا حالانکہ یہ قول جمہور محدثین ،فقہا اور متکلمین کے مخالف ہے لہذا ایسی تاویل ضروری ہے جس سے دونوں میں موافقت ہو جائے ،ضابطہ بھی یہی ہے جہاں تک ہو سکے متعارض نصوص میں تطبیق پیدا کی جائے اگر تطبیق نہ ہو سکے تو پھر کسی کو ضابطہ کے مطابق ترجیح دی جائے البتہ دلیل

قاطع کے بغیر کسی بھی نص کو ترک کر دینا ہر گز درست نہیں ہوتا کیونکہ کس نص پر عمل دوسری نص سے اولیٰ نہیں ہوسکتا

زیر بحث معاملہ میں دونوں کے درمیان اجتماع ہوسکتا ہے آیئے تطبیق دیتے ہیں

ہم یہ کہتے ہیں کہ نزول وحی سے پہلے یعنی قبل از بعثت تین فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے تھے اور چلے گئے پھر وہ دوسری دفعہ بعثت کے بعد آئے اور معراج اس دوسری آمد کے بعد ہوئی متفقہ روایات میں ہے کہ وحی کی ابتدا خواب کی صورت میں شروع ہوئی پھر غار حرا میں حضرت جبریل امین بیداری کی حالت میں آئے اس طرح حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور میں سویا ہوا تھا پھر وہ چلے گئے اس کے بعد وہ دوبارہ آئے اور یہ وقت اور تھا تو اب تعارض وتضاد کہاں رہ گیا ، روایت کا متن دیکھیں تو جب وہ پہلی رات آئے تو محض تعارف حاصل کیا

فقال اولهم ايهم هو؟ فقال اوسطهم هو خير هم فقال احد هم خذوا خيرهم

ان میں سے پہلے نے پوچھا ان میں کون ہیں ؟ بتایا درمیان والے جوان سے بہتر ہے ایک نے کہا ان سے بہتر ہے ایک نے کہا ان سے بہتر ہے ایک نے کہا ان سے بہتر کو لو

"فلم يرهم حتى اتوه ليلة اخرىٰ " پھر آپ نے انھیں نہ دیکھا حتیٰ کہ کسی دوسری رات میں پھر آئے

اب یہاں کیسے کہا جاسکتا ہے کہ معراج قبل از بعثت ہوئی اس رات تو سوائے گفتگو کے کچھ بھی نہ ہوا ، حافظ ابن حجر عسقلانی ان الفاظ پر لکھتے ہیں

(فلم يرهم) اى بعد ذلك (حتى اتوه ليلةاخرى) ولم يعين المدة

پھر آپ نے انھیں نہ دیکھا یعنی اس کے بعد (حتیٰ کہ وہ دوسری رات آپ

التی بین المجیئن فیحمل علی ان المجئی الثانی کان بعد ان اوحیٰ الیہ وحینئذ وقع الاسراء والمعراج	کے پاس آئے) آپ نے دونوں آمدوں کی درمیانی مدت کا تعین نہیں فرمایا لہذا ان کی دوسری آمد کو بعد از بعثت مانا جائے گا اور اس وقت معراج ہوئی

آگے لکھتے ہیں

واذا کان بین المجیئین مدة فلا فرق فی ذلک بین ان تکون تلک المدة لیلة واحدة اولیا لی کثیرة اوعدة سنین ولھذا ترتفع الاشکال عن روایة شریک ویحصل به الوفاق ان الاسراء فی الیقظة بعد البعثة وقبل الھجرة	جب دونوں آمدوں کے درمیان مدت ہے تو اب کیا فرق پڑتا ہے وہ ایک رات کی بھی ہو سکتی ہے اور کثیر راتیں بلکہ کئی سال بھی ہو سکتی ہے اس سے روایت شریک پر وارد اعتراض ختم اور دیگر کے ساتھ موافقت ثابت کہ معراج بیداری میں بعد از بعثت اور قبل از ہجرت ہی ہوئی ہے

لہذا امام خطابی اور ابن حزم وغیرہ کا یہ دعویٰ کہ شریک نے اجماع کی مخالفت کرتے ہوئے معراج کو قبل از بعثت قرار دیا ہے، غلط ثابت ہو گیا

بعض شارحین نے کہا جن دو راتوں میں ملائکہ آئے ان کے درمیان سات یا آٹھ یا نو یا دس یا تیرہ کا فاصلہ ہے اس سے مراد سال لئے جائیں نہ کہ راتیں، شیخ ابن قیم نے اس حدیث کے تحت اس پر جزم کیا ہے معراج بعد از بعثت پر قوی دلیل اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں پس جبریل امین نے فرشتوں نے پوچھا ابعث کیا آپ کو مبعوث کیا گیا ہے؟ انھوں نے جواباً کہاں ہاں! یہ واضح کر رہے ہیں کہ معراج بعد از بعثت ہوئی لہذا الفاظ میں ہماری تاویل ہی یقینی ٹھہری۔ (فتح الباری، ۱۳۰)

بلکہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں "فاوحی اللہ فیما اوحی خمسین

صلاۃ"   (اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر وحی فرمائی اس میں پچاس نمازیں بھی تھیں)اور نمازوں کی فرضیت قبل از بعثت نہیں بلکہ ان کی فرضیت شب معراج میں ہوئی یہ اجماع ہے تو اس مفہوم کی بنا پر نصوص میں موافقت ہو جائے گی اور حضرت شریک بھی متفرد نہ رہے

خامساً

اس روایت مین الفاظ ہیں "وھو نائم فی المسجد الحرام" (آپ مسجد حرام میں نیند فرما رہے تھے)اس سے بعض نے استنباط کیا کہ یہ الفاظ بتا رہے ہیں معراج حالت نیند میں ہوئی اور یہ یقیناً حضرت شریک کا تفرد ہے

جواباً عرض ہے ان کا تفرد نہیں بلکہ اس میں تو ان کے ساتھ بڑے بڑے ثقہ شامل ہیں مثلاً

۱۔   حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں ہمیں حضرت انس بن مالک نے انھیں حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بتایا حضور ﷺ نے فرمایا میں بیت کے پاس نوم و بیداری کے درمیان تھا

بخاری کے الفاظ ہیں معراج کی شب

انا فی الحطیم مضطجعاً   میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا

(صحیح البخاری ، کتاب بدالخلق)

۲۔   امام بیہقی ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم ، ابن عساکر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

انا نائم عشاء بالمسجد الحرام   میں رات کو مسجد حرام میں سویا ہوا تھا کہ
اذا اتانی آث فایقظنی   آنے والا آیا ار اس نے بیدار کیا اور
فاستیقظت   (دلائل النبوۃ،۲:۳۶۱)   میں بیدار ہو گیا
(الدر المنثور،۴:۱۴۲)

۳۔ امام ابن اسحاق ،ابن سعد، ابن عساکر اور بیہقی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضور ﷺ معراج پر ہمارے گھر سے تشریف لے گئے

نام عندناتلک اللیلة صلی العشاء ثم نام فلما کان قبل الفجر انبهناه للصبح فقام فلما صلی الصبح قال	اس رات آپ ﷺ ہمارے ہاں سوئے ،آپ عشاء پڑھ کر آرام فرماہوئے ۔فجر سے پہلے نماز صبح کے لئے آپ بیدار ہوئے نماز ادا کی اور پھر معراج کی تفصیل بیان کی
(الطبقات الکبریٰ،۱:۲۱۴)	
(عیون الاثر،۱:۱۴)	

امام ابویعلی ،ابن عساکر اور ابن سیدالناس نے بھی اسطرح کی روایت نقل کی

۴۔ امام ابن اسحاق ،ابن جریر اور ابن منذر نے امام حسن بصری سے مرسلاً نقل کیا رسول ﷺ نے فرمایا

انا نائم فی الحجر جاء نی جبریل علیه السلام فو کز بین کتفی	میں سویا تھا جبریل امین آئے اور انھوں نے کاندھے پکڑ کر مجھے بیدار کیا
(دلائل النبوة ،۲: ۱۱۹)	

ان تمام روایات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں مراد ابتدائی حالت ہے یعنی آپ ﷺ آرام فرماتھے ،حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر بیدار کیا پھر بیداری میں معراج ہوا آپ قبل از فجر واپس تشریف لاکر آرام فرماہو گئے جب صبح ہوئی تو واقعہ معراج سے لوگوں کوآگاہ کیا۔

کچھ لوگوں کی رائے

بعض لوگوں نے روایت شریک سے حالت خواب میں معراج پر استدلال کیا ہے ان میں امام ابو محمد حسین بغوی بھی ہیں ،انھوں نے مذکور اعتراض کے جواب میں کہا ہے درست نہیں کیونکہ اس میں حالت خواب میں معراج کا تذکرہ ہے اور وہ قبل از وحی ہی ہے کیونکہ

حدیث کے آخری الفاظ ہیں "فاسقیظ وھو بالمسجد الحرام" (آپ ﷺ بیدا ہوئے تو مسجد حرام میں تھے البتہ بعداز بعثت بیداری میں معراج ہوئی جیسا کہ فتح مکہ کی، پہلے سال خواب کی صورت میں اور عملاً آٹھویں سال میں ہوئی لیکن ان کا یہ کہنا کہ قبل از وحی ہے درست نہیں کیونکہ حدیث میں الفاظ ہے قد بعث ؟قال نعم جیسا کہ پہلے گزرا ہے لہذا لفظ نائم کو ابتدائی حالت پر ہی محمول کرنا چاہیئے پھر جب جبریل امین نے آپ کو بیدار کیا تو پھر تمام مراحل میں بیداری رہی ورنہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جماعت کروانا حالت نیند میں کیسے معقول ہوگا؟ پھر تو ملاء اعلیٰ کے تمام معاملات، خصوصی وحی کا حصول اور حضرت موسیٰ کا بار بار واپس لوٹانا بھی حالت نیند میں ہی ہوگا؟

پھر یہ بھی ذہن میں رہے آیات قرآنی سے واضح ہے کہ معراج رات کے کچھ حصہ میں ہوئی نہ کہ تمام رات قاضی عیاض لکھتے ہیں احادیث میں جو الفاظ آئے ہیں بین النائم والیقظان ،وھو نائم ،ثم اسقیظت ان میں منامی معراج والوں کے لئے دلیل نہیں، ممکن ہے جب فرشتہ آیا اس وقت یہ کیفیت تھی یا جب معراج شروع ہوئی اس وقت یہ حال تھا

لیس فی الحدیث انہ کان نائماً فی القضیۃ کلھا حدیث میں اس پر کوئی دلیل نہیں کہ آپ ﷺ تمام واقعہ میں حالت نیند میں تھے

آخری الفاظ "ثم استیقظت وانا فی المسجدالحرام" تو یہاں بمعنی اصبحت ہو یعنی گھر پہنچے کے بعد سونے سے بیدار ہوا، اس پر دلیل ہے کہ معراج تمام رات نہ تھی ،دوسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے

مما کان غمرہ من عجائب ماطالع من ملکوت السموات والارض وخامر باطنہ من مشاھدۃ الملاء الاعلی

آپ ﷺ نے عجائبات سماوی اور ارضی کا مشاہدہ کیا اور ملا اعلیٰ اور آیات الٰہیہ کو دیکھا اس کی وجہ سے ابھی اس

ومارأى من آيات ربه الكبرىٰ فلم	مستی سے افاقہ نہ ہوا تھا، جب آپ اس
يستفق ويرجع الى حال البشرية الا	حالت سے حالت بشری کی طرف
وهو بالمسجد الحرام	لوٹے تو مسجد حرام میں تھے

تیسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے یہاں نوم سے لیٹنا مراد ہواس معنی کی تائید امام عبد بن حمید والی وایت کر رہی ہے جو ھمام سے نقل کی ہے

بينما انا مضحبطع	اس وقت میں لیٹا ہوا تھا

شیخ ھد بہ نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں ایک روایت میں ہے

بين النائم واليقطان	میں نیند کرنے والے اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا

چونکہ غالبًا سونے کی ہی حالت ہوتی ہے لہذا اسے نائم کے ساتھ تعبیر کر دیا

(الشفاء مع شرح علی قاری، ۱:۴۱۲)

امام حسن بصری کی روایت

پیچھے امام حسن بصری سے مرسلاً روایت گزری اس کی تفصیل ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں حجر کے پاس سویا تھا جبریل نے مجھے قدم ہلا کر بیدار کیا میں بیٹھ گیا مجھے کچھ دکھائی نہ دیا میں پھر لیٹ گیا دوبارہ انھوں نے بیدار کیا میں بیٹھ گیا مگر کوئی دکھائی نہ دیا، میں پھر لیٹ گیا تیسری دفعہ انھوں نے مجھے بیدار کیا میں اٹھا تو انھوں نے میرا باز و پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ چلا

(سیرت ابن ہشام)

اس روایت سے بات آشکار ہو جاتی ہے کہ یہ ابتدائی حالت کا بیان ہے نہ کہ دائمی نیند کا۔

۴۔ ایک اور مفہوم

بعض محدثین نے "استفيط وهو فى المسجد الحرام" کا ایک اور

خوبصورت مفہوم بیان کیا جب آدمی کسی کی طرف کاملاً اس طرح متوجہ ہو کہ کسی دوسرے کام کی طرف توجہ ہی نہ ہو تو جب وہ دوسری طرف متوجہ ہو تو اس کے لئے "استیقظ" کا لفظ بولا جاتا ہے یعنی آپ ﷺ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوئے اور اس کا یہ معنی حدیث پاک میں بھی موجود ہیں حافظ ابن کثیر اس کی تائید میں یہ حدیث لائے حضرت ابو اسید اپنے بچے کو گڑتی دلانے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں لائے ، اسے آپ کی ران مبارک پر بٹھایا آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مشغول تھے، حضرت ابوسعید نے بچے کو اٹھالیا

ثم استقیظ رسول الله ﷺ فلم یجد الصبی فسأل عنه

آپ ﷺ متوجہ ہوئے اور بچہ نہ تھا پوچھا بچہ کہاں ہے؟

(البدایہ، ۳، ۱۴)

اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا حضرت شریک اس میں متفرد ہر گز نہیں

سادساً۔ بوقت معراج شق صدر

اس روایت پر یہ اعتراض بھی ہے کہ دیگر روایات میں اس موقع پر شق صدر کا ذکر نہیں جب کہ اس میں ہے یہ سوال قاضی عیاض نے بھی اٹھایا

وھذا انما کان وھو صبی وقبل الوحی (الشفاء)

یہ تو بچپن میں اور نزول وحی سے پہلے کا معاملہ ہے

یعنی صرف دو اوقات میں شق صدر ہوا، حالانکہ ثقہ راویوں نے صحابہ سے اس موقع پر بھی اس کا تذکرہ کیا ہے مثلاً

۱۔ امام زہری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے گھر کی چھت پھاڑ کر جبرائیل آئے

فخرج صدری ثم غسله بماء زم زم (بخاری ومسلم)

انہوں نے میرا سینہ شق کیا پھر اسے زم زم سے غسل دیا

۲۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت مالک بن صعصۃ سے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیت اللہ کے پاس نینداور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا، میرے پاس ایمان وحکمت سے بھرا ہوا سونے کا تھال لایا گیا

فشق من النحر الی مراق البطن — پھر میرے سینے کو پیٹ تک کھولا گیا

(بخاری ومسلم)

۳۔ امام احمد نے زہری سے نقل کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ میں تھا میرے گھر کی چھت پھاڑ کر جبرائیل آئے

فخرج صدری — اورانہوں نے میرا سینہ چاک کیا

(مسند احمد ،۵:۱۴۳)

اسے عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں بھی ذکر کیا اوراس کے تمام راوی، رواۃ صحیح ہیں

(مجمع الزوائد،۱:۱۶۵)

بلکہ قاضی عیاض نے روایت شریک پر اگر چہ طعن کیا لیکن حضرت ثابت بنانی کی روایات پر اعتماد کیا جوانہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ،حالانکہ حضرت ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ارشادفرمایا

فانطلقو ابی الی زم زم فشرح عن صدری (مسلم، باب الاسراء) — فرشتے مجھے زم زم کے پاس لائے پھر میرا سینہ کھولا گیا

امام بزار، ابویعلی ، ابن جریر، محمد بن نصر مروزی ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ، نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''سبحان الذی اسری بعبدہ'' کی تفسیر میں نقل کیا جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس حضرت میکائیل علیہم اسلام کے ساتھ آئے جبرائیل علیہم السلام نے اُن سے زم زم لانے کے لئے کہا تا کہ سینہ اقدس کو دھویا جائے

فشق عنہ بطنہ فغسلہ ثلاث مرات — پھر آپ ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا

(تفسیر ابن کثیر، ۳:۱۷) اوراسے تین دفعہ غسل دیا

(الدرالمنشور، ۴:۱۴۴)

حافظ عراقی نے اس انکاروطعن کارد کرتے ہوئے کہا

قد انکر وقوع الشق لیلة الا سراء ابن حزم و عیاض وادعا ان ذلک تخلیط من شریک ولیس کذلک فقد ثبت فی الصحیحین من غیر طریق شریک

شب معراج میں ابن حزم اور قاضی عیاض نے شق صدر کا انکار کرتے ہوئے کہا، کہ یہ شریک کا اختلاط ہے حالانکہ بات یوں نہیں بخاری اور مسلم میں شریک کے علاوہ راویوں سے بھی یہ ثابت ہے

(شرح الشفاء لعلی قاری، ۱:۴۱۴)

شارح مسلم امام قرطبی فرماتے ہیں

لا یلتفت لا نکار الشق لیلة الاسراء لان راو ته ثقات مشا هیر

(المفهم، ۱:۳۸۳)

شب معراج انکار شق کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ یہ بات مشہور ثقہ راویوں سے منقول ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں، قاضی عیاض نے راجح قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ شق صدر بچپن میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی ہوا تھا، لیکن امام سھیلی نے ان کا رد کیا اور کہا، کہ یہ واقعہ دو دفعہ ہوا اور صواب بھی یہی ہے، امام طیالسی اور حارث نے مسانید میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، غار حرا میں جبرائیل علیھم السلام قرآنی وحی لے کر آئے ، وہاں دوسری دفعہ شق صدر ہوا، امام ابونعیم نے لکھا، جب ۲۰ سال کی عمر میں حضرت عبدالمطلب کے ساتھ سفر کیا تب بھی شق ہوا (فتح الباری، ۱۰)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں، بعض نے شب معراج شق صدر کا انکار کیا ہے مگر

ولا انکار فی ذالک فقد تواردت

انکار درست نہیں کیونکہ اس کے بارے

الروایات (فتح الباری،۷) میں روایات موجود ہیں

آسمانوں پر مقاماتِ انبیاء

اس روایت پر یہ اعتراض بھی ہوا کہ اس میں انبیاء کرام علیھم السلام کے جو مقامات ذکر ہوئے وہ دیگر روایات کے مخالف ہیں۔ کیونکہ ہر آسمان پر انبیاء تھے، حضرت ادریس علیھم السلام دوسرے پر تھے، حضرت ہارون علیھم السلام چوتھے، پر پانچویں کا نام یاد نہیں، چھٹے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام جبکہ ساتویں پر حضرت موسیٰ علیھم السلام حالانکہ دیگر روایات میں ہے کہ پہلے پر حضرت آدم علیھم السلام، دوسرے پر حضرت یحیٰ علیھم السلام اور حضرت عیسیٰ علیھم السلام تیسرے پر حضرت یوسف علیھم السلام، چوتھے پر حضرت ادریس علیھم السلام، پانچویں پر حضرت ہارون علیھم السلام، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیھم السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیھم السلام کا تذکرہ ملتا ہے۔ الغرض حضرت شریک اسے محفوظ نہ رکھ سکے

ان کی موافقت

جواباً گزارش ہے کہ متعدد دیگر راویوں نے اس عدم ضبط میں ان کی موافقت کی ہے

مثلاً

۱۔ بخاری و مسلم میں امام زہری نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ آسمانوں پہ آپ ﷺ نے حضرت آدم علیھم السلام، حضرت ادریس علیھم السلام، حضرت موسیٰ علیھم السلام، حضرت عیسیٰ علیھم السلام، اور حضرت ابراہیم علیھم السلام سے ملاقات کی۔ یہاں پر ان کے مقامات کا تذکرہ نہیں، ہاں! اتنا ہے کہ آسمان دنیا پر حضرت آدم علیھم السلام اور چھٹے پر حضرت ابراہیم علیھم السلام تھے۔ یہاں چھٹے پر حضرت ابراہیم علیھم السلام کا تذکرہ ہے جو روایت شریک ہے موافق ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا

ان ابراهیم فی السادسة عند شجرة طوبی	حضرت ابراہیم علیہم السلام چھٹے آسمان پر طوبیٰ کے درخت کے پاس تھے

(فتح الباری،۱۱۰)

۳۔ امام نسائی نے یزید بن مالک سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ کی آسمان دنیا پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحیٰ علیہ السلام سے، پھر تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر حضرت ہارون علیہ السلام، پانچویں پر حضرت ادریس علیہ السلام، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

(سنن نسائی، باب فرض الصلاۃ)

آئمہ امت کی تحقیق

رہا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ساتویں آسمان پر ہونا جس پر روایت کے الفاظ ہیں

وموسی فی السابعة بفضل كلامه لله	اور حضرت موسیٰ علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے فضلیت کلام کی وجہ سے ساتویں آسمان پر تھے

اگر تو معراج متعدد مان لیے جائیں تو اشکال ختم ہو جاتا ہے اور اگر ایک ہی تسلیم کیا جائے، تو پھر ائمہ امت نے روایات معراج خصوصاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتویں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھٹے آسمان پر ہونے کے درمیان خوبصورت تطبیق دی ہے

۱۔ امام نووی تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں اگر معراج ایک ہی دفعہ ہے

فلعله وجده فی السادسة ثم ارتقی ابراهیم ایضاً الی السابعة	ممکن ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے پھر وہ ساتویں آسمان

(شرح مسلم، ۲: ۲۹) پر تشریف لے آئے

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ان کے درمیان موافقت ہوسکتی ہے کہ عروج کے وقت سیدنا موسیٰ علیہ السلام چھٹے پر اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں پر ہوں جیسا کہ حضرت مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ سے ظاہر ہے اور واپسی ونزول کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتویں پر ہوں، کیونکہ روایات میں فرضیت نماز کے حوالہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کچھ بھی منقول نہیں، ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملتا ہے اور نزول میں ساتواں آسمان پہلے ہے ممکن ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں ہوں اور انہوں نے وہاں ہی نمازوں کے بارے میں آپ ﷺ سے گفتگو کی، یوں بھی ممکن ہے عروج کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے پر تھے، پھر آپ ﷺ کے ساتھ ساتویں پر گئے کیونکہ کلام الٰہی کی وجہ سے انہیں یہ فضیلت حاصل ہے

وظهرت فائدة ذالک فی کلامه مع المصطفیٰ فيما يتعلق با مر الله فی الصلاة والعلم عند الله تعالیٰ (فتح الباری، ۱۳)

اس کا فائدہ بایں طور ظاہر ہوا کہ انہیں امت پر فرضیت نماز کے حوالہ سے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ مکالمہ کا خوب موقعہ ملا واللہ اعلم

جب روایات کے درمیان تطبیق ہے اور محدثین نے اسے تسلیم وبیان کر دیا ہے تو پھر اس روایت کو چھوڑنے کا کیا معنی؟

ثامناً۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جگہ

روایت شریک میں الفاظ ہیں، ساتویں آسمان کے بعد

ثم علابه فوق ذلک بما لا يعلمه الا الله حتى جاء سدرة المنتهى

پھر آپ ﷺ اس قدر اوپر گئے کہ اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، حتیٰ

کہ مقام سدرہ آ گیا

حالانکہ دیگر تمام روایات میں سدرہ ساتویں بلکہ بعض میں چھٹے آسمان پر ہے یعنی روایت شریک ان تمام کے خلاف ہے۔

ہم کچھ روایات سامنے لاتے ہیں پھر ان میں موافقت واضح کریں گے۔

۱۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے الفاظ نقل کئے ہیں

رفعت الی سدرة المنتهیٰ — پھر مجھے سدرۃالمنتھیٰ کی طرف بلند کیا گیا

(بخاری و مسلم)

۲۔ امام ابن شہاب کہتے ہیں، مجھے ابن حزم نے بتایا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو حبہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فيه صريف الاقلام — پھر مجھے بلند کیا گیا یہاں تک میں مقام مستوٰی میں پہنچا وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی

۳۔ حضرت ابن حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا

ثم انطلق بی جبریل حتی تا تی سدرة المنتهیٰ — پھر مجھے جبریل لے کر چلے حتیٰ کہ مقام سدرہ پر پہنچے

یہ الفاظ بھی نشاندہی کر رہے ہیں کہ مقام مستوٰی کے بعد سدرہ پر لے جایا گیا

۴۔ امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم صعد بی فوق سبع سموات فا تینا سدرة المنتھیٰ — پھر مجھے ساتویں آسمان کے اوپر لے جایا گیا تو ہم سدرۃ پر پہنچے

(سنن نسائی ،باب فرض الصلاۃ)

اس روایت کے الفاظ میں شریک کی روایت سے بھی زیادہ صراحت ہے، کہ سدرہ، سماوات سبع سے اوپر ہے

۵۔ ہاں! سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے،

انتھیٰ به الی سدرة المنتھیٰ وھی فی السماء السادسة — جب رسول اللہ ﷺ مقام سدرۃ پر پہنچے جو چھٹے آسمان پر ہے

(مسلم ، کتان الایمان)

آیئے جوابات کی طرف

جب روایات سامنے آگئیں تو اب جوابات سماعت کریں

ا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، ممکن ہے بیان کرنے میں تقدیم وتاخیر ہوگئی ہو سدرۃ کا ذکر پہلے کے بجائے بعد میں ہوگیا پھر اصل یوں ہو

حتی جاء سدرة المنتھیٰ ثم علابه فوق ذلک بما لا یعلمه الا الله — یہاں تک کہ مقام سدرہ آگیا ۔پھر اسقدر بلندی نصیب ہوئی جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا

(فتح الباری ،۱۳)

۲۔ ممکن ہے اس روایت شریک میں سدرہ کے اوپر والے حصہ کا بیان ہو اور بقیہ ساتویں آسمان والی روایات میں اس کے نیچے کا ذکر ہو (فتح الباری،۱۳)

واقعۃً اگر ہم ان تمام روایات کو سامنے رکھیں اور ان کے الفاظ پرغور کریں تو

معاملہ آشکار ہو جاتا ہے

(۱)ثم علابہ فوق ذلک (۲) ثم صعد بہ فوق سبع سموات (۳)ثم رفعت الی سدرۃ المنتھیٰ (۴)ثم عرج بی حتیٰ ظھرت لمستوی (۵) ثم انطلق بی جبریل حتی تاتی سدرۃ المنتھیٰ

ان تمام جملوں کے الفاظ واضح کر رہے ہیں آپ ﷺ ساتویں آسمان پر تھے ،وہاں سے آپ کو سدرہ کے اوپر والے حصہ پر لے جایا گیا

لینظر الیھا من اعلا ھا کما نظر الیھا من اسفلھا فتکون نظرتہ نظرۃ احاطۃ

تا کہ آپ کو اس کے اوپر کا مشاہدہ کروایا جائے جیسا کہ نیچے والے حصہ کا مشاہدہ کروایا، تا کہ آپ کا مشاہدہ کامل ہو جائے

پھر ایک روایت کے الفاظ ہیں

ثم رفعت لی سدرۃ المنتھیٰ

پھر میرے لئے سدرۃ المنتھیٰ ظاہر کی گئی

یاد رہے رفع ،صعد ، علا، عرج اور ظھر قریب المعنی الفاظ ہیں،

اب مفہوم یہ ہوا کہ آپ ﷺ کو بلند کیا اور تمام سدرہ ،آپ کے سامنے لائی گئی تو اب سدرہ ساتویں آسمان پر ہی ہوئی نہ کے اس کے اوپر

چھٹے اور ساتویں میں تطبیق

اب رہ جاتا ہے معاملہ چھٹے اور ساتویں کا تو یہاں محدثین نے تطبیق یوں دی کہ اس کی جڑ اور اصل چھٹے پر اور ٹہنیاں اور شاخیں ساتویں پر ہیں (شرح نووی ۲،۳)

حضرت ملا علی قاری نے دیگر روایات کو بھی سامنے رکھتے ہوئے یوں تطبیق دی

ان مبداها فی الارض ومعظمها فی السماء والسادسة وانتهاء ها ومحل اثمارها وغشیان انوارها فی السماء السابعة	اس کی اصل زمین میں، بڑا حصہ چھٹے آسمان پر اور اس کی انتہاء پھل اور انوار ساتویں پر ہے

(شرح الشفاء، ۱ :۳،۳)

کیا اب واضح نہیں ہو جاتا کہ روایت شریک ہرگز دیگر روایات کے مخالف نہیں

تاسعاً۔ نیل وفرات کا مقام

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اس روایت میں نیل وفرات کا ذکر آسمان دنیا پر ہے جبکہ دیگر روایات میں ہے کہ میں جب سدرہ پر پہنچا تو وہاں چار انہار جاری تھیں، دو باطنی اور دو ظاہری۔ نیل و فرات

یہاں بھی اہل علم نے تطبیق دے دی ہے

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی موافقت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

ان اصل نبعهما من تحت سدرة المنتهٰی، مقرهما فی السماء الدنیاء و هنا ینزلان الی الارض	ان کا اصل سرچشمہ سدرۃ المنتہٰی کے نیچے ہے اور ان کی جائے قرار آسمان دنیا اور وہاں سے زمین پر بھی آتی ہیں

(فتح الباری. ۱۳)

۲۔ دوسرے مقام پر امام ابن دحیہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے ان دونوں انہار کو سدرہ کے پاس جنتی انہار کے ساتھ دیکھا اور آسمان دنیا پر بھی

و اراد بالعنصر امتیاز هما بسماء الدنیا	اس سے مراد آسمان دنیا پر ان کا امتیاز ہے

(فتح الباری،۷)

۳۔ امام بدرالدین عینی نے بھی یہی تطبیق دی ہے (عمدۃ القاری، ۲۵:۲:۱۷)

خلاصہ یہ ہے کہ نیل وفرات ساتویں آسمان میں سدرۃ کی اصل سے نکلتی ہیں، پھر وہاں سے آسمان دنیا پر، وہاں سے زمین پر اترتی ہیں، گویا ایک روایت میں ان کی اصل اور روایات شریک میں ان کے مقر (بہنے کی جگہ) کا ذکر ہے

عاشراً۔ اپنے رب کی بارگاہ میں

اس روایت میں الفاظ ہیں کہ

فعلا به الیٰ الجبار فقال و هو مكانه	آپ ﷺ اللہ کی بارگاہ میں پہنچے اور اس
یا رب خفف عنا	جگہ کہا، میرے رب! ہم پر تخفیف فرما۔

امام خطابی فرماتے ہیں، اس میں لفظ مکان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، جو ہرگز مناسب نہیں

انما هو مكان النبی ﷺ فی مقامه	مکان کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہونی
الاول الذی قام فيه قبل هبوطه	چاہیئے کہ اس مقام پر گئے جس پر واپسی سے پہلے تھے

اس کے جواب میں محدثین فرماتے ہیں، اس روایت میں بھی مکان کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہی ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

و هذا الاخير متعين و ليس في	یہاں آخری مفہوم (مکان نبی) ہی مراد
السياق تصريح باضافة المكان الى	ہے کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت
الله تعالیٰ	پر کوئی تصریح موجود نہیں

(فتح الباری، ۱۳)

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر زید مجدہ نے اس تطبیق پر یوں دلیل بیان کی ہے کہ "قال "کا فاعل حضور ﷺ ہیں کیونکہ بلندی آپ کو ہی ملی تھی "ھو" کا عطف "قال" میں ضمیر پر ہے، کیونکہ قریب وہی ہے لہٰذا اب عبارت یوں ہوگی

فعلا جبریل بالنبی الی الجبار فقال رسول الله ﷺ و هو الی رسول الله فی مکانه الذی وقف فیه فی المرة الاولی التی خاطب و کلم فیها ربه عزو جل و ذلک لا نتقاله من السماء السادسة الی ما فوق السماء السابعة فی المکان الذی خاطبه فیه و اوحی الیه و هو فیه

جبریل نے حضور ﷺ کو بارگاہ الٰہی کی طرف بلند کیا اور رسول اللہ ﷺ اس جگہ تشریف فرما ہوئے جس میں پہلی دفعہ تھے اور اللہ نے کلام اور مخاطبت کا شرف عطا کیا تھا۔ پھر چھٹے آسمان سے ساتویں آسمان پر اس جگہ جانا تھا جہاں مخاطبت اور وحی کا حصول ہوا تھا۔

(مکانة الصحیحین، ۴۴۴)

۱۱۔ حضرت موسیٰ کا پھر واپس جانے کا مشورہ

اس روایت میں ہے جب آخری دفعہ آپ ﷺ نے نمازوں میں کمی کا عرض کیا تو فرمان جاری ہوا یہ پانچ ہیں اب ہمارے ہاں قول میں تبدیلی نہیں۔ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے پھر واپس جانے کا کہا، حالانکہ دیگر روایات میں نہیں اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے بعد واپس کا مشورہ کیسے دے سکتے تھے؟ یہ اعتراض شیخ داؤدی نے کیا ہے۔

ہماری گذارشات درج ذیل ہیں

اولاً: حضرت شریک اس بات میں بھی منفرد نہیں، جبکہ دیگر راویوں نے بھی یہ بات نقل کی

ہے مثلاً

۱۔ حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے بتایا میں اپنے رب تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا، حتیٰ کہ فرمان ہوا اے محمد ﷺ!

انھن خمس صلوات کل یوم ولیلة قال فنزلت حتی انتھیت الی موسیٰ فاخبرته فقال ارجع الی ربک فاسأله التخفیف فقال رسول اللہ ﷺ فقلت قد رجعت الی ربی حتیٰ استحییت منه (مسلم، باب الاسراء)

یہ شب و روز میں پانچ نمازیں ہیں، میں واپس لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور بتایا، وہ کہنے لگے کہ اپنے رب کے پاس پھر جاؤ اور کمی کی درخواست کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اتنی دفعہ گیا ہوں اب مجھے حیا آتا ہے۔

۲۔ امام زہری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں نے واپس آ کر موسیٰ علیہ السلام کو بتایا، تو کہنے لگے اپنے رب کے حضور جا کر کمی کرواؤ، کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔

فراجعت ربی فقال ھی خمس و ھی خمسون لا یبدل قول لدی قال فرجعت الی موسیٰ فقال ارجع ربک فقلت استحییت من ربی (بخاری و مسلم)

میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوا تو فرمایا یہ پانچ ہیں اور یہ پچاس ہی ہیں میرے ہاں تو ان کی تبدیلی نہیں، فرمایا میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے کہا، واپس اپنے رب کے پاس جاؤ میں نے کہا اب مجھے رب سے حیا آتی ہے

۳۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ، انھوں نے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ پانچ کے بعد بھی واپسی کا مشورہ دیا

فاتیت موسیٰ فقال ما صنعت ! قلت جعلها خمساً فقال مثله قلت فسلمت (بخاری و مسلم)	میں موسیٰ علیہم السلام کے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا بنا میں نے بتایا پانچ کردی گئ ہیں انھوں نے پہلے کی طرح واپسی کا مشورہ دیا تو میں نے انھیں (الوداعی) سلام کیا

۴۔ حضرت یزید بن ابی مالک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کے ہاں حاضر ہوکر کمی کا عرض کیا تو فرمایا جب میں نے آسمان اور زمین پیدا کی

فرضت علیک و علی امتک خمسین صلاۃ خمس بخمسین فقم بما انت و امتک فعرفت انھا من اللہ صری فرجعت الی موسیٰ فقال ارجع فعرفت انھا من اللہ صری فلم ارجع (سنن نسائی، باب فرض الصلاۃ)	تم پر اور تمھاری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تو اب پانچ پچاس کا درجہ رکھتی ہیں انھیں لے جاؤ اور ان کو تم بھی اور تمہاری امت بھی بجالائے میں نے محسوس کیا اب یہ اللہ کی طرف سے حتمی معاملہ ہے میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا، وہ کہنے لگے تم واپس جاؤ میں محسوس کر رہا تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے حتمی ہے لہذا میں واپس نہ گیا

جب اکثر روایات میں یہ الفاظ موجود ہیں تو اس روایت کا انفراد کیسے؟

رہا یہ اعتراض کہ جب رب نے حتماً فرما دیا تو پھر موسیٰ علیہ السلام نے واپسی کا مشورہ کیوں دیا؟

تو اس کے جواب میں گذارش یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامل توجہ حضور ﷺ کی امت کیلئے تخفیف اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف تھی اور پھر ہر بار نمازوں میں مسلسل کمی بھی واقع ہو رہی تھی، انکے ذہن میں بنی اسرائیل بھی تھے جو دو نمازیں بھی ادا نہیں کرتے تھے، ان چیزوں

کے پیش نظر انہوں نے پھر جانے کا کہا،

یہ بھی ممکن ہے کہ اس ذریعہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اس عمل کا ازالہ کرنا چاہ رہے ہوں جو حضور ﷺ کے جاتے وقت ہوا تھا اور ان سے پوچھ بھی ہوئی تھی حضور ﷺ نے بتایا جب میں ان کے پاس سے گزرا تو وہ رو دیئے

قیل لہ ما یبکیک قال ابکی لان غلاما بعث بعدی ید خل الجنة من الله اکثر ممن ید خلها من امتی

پوچھا گیا تم کیوں روئے ہو؟ عرض کیا، اس لئے کہ ایک نوجوان کو میرے بعد مبعوث کیا گیا مگر ان کی امت، میری امت سے زیادہ تعداد میں جنت میں داخل ہوگی

بلکہ امام بزاز اور طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کان موسیٰ اشد هم علی حین مررت به وخیر هم لی حین رجعت الیه (تفسیر ابن کثیر، ۱: ۲۰)

گزرتے وقت موسیٰ علیہ السلام مجھ پر سب سے زیادہ رشک کر رہے تھے، مگر واپسی پر سب سے زیادہ خیر چاہنے والے تھے

الغرض! یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے سوال میں الحاح وزاری ہے جو اللہ کی طرف سے مطلوب بھی ہے اس وجہ سے انہوں نے پھر جانے کا کہا

ایک اور وہم

بعض کا خیال ہے کہ اس وقت آپ ﷺ تنہا ہی آرام فرما تھے، حالانکہ حدیث شریک میں ہے کہ وہاں آپ کے ساتھ کچھ اور بھی تھے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بھی حضرت شریک منفرد نہیں، بلکہ ان کے موافق دیگر روایات موجود ہیں

۱۔ حضرت قتادہ نے حضرت انس سے انھوں نے حضرت مالک بن صعصة رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بینا انا عند البیت بین النائم والیقظان یعنی رجلاًبین رجلین

میں بیت کے پاس سونے اور بیداری کی حالت یعنی دو آدمیوں کے درمیان تھا

مسلم کے الفاظ ہیں

بینا انا عند البیت بین النائم والیقظان اذاسمعت قائلاًیقول احد الثلاثۃبین الر جلین فاتیت فانطلق بی

میں بیت کے پاس سونے اور بیداری کے درمیان تھا میں نے کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا یہ دو کے درمیان تیسرے ہیں پاس آئے اور مجھے لے چلے

(البخاری ، کتاب بد ألخلق)

۲۔ حضرت میمون بن سیاہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، حضرت جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام آپ کے پاس آئے اور کہا، ان میں سے کون ہیں، اس وقت قریش کعبہ کے اردگرد سوئے تھے، کہنے لگے

امر نا بسید ھم ثم ذھبا ؟ثم جاؤا وھم ثلا ثہ فالقوہ فقلبو ا فطھرہ

ہمیں ان کے سردار کے بارے میں حکم دیا گیا ہے پھر وہ چلے گئے پھر آئے اور وہاں تین افراد تھے

(فتح الباری ، ۱۳ : ۴۸۰)

۳۔ امام ابن مردویہ نے کثیر بن خنیس سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مسجد میں سویا ہوا تھا تو میں نے تین آدمی دیکھے جو میری طرف آئے، پہلے نے کہا یہ وہی ہیں اوسط نے کہا، ہاں آخری نے کہا!

خذوا سید القوم

ان میں سے سردار کو لے لو

(فتح الباری ، ۱۳ : ۴۸۰)

حافظ ابن حجر اس پر لکھتے ہیں یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ لوگوں کے درمیان تھے جن کی تعداد کم از کم دو تھی ، اور روایات میں ملتا ہے کہ اس وقت آپ کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا

حضرت حمزہ اور چچا زاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب ہوئے تھے (ایضاً)

لہذا معترض کا روایت پر اعتراض ختم ہو گیا، بلکہ روایت میں موجود الفاظ کی صحت واضح ہو گئی

۱۳۔ مخلوق سے مشابہت

اس مبارک حدیث کے ان الفاظ پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے

ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى	اور جب رب العزت قریب ہوا حتیٰ کہ
كان منه قاب قوسين او ادنى فاوحى	فاصلہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم ہو گیا تو اللہ
اليه فيما اوحى خمس صلاة	نے وحی فرمائی جس میں پچاس نمازیں تھیں

امام خطابی کہتے ہیں، بخاری میں اس سے بڑھ کر ذوق پر گراں اور واضح طور پر عیب دار کوئی روایت نہیں کیونکہ اس میں قرب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے

فان الدنو يو جب تحديد المسا فة	قرب، مسافت کی تحدید کا سبب اور تدلی
الذى يوحب التشبيه والتمثيل	مخلوق کے ساتھ تشبیہ ثابت کر رہی ہے
بالمخلوق الذى تعلق من فوق الى	کیونکہ اس کا معنی اوپر سے نیچے آنا ہے
اسفل	

(الكرماني على البخاري، ۲۵: ۲۰۷)

اور دوسرا اس میں "وهو مكانه" کے الفاظ بھی ہیں (الکرمانی علی البخاری، ۲۵: ۲۰۷)

انہوں نے جو اعتراضات اٹھائے ہیں وہ درج ذیل ہیں

۱۔ دنو سے مسافت کا تعین اور تدلی سے تشبیہ لازم آ رہی ہیں

۲۔ اس روایت سے معراج خواب معلوم ہوتی ہے

۳۔ یہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں، یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی نہیں

۴۔حضرت شریک کثیر التفردہیں اور یہ ان کی مناکیر میں سے ہے

۵۔تدلی سے مراد حضرت جبریل کی تدلی ہے اور یہ روایت اس کے مخالف ہے

۶ صراحۃً کہیں بھی تدلی کی نسبت اللہ کی طرف ثابت نہیں

جوابات سنیے

۱۔یہ حکم مرفوع میں ہے

یہ حکم مرفوع ہی میں ہے،ان کا اس روایت کو موقوف قرار دے کر نا قابل استدلال قرار دینا درست نہیں کیونکہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ صحابی کا غیر قیاسی قول حکم مرفوع میں ہوتا ہے کیونکہ ایسی بات وہ اپنی طرف سے نہیں کر سکتے،یا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی یا کسی اور صحابی سے سنی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی،زیادہ سے زیادہ یہ روایت مرسل صحابی ٹھرے گی،اور یہ تمام کے ہاں بالا تفاق مقبول ہے،حافظ ابن حجر عسقلانی (م۔۸۵۵)اعتراض کے جواب میں رقمطراز ہیں

وما نفاه من ان انسالم یسند هذه القصة الی النبی ﷺ لا تاثیر له فادنی امره فیما ان یکون مرسل صحابی فاما ان یکون تلقاها عن النبی ﷺ او عن صحابی فاما ان یکون تلقاها عنه و مثل ما اشتملت علیه لا یقال بالرائی فیکون لها حکم الرفع	یہ اعتراض کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے نہیں کی،اس کا کوئی وزن نہیں،اسے کم سے کم بھی درجہ دیا جائے تو مرسل صحابی ہے،یا تو انہوں نے حضور علیہ السلام سے سنی،یا کسی صحابی سے جنہوں نے حضور علیہ السلام سے سنا،اس میں بیان شدہ بات قیاسی نہیں تو یہ حکم رفع میں ہو گی

اور اگر ان کا اعتراض مان لیا جائے اور ایسی روایات کو حکم رفع میں تسلیم نہ کیا جائے

وھو خلاف عمل المحدثین قاطبة
تو یہ تمام محدثین کے عمل کے خلاف ہوگا
لہذاان کا یہ اعتراض باطل ہے

فاقل احواله الا رسال والمرسل من الصحابی یستدل عندعامة الحدیث والفقه کما ان ھذا مما لا مجال للرائی فیه فھو محمول علی الرفع حکماً ایضاً عند عامة اھل العلم بالحدیث فتعلیل الخطابی بذلک مردود والله اعلم

کم ازکم اس کا حال ارسال ہے اور تمام محدثین اور فقہا کے ہاں مرسل صحابی مقبول ہے، جیسا کہ اصول ہے کہ صحابی کا غیر قیاسی قول علماء محدثین کے ہاں مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے لہذا خطابی کی یہ بیان کردہ علت مردود ہے واللہ اعلم

(فتح الباری ، ۱۳ : ۴۸۳)

۲۔ معراج منامی کا اس سے ثبوت نہیں ہوتا

ان کا یہ دعویٰ بھی درست نہیں کہ اس روایت سے معراج منامی کا اثبات ہوتا ہے، کیونکہ انہیں "وھو نائم فی المسجد" سے مغالطہ ہوا ہے حالانکہ اس سے ابتدائی حالت مراد ہے۔ اس کے بعد جبریل امین نے براق پر سوار کیا وہاں سے لے کر مکہ واپسی تک بیداری میں سفر ہوا اس کے بعد آپ آرام فرما ہوئے، پھر بیدار ہو کر لوگوں کو اطلاع دی۔ یا اس کا معنی یہ ہے

افاق من شغل باله وفکره وحاله

آپ ﷺ کا دل فکر اور حال میں اپنی مشغولیت سے فارغ ہوا

اس پر تفصیلی گفتگو پہلے گزر چکی ہے

۳۔ موافق شواھد موجود ہیں

حضرت شریک کو اس میں متفرد قرار دینا بھی درست نہیں، پہلے شیخ ابن حزم کے اعتراض پر جو گفتگو آئی تھی اسے ملاحظہ کریں، وہاں ہم نے کثیر بن خنیس والی روایت ذکر کی ہے، اس کے الفاظ ہیں

فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ففر من علّی وعلی امتی خمسین صلاۃ

اور قرب ہوا حتیٰ کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور اس نے اپنے کامل بندے پر وحی کی جو کرنا تھی، مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں لازم کیں

امام ابن جریر طبری نے اس کے دیگر متابع بھی نقل کیے ہیں ملاحظہ کیجئے

حضرت میمون بن سیاہ کے حوالہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا

فدنا ربک عزوجل فکان قاب قوسین او ادنی

تمہارا رب عزوجل قریب ہوا حتیٰ کہ فاصلہ دو کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی کم ہو گیا

(جامع البیان، ۲۷: ۶۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں شیخ اموی نے مغازی میں اپنی سند امام بیہقی نے محمد ابی سلمہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کے مبارک ارشاد "ولقد رآہ نزلۃ اخری" کے تحت نقل کیا

دنا منہ ربہ

حضور ﷺ کا رب آپ کے قریب ہوا

اس پر بھی لکھا گیا

وھذا سند حسن وھو شاھد قوی لروایۃ شریک

یہ سند حسن ہے اور روایت شریک پر قوی شاھد ہے

اس کے بعد فرماتے ہیں

امام خطابی کا یہ قول کہ ''روایت شریک سلف وخلف کے مخالف ہے'' محل نظر ہے اس کے موافق روایات موجود ہیں جیسا کہ اوپر آیا (فتح الباری،۱۳: ۴۱۳)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

دنا الله سبحانه وتعالیٰ — اللہ سبحانہ وتعالیٰ قریب ہوا

(الدر المنثور ،۶: ۱۲۳)

امام ابن ابی حاتم ،طبرانی اور ابن مردویہ نے انہی سے ''ثم دنا فتدلی'' کی تفسیر یوں نقل کی ہے

هو محمد ﷺ دنا فتدلی الی ربه عزوجل — حضور ﷺ خوب قریب ہوئے ،اپنے رب عزوجل کے

(ایضاً،۷: ۶۴۵)

امام ابن المنذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا شب معراج حضور ﷺ

اقترب من ربه فکان قاب قوسین او ادنی — اپنے رب کے قریب ہوئے حتیٰ کہ فاصلہ دو کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی کم رہ گیا (ایضاً)

امام بیہقی نے حضرت ثابت بنانی سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا

فدنا فتدلی فاوحی الی عبده ما اوحی فرض علی فی کل یوم خمسون صلاة — اور وہ قریب ہوا اور اپنے بندے پر وحی فرمائی جو فرمانا تھی اور پھر یہ ہر روز پچاس نمازیں فرض فرمائیں

(دلائل النبوۃ ،۲: ۳۸۴)

ان موافق متابع اور شواہد کی موجودگی میں حضرت شریک کو متفرد قرار دینا سراسر زیادتی کے علاوہ کیا ہے؟

۴۔ دیگر آیات واحادیث کا کیا بنے گا؟

ان کا یہ کہنا کہ لفظ تدلی یا لفظ دنو سے تشبیہ اور تحدید مسافت لازم آجاتی ہے تو یہ بھی قابل سماعت نہیں، کیونکہ اگر اس بنا پر روایات کو مسترد کرنا شروع کر دیا جائے تو پھر متعدد آیات اور احادیث کا کیا بنے گا؟ جن میں ایسی چیزوں کا ذکر ہے، یہ احادیث ہیں جنہیں تمام لوگوں نے قبول کیا ہے، حالانکہ ان میں بھی یہی چیز موجود ہے مثلاً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا بندہ میرے بارے میں جو گمان رکھتا ہے اس کے مطابق اس کے پاس ہوتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ ایک بالعشت میری طرف بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف بازو کے برابر بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل پڑے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

(بخاری، مسلم)

بلکہ ان کے علاوہ کثیر احادیث ہیں کیا ان تمام کو رد کر دیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ کسی عالم بشمول امام خطابی نے ایسی بات نہیں کی، البتہ جو ان احادیث میں تاویل کی گئی ہے اس کے مطابق مذکورہ روایت میں بھی تاویل کی جائے گی

۵۔ تدلی کی نسبت

یہ کہنا کہ تدلی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کہیں نہیں، محل نظر ہے کیونکہ ابھی گذرا کہ حضرت انس، حضرت ابن عباس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنھم کی روایات میں صراحۃً یہ نسبت موجود ہے، ہاں مراد شدت قرب ہے

۶۔ دیدار الٰہی ماننے والے

امام خطابی نے کہا علماء نے تدلی کی نسبت جبریل امین کی طرف مانی ہے ۔یہ صرف ان لوگوں کو قول ہے جو دیدار الٰہی کے قائل نہیں جنہوں نے دیدار مانا (اور یہ جمہور امت کا موقف ہے جیسا کہ تفصیل سے گزر چکا ہے) وہ یہ قول نہیں کرتے ،ان کے ہاں اس کی نسبت خصوصاً احادیث میں باری تعالیٰ کی طرف ہے، البتہ تاویل کرتے ہیں

امام سہیلیؒ دنا الجبار رب العزة'' میں کے تحت لکھتے ہیں

فیقال فیه من التاویل ما یقال فی قوله ینزل ربنا کل لیلة الی سماء الدنیا
یہاں وہی تاویل کی جائے جو ''ینزل ربنا کل لیلة'' (ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوتا ہے) میں کی جاتی ہے۔

(الروض الانف، ۳:۴۷)

امام نقاش نے امام حسن بصری سے نقل کیا

دنا من عبده محمد ﷺ فتدلی فقرب منه فأراه ما شاء ان یرید من قدرته و عظمته
وہ اپنے عبد محمد ﷺ کے قریب ہوا، اور اس نے مشاہدہ کروایا اپنی قدرت و عظمت کا جس قدر چاہا

امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بندوں کے قرب میں حدود ہوتی ہے جبکہ

الدنو من الله لا حدله
اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرب کی حد نہیں ہوتی

(الشفاء، ۱، ۴۳۳)

امام کرمانی یہاں ''دنو و تدلی'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

مجاز عن القرب المعنوی لا ظهار عظیم منزلته عند ربه تعالیٰ والتدلی
اس قرب معنوی سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی قدر و منزلت ہے، تا کہ

طلب زیادۃ القرب و قاب قوسین بالنسبة الی النبی ﷺ عبارۃ عن لطف المحل و ایضاح المعرفة و ما بالنسیة الی اللہ اجابة سؤالہ و رفع درجته

(الکرمانی، ۲۵:۲۰۶)

اس کا اظہار ہو، تدلی سے مراد زیادتی قرب ہے۔ قاب قوسین کے الفاظ حضور ﷺ کی نسبت سے ہیں جن سے مراد مقام لطف اور ایضاح معرفت ہے اور بنسبت اللہ تعالیٰ، دعا کا قبول فرمانا اور بلند درجہ عطا کرنا ہے

اسی طرح امام رازی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

هو محمد ﷺ دنا فتدلی من ربه

حضور ﷺ اپنے رب کے قریب ہوئے

اس کے بعد کہتے ہیں

الثانی الدنو و التدلی بمعنی واحد کانه قال دنا فقرب

(مفاتیح الغیب، ۲۷:۲۳۹)

دوسرا معنی یہ ہے کہ دنو و تدلی کا ایک مفہوم ہے گویا فرمایا خوب قریب ہوئے

ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان معاملات و کیفیات سے کما حقہ آگاہ نہیں ہو سکتے یاد رہے پہلے ہم بڑی تفصیل سے واضح کر آئے ہیں کہ حدیث تدلی سے مراد قرب الٰہی ہی ہے، نہ کہ قرب جبریل۔

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سربسجود ہیں کہ اس نے ہمیں حدیث مذکورہ کے حوالہ سے شرح صدر عطا فرمایا اور اس پر تمام وارد شدہ اعتراضات کا جواب دینے کی توفیق بخشی، اہل علم سے گذارش ہے کہ اسے پھیلائیں، تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو اور اللہ نے سرور عالم ﷺ کو شب معراج میں جو شان و مقام عطا فرمایا ہے وہ اسے دل و جان سے تسلیم کریں، ہمیں یہ سبق بھی حاصل کرنا چاہیئے کہ کسی بھی حدیث کے انکار میں جلد بازی سے کام نہ لیں کیونکہ اس سے امت کو سخت نقصان ہو سکتا ہے

تقریباً انتالیس صحابہ کرام سے واقعہ معراج مروی ہے، حضرت ابی بن کعب، اسامہ بن زید، انس بن مالک، بریدہ، بلال بن حمامہ، بلال بن سعد، جابر بن عبداللہ، حذیفہ بن یمان، سمرۃ بن جندب، سہل بن سعد، شداد بن اوس، صہیب بن سنان، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن اسعد بن زرارۃ، عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن عابس، عباس بن عبدالمطلب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، مالک بن صعصعہ، ابوبکر الصدیق، ابوالحمرا، ابوایوب انصاری، ابوالدرداء، ابوذر غفاری، ابوسعید خدری، ابوسفیان بن حرب، ابوسلمہ، ابوسلمی واعی، ابویعلی انصاری، اسماء بنت ابی بکر، ام المومنین عائشہ صدیقہ، ام کلثوم بنت رسول اللہ، ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنھم

واقعہ معراج کی تفصیل

حضورﷺ نے فرمایا میں حطیم کعبہ میں تھا حضرت جبریل ومیکائیل علیہما السلام اپنے ساتھی فرشتہ کے ساتھ آئے ان میں سے ایک نے کہا، ان لیٹنے والوں میں کون ہیں؟ دوسرے نے کہا درمیان والے اور وہی افضل ہیں، ایک رات ایسا ہوا، پھر وہ دکھائی نہ دیئے، حتیٰ کہ وہ دوبارہ ایک رات آئے تو پہلے نے کہا وہ کون ہیں؟ دوسرے نے بتایا درمیان والے ہیں اور کہا یہی افضل ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرشتے چھت پھاڑ کر آئے تھے۔

مقام زمزم پر

وہاں سے مجھے مقام زمزم پر لے گئے اور وہاں لٹا کر حضرت جبریل امین نے شق صدر کیا، انھوں نے حضرت میکائیل کو زمزم لانے کا کہا، انھوں نے میرے دل کو نکالا اور اسے تین دفعہ غسل دیا اور اس میں سے کچھ نکالا، حضرت میکائیل تین دفعہ زمزم لائے اس کے بعد

اتی بطست من ذھب ممتلی حکمة	سونے کا تھال حکمت وایمان سے بھرا لایا
و ایماناً فافرعه فی صدره و ملأ	گیا اور اسے میرے سینہ میں انڈیل دیا گیا تو وہ
علماًو حلماً و یقینا و اسلاماً	علم حکم، یقین اور اسلام سے مالا مال ہو گیا

پھر میرے سینہ کو سی دیا گیا، پھر میرے دونوں کاندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر مزین کی گئی

براق کی حاضری

پھر تیار سواری براق لائی گئی جس کے منہ میں لگام، وہ سفید اور طویل چوپایہ اس کا قد گدھے سے بلند اور خچر سے کم تھا، اس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا تھا

له جناحان فی فخذیه یحفز بهما	اس کی رانوں کے پاس پر تھے جن سے وہ پاؤں
ر جلیه	ڈھانپتا تھا

امام ثعلبی نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس سے نقل کیا، اس کے رخسار انسان، چار پائے اونٹ، اور دم گائے کی طرح تھی

سب سے معزز سوار

جب آپ ﷺ اس پر سوار ہونے لگے تو اس نے کچھ حرکت کی حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اسے متوجہ کیا اور کہا تجھے علم نہیں

فواللہ ما رکبک خلق قط اکرم علی اللہ منہ — اللہ کی قسم تجھ پر ان سے بڑھ کر اللہ کے ہاں معزز کوئی سوار نہیں ہوا

اس پر براق حیا کیوجہ سے پانی پانی ہو گیا اور باوقار انداز سے آپ ﷺ کو اپنے اوپر سوار کیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے

کانت الانبیاء ترکبھا قبلہ — اس پر پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام نے بھی سواری کی تھی

حضرت سعید بن میسب اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن کا قول ہے کہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سواری تھی

کان یزور علیھا البیت الحرام — جس پر وہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے جاتے تھے

حضرت جبریل نے رکاب تھامی

امام ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں نقل کیا جب حضور ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو

فکان الاخذ برکابہ جبریل و بزمام البراق میکائیل — اس کی رکاب حضرت جبریل امین اور اس کی لگام حضرت میکائیل علیھما السلام نے پکڑی

پھر ہم چلے اور یہ دونوں فرشتے میرے دائیں بائیں تھے

یہ شہر طیبہ

حتیٰ کہ ہم کھجوروں والی سرزمین پر پہنچے تو انھوں نے مجھے وہاں اتر کر نماز کی ادائیگی کا کہا میں نے وہاں اتر کر نوافل پڑھے پھر سوار ہوا تو پوچھا حضور اس جگہ کے بارے میں جانتے ہیں، کہا نہیں، بتایا

صلیت بطیبة والیها المهاجر آپ نے مقام طیبہ میں نماز ادا کی اور یہی آپ کی جائے ہجرت ہے

شجر موسیٰ علیہ السلام

ہم آگے چلے، براق کی رفتار کا یہ عالم کہ حد نگاہ پر اس کا قدم پڑتا۔ ایک جگہ پر حضرت جبریل امین نے مجھے اتر کر ادائیگی نماز کا کہا، میں نے اتر کر نماز ادا کی پھر سوار ہوئے تو انھوں نے پوچھا آپ جانتے ہیں یہ مقام کون سا ہے؟ فرمایا نہیں، عرض کیا

صلیت بمدین عند شجر موسیٰ جہاں آپ ﷺ نے نماز ادا کی یہ مدین میں شجر موسیٰ کی جگہ ہے

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جاتے ہوئے اس درخت کے نیچے ٹھہرے تھے۔

یہ طور سینا ہے

آگے بڑھے تو جبریل امین نے کہا یہاں اتر کر نماز ادا کیجیئے، میں نے نماز ادا کی انھوں نے پوچھا اس مقام کے بارے میں آپ جانتے ہیں فرمایا نہیں تو انھوں نے بتایا

صلیت بطور سینا، حیث کلم الله موسی یہ طور سینا کا مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا

حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت

پھر آگے ایک جگہ آئی کہ وہاں محلات تھے ہم نے اتر کر نماز ادا کی تو جبریل امین نے اس مقام کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ جہاں آپ نے نماز ادا کی ہے

بیت لحم حیث ولد عیسیٰ — یہ حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت بیت لحم ہے

جنات کا بھاگنا

ہم براق پر جا رہے تھے ایک جن نظر آیا جس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا جب میں اس طرف متوجہ ہوتا تو وہ مجھے دکھاتا جبریل امین کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ، میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتاؤں کہ ان کے پڑھنے سے اس کا شعلہ بجھ جائے اور یہ نیچے گر جائے فرمایا ضرور تو انھوں نے یہ کلمات بتائے

اعوذ بوجه الله الكريم وبكلمات الله التامات لايجاوز هن برولا فاجرمن شرما ينزل من السماء ومن شرما يعرج فيها ومن شرما ذرافي الارض ومن شرما يخرج منها ومن فتن الليل والنهار ومن طوارق الليل والنهار الاطارقا يطرق بخير يا رحمن

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کریم کی ذات اور اللہ کے کامل کلمات کے جن سے نہ کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے اور نہ فاسق اس شر سے جو آسمان سے اترتا ہے اور اس شر سے جو آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، اس شر سے جو زمین میں پیدا ہوا، اس شر سے جو زمین سے نکلتا ہے اور رات و دن کے فتنوں سے، اور رات و دن کے آنے والوں سے البتہ جو رات کو خیر کے ساتھ آنے، اے رحمت کرنے والے۔

یہ کلمات پڑھنے کی دیر تھی وہ جن بھاگ نکلا اور اس کا شعلہ بجھ گیا

یہ مجاھد ہیں

چلتے چلتے ایک قوم پر آئے جو ایک دن فصل بوتے اور دوسرے دن کاٹ لیتے اور جیسے ہی فصل کاٹتے وہ دوبارہ پہلے کی طرح لہلہانے لگ جاتی، میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟

بتایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد و محنت کرتے تھے ان کی نیکیاں نو سو گنا بڑھا دی گئیں ہیں، جو کچھ انھوں نے خرچ کیا وہ تمام ذخیرہ ہو گیا

یہ خوشبو کس کی ہے

اس کے بعد آپ ﷺ نے خوشبو پائی تو پوچھا یہ خوشبو کس کی ہے؟ عرض کیا یہ فرعون اور اس کی اولاد کی خادمہ کی خوشبو ہے ایک دن یہ فرعون کی بیٹی کی کنگھی کر رہی تھی، تو وہ ہاتھ سے گر گئی اس نے اٹھاتے ہوئے کہا

باسم اللہ تعس فرعون — اللہ کے نام سے فرعون کی بربادی ہو

دختر فرعون نے کہا

اولک رب غیر ابی؟ — کیا میرے والد کے علاوہ بھی تیرا رب ہے

اس نے کہا ہاں

ربی وربک اللہ — میرا اور تیرا بھی رب اللہ ہے

اس خاتون کے دو بیٹے اور خاوند تھا فرعون نے انھیں بلا کر دین تبدیل کرنے کے لئے کہا ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا انھوں نے کہا ہم دین نہیں بدلیں گے اور اگر تم قتل کر دے گا تو یہ تیرا ہم پہ احسان ہو گا، فرعون نے تانبے کی دیگ بنوائی اسے گرم کیا اور اس میں انھیں یکے بعد دیگرے ڈالنا شروع کیا جب سب سے چھوٹے بچے کو ڈالا تو اس نے والدہ سے مخاطب ہو کر کہا

یا امہ قعی ولا تقاعسی فانک الحق — اماں جاں اس میں جلدی آؤ دیر نہ کرو کیونکہ تم حق پر ہو

چار بچوں کا کلام

گود میں چار بچوں نے کلام کیا، مذکور، سیدنا یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والا، حضرت جریج کا گواہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

تارک نماز کی سزا

پھر آپ ﷺ کا گزر ایسے لوگوں پہ ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جارہے تھے جیسے ہی انھیں کچلا جاتا وہ دوبارہ جڑ جاتے اور پھر انھیں کچل دیا جاتا میں نے پوچھا جبریل یہ کون؟ بتایا

هولاء الذين تتثاقل رؤسهم عن الصلاة المكتوبة — یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز کے لئے بوجھل ہو جاتے

یعنی نماز ادا نہ کرتے تھے

تارک صدقات کی سزا

پھر ایسی قوم پر آئے ان کے آگے اور پیچھے پیوند تھے اور وہ اونٹ اور بکریوں کی طرح چرتے تھے اور دوزخ کے پتھر و انگارے چر رہے تھے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ صدقات نہ ادا کرنے والے لوگ ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کسی سے یہ ظلم نہیں فرماتا

زنا کی سزا

پھر ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے سامنے پکا ہوا حلال گوشت اور اس کے ساتھ ناپاک کچا گوشت بھی ہے وہ لوگ ناپاک کھا رہے تھے اور پاکیزہ چھوڑ رہے تھے جبریل سے پوچھا بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو حلال بیویوں اور مردوں کو چھوڑ کر غیر کے ساتھ رات بسر کرتے تھے

راہ کاٹنے والے

پھر راستے میں ایک ایسی لکڑی آئی، ہر گزرنے والی شے اس سے اڑتی فرمایا جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو راستہ میں بیٹھ کر لوگوں کو تنگ کرتے ہیں پھر یہ ارشاد الٰہی پڑھا

ولا تقعدوا بكل صراط توعدون (سورۃ الاعراف، ۸۶) — اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو ڈراؤ

سودخوار کی سزا

پھر ایسے لوگوں سے گزر ہوا جو خون کی نہر میں غوطے کھا رہے تھے اور انھیں پتھر مار کر اس میں ڈالا جاتا جبریل امین نے پوچھنے پر بتایا

هذا اکل الربا   یہ سود خوار ہے

خائن کی سزا

پھر آپ ﷺ گزر ایسے شخص   پر ہوا جس نے لکڑیوں کا اتنا بڑا اگٹھا جمع کر رکھا ہے کہ اسے وہ اٹھا نہیں رکھتا اور وہ اس میں اضافہ کرتا جا رہا ہے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا اس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اور یہ ان کی ادائیگی پر قادر نہ تھا لیکن لوگوں سے اور امانتیں کے لیتا تھا

فتنہ پرور مقررین کی سزا

پھر آپ ﷺ کا گزر ایسی قوم سے ہوا جن کے جبڑے اور زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کترے جا رہے تھے جیسے وہ کٹتے دوبارہ اپنی جگہ پر آ جاتے اور اس میں کوئی وقفہ تک نہ تھا پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا

هئولاء خطباء الفتنة خطباء امتک يقولون مالا يفعلون   یہ فتنہ پرور خطباء ہیں یہ وہ مقررین ہیں جو کہتے اس پر خود عمل نہ کرتے

غیبت کرنے والوں کی سزا

اس کے بعد ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے پوچھا جبریل امین یہ کون ہیں؟ عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں

یاکلون لحوم الناس ویقعون فی   جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں

اعراضھم — کو پاماں کرتے

بری بات پر شرمندگی

اس کے بعد مجھے چھوٹا سا سوراخ دکھایا جس سے بہت بڑا بیل نکلا، اب وہ بیل اس میں دوبارہ داخلہ کی کوشش کرنے لگا لیکن داخلہ کہاں، پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا یہ وہ بندہ ہے

یتکلم بالکلمۃ العظیمۃ ثم یندم علیھا — جس نے کوئی بڑی بات کر دی پھر شرمندہ ہو کر اسے واپس لینا چاہتا ہے مگر واپسی کہاں

جنت کی خوشبو

پھر ایک وادی سے گزر ہوا جس کی خوشبو و مہک خوب اور کستوری کی طرح تھی پھر آواز بھی تھی پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے میرے رب مجھے حسب وعدہ عطا فرما، میرے پاس کمرہ جات، برتن، حریر، سندس، عبقری، لولو مرجان، چاندی، سونا، اکواب، صحاب، اباریق، مراکب، شہد، پانی، وعدہ اور شراب کثرت کے ساتھ ہے پھر رب العزت کا ارشاد ہوا، ہر مسلمان مرد عورت، ہر مومن مرد عورت، جو مجھ پر اور میرے رسل پر ایمان لائے، نیک عمل کیے، میرا کسی کو شریک نہ بنایا، میرے سوا کسی کو اپنا معبود نہ بنایا یہ تمام تیرے ہیں، جو مجھ سے ڈر گیا وہ امن پا گیا، جس نے مجھ سے مانگا اسے میں عطا کرتا ہوں جس نے مجھے قرضہ دیا میں اس کا بدلہ دیتا ہوں جس نے مجھ پر بھروسہ کیا میں اس کے لئے کافی ہوں

انی انا اللہ لاالہ الاانا لااخلف المیعاد — یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود مقصود نہیں اور میں ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا

اھل ایمان فلاح پا گئے بزرگ و برتر ہے اللہ کی ذات اقدس اور سب سے زیادہ خوبصورت پیدا کرنے والا ہے جنت عرض کرے گی میں اس پر نہایت ہی خوش ہوں

دوزخ کی بدبو

پھر میرا گزر ایسی وادی سے ہوا جس کی آواز بری اور وہاں بدبو تھی، میں نے پوچھا جبریل امین یہ کیا؟ بتایا یہ دوزخ کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے اے رب مجھے حسب وعدہ عطا فرما میرے سنگل، بیڑیاں، شعلے، گرمی، تپش، ضریع، عناق، اور عذاب میں کثرت ہے، میری گہرائی بہت، گرمی سخت تو مجھے وعدہ کے مطابق عطا فرما، فرمان ہوا ہر مشرک مرد عورت ہر کافر مرد عورت اور خبیث مرد عورت

وکل جبار لایومن بیوم الحساب — اور ہر وہ متکبر تیرا ہے جو روز قیامت پر ایمان نہ لایا

دجال کا حال

پھر آپ ﷺ کو دجال دکھایا گیا صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیسا تھا؟ فرمایا اس کا جثہ بہت بڑا، سرخ رنگ، اسکی ایک آنکھ تھی گویا چمکدار ستارہ، اس کے بال گھنے درخت کی شاخوں کی طرح اور وہ عبدالعزی بن قطن کے مشابہ تھا

خوبصورت ستون

پھر آپ ﷺ نے ایک سفید ستون دیکھا جو موتیوں کی طرح اور اسے ملائکہ نے اٹھایا ہوا تھا پوچھا تم نے یہ کیا اٹھا رکھا ہے؟ عرض کیا

عمود الاسلام امرنا ان نضعه بالشام — یہ اسلام کا ستون ہے ہمیں اسے شام میں گاڑنے کا حکم دیا گیا ہے

یہود کی آواز

پھر اچانک مجھے دائیں جانب سے آواز آئی میری طرف دیکھو مجھے آپ سے کام ہے لیکن میں نے اس کا نوٹس ہی نہ لیا پوچھا جبریل یہ کیا؟ بتایا یہ یہود کی آواز تھی مگر آپ اس

طرف متوجہ ہوتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی ،اس طرح آگے ہوا تو جبریل نے بتایا یہ نصرانیت کی آواز تھی

دنیا کی حالت

پھر میں نے ایک عورت دیکھی جس کے بازو ننگے تھے اور وہ ہر زینت الٰہی سے مزین تھی اس نے مجھے آواز دے کر متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن میں اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوا جبریل امین نے بتایا یارسول اللہ ﷺ یہ دنیا تھی اگر آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے لاختارت امتک الدنیا علی الاخرة تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر پسند کر لیتی

ابلیس لعین

راستہ میں ایک طرف سے آواز آئی یا محمد ادھر آؤ تو جبریل امین نے کہا حضور آپ آگے چلیے اس راستہ کو ترک نہ فرمادیں پوچھا یہ کس کی آواز تھی؟ بتایا یہ اللہ کا دشمن شیطان لعین ہے اور وہ آپ کو راستہ سے ہٹانا چاہتا تھا

بوڑھی عورت

پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی اور آواز دے کر مجھے متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن میں اس طرف متوجہ نہ ہوا پوچھا جبریل یہ کون ہے؟ بتایا

انہ لم یبق من عمر الدنیا الامابقی من عمر تلک العجوز دنیا کی عمر اب اتنی ہی رہ گئی ہے۔جسقدر اس بوڑھی عورت کی .

. ہر طرف سے سلام

پھر میں ایسی مخلوق خدا کے ہاں پہنچا جنھوں نے مجھے ان الفاظ میں سلام کیا السلام

علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر ، جبریل امین نے جواب دینے کا کہا میں نے سلام کا جواب دیا پھر دوسرا گروہ ملا انھوں نے بھی اس طرح سلام کیا پھر تیسرے گروہ سے بھی ایسا ہی ہوا پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیھم السلام ہیں

قبر میں نماز

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب آپ ﷺ کا گزر ہوا تو فرمایا ان کی قبر سرخ ٹیلے کے پاس اور یہ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے ان کا لمبا قد گھنگھریلے بال قبیلہ شنوءہ لوگوں کی طرح تھا اور وہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے آپ کو شرف فضیلت دی ہے اور سلام کہا آپ نے جواب دیا انہوں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں بتایا یہ احمد ہیں انہوں نے نبی عربی کہہ کر خوش آمدید کہا اور کہا آپ نے امت سے خوب بھلائی کی ہے، برکت کی دعا دی اور کہا اپنی امت کے لئے آسانی مانگنا، آگے چلے تو پوچھا یہ کون؟ بتایا یہ موسیٰ بن عمران تھے انھیں خطاب کون کر رہا تھا؟ بتایا ان کا رب فرمایا یہ اسقدر اپنے رب کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہیں جبریل نے عرض کیا

ان اللہ تعالیٰ قد عرف له حدته — اللہ تعالیٰ ان کی جلالی طبیعت سے آگاہ ہیں

رب سے ملاقات کی رات

پھر آگے بڑا درخت آیا جس کا پھل روشن چراغ کی طرح تھا اس کے نیچے ایک بزرگ اپنے بچوں سمیت تشریف فرما تھے انہوں نے جب روشنی اور نور دیکھا تو پوچھا جبریل تمہارے ساتھ کون ہیں بتایا یہ تمہارے صاحبزادے احمد ہیں کہنے لگے مرحبا نبی عربی تم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا امت کی خوب بھلائی کی اے بیٹے

انک لاق ربک اللیلة — آج رات تم ،اپنے رب سے ملاقات

کرنے والے ہو

اور تمہاری امت آخری اور سب سے کمزور ہے جہاں تک ہو سکے اس کے لئے معاملات میں آسانی پیدا کرواؤ پھر برکت کی دعا دی پھر ہم چلے اور بیت المقدس پہنچے، باب یمانی سے داخل ہوئے

دو چمکتے نور

وہاں میرے دائیں اور بائیں جانب دو چمکتے نور تھے جبریل سے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا دائیں جانب آپ کے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کا محراب اور بائیں طرف آپ کی بہن مریم کی قبر ہے جبریل امین صخرہ کے پاس آئے اور ہاتھ سے سوراخ کر کے براق باندھ دیا روایت مسلم میں ہے

فربطه بالحلقة التی تربط بها الانبياء — اس حلقہ کے ساتھ باندھا تھا جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے

حوروں سے ملاقات

جب آپ ﷺ صخرہ مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو جبریل امین نے کہا حضور آپ اپنے رب سے حوروں کو دکھانے کے بارے میں عرض کریں فرمایا ٹھیک ہے جبریل نے کہا حضور ان خواتین کی طرف تشریف لے جائیں اور سلام فرمایئے وہ تمام صخرہ کے بائیں طرف تھیں آپ ﷺ تشریف لے گئے سلام فرمایا انہوں نے جواباً سلام عرض کیا فرمایا تمہارا تعارف؟ عرض کیا خیرات حسان ہم اچھے لوگوں کی بیویاں، جن کے ظاہر و باطن میلے نہیں ہوتے اور انہوں نے استقامت کے ساتھ زندگی بسر کی، وہ بوڑھے نہ ہونگے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے ان پر موت نہیں آئے گی

ادائیگی نماز

پھر حضور ﷺ اور جبریل علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا کی، تھوڑی دیر بعد وہاں کثیر لوگوں کا اجتماع ہو گیا آپ نے دیکھا کوئی نبی حالت قیام، کوئی حالت رکوع اور کوئی حالت سجدہ میں تھے پھر موذن نے اذان دی تکبیر کہی گئی وہ تمام صفیں بنا کر انتظار کرنے لگے کہ آج کون امامت کرواتا ہے؟

فاخذہ جبریل بیدہ فقدمہ فصلی بھم رکعتین — جبریل امین نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر آگے کیا کہ ان تمام کو دو رکعتیں پڑھائیں

دوسری روایت میں ہے تکبیر کہی گئی

فتدافعوا حتیٰ قدموا محمدا ﷺ — تمام نے جماعت کروانے سے انکار کیا یہاں تک کہ سب نے حضور ﷺ کو آگے کیا

تمام انبیاء وملائکہ کی امامت

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ہے وہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان دی، آسمانوں سے ملائکہ آگئے اور انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے قبور سے جمع کیا

فصلی النبی ﷺ بالملائکۃ والمرسلین — تو آپ ﷺ نے ملائکہ اور رسلاں کرام کو جماعت کروائی

جبریل امین نے پوچھا حضور اقتدا کرنے والوں کو جانتے ہو؟ فرمایا نہیں عرض کیا

کل نبی بعثہ اللہ تعالیٰ — تمام انبیاء تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا

حضرات انبیاء علیہم السلام کے خطبات

امام حاکم نے روایت کو صحیح قرار دیتے ہوئے اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا پھر ارواح انبیاء سے ملاقات ہوئی ان تمام نے اپنے رب کی ثنا کی آخر

میں سرورعالم ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے اپنے اوپر ہونے والے خصوصی انعامات الٰہیہ کا تذکرہ کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے

بھذا فضلکم محمد ﷺ ان کی بنا پر حضور ﷺ کو تم فضیلت دی گئی ہے

قیامت کا تذکرہ

پھر حضرات انبیاء علیھم السلام کے درمیان قیامت کا تذکرہ ہوا سبھی نے سیدنا ابراہیم علیھم السلام کی طرف رجوع کیا انہوں نے فرمایا میں اس کے وقت کے بارے میں علم نہیں رکھتا اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح رجوع ہوا تو انہوں نے بھی یہی کہا پھر حضرت عیسیٰ علیھم السلام سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس کے وقوع کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مجھ سے جو عہد لے گئے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ دجال قیامت سے پہلے آئے گا، وہ مجھے دیکھ کر یوں پگھل جائے گا جیسے رصاص اور اللہ تعالیٰ اسے ہلاک فرمادے گا حتیٰ کہ ہر

پتھر پکار کر کہے گا اے مسلمان فلاں کافر میرے نیچے چھپا ہوا ہے اسے پکڑ کر قتل کر دو اللہ تعالیٰ تمام کفار کو ہلاک فرمادے گا پھر لوگ اپنے گھروں اور اوطان کی طرف آجائیں گے

یاجوج وماجوج کا خروج

پھر یاجوج وماجوج نکلیں گے اور ہر شہر میں جائیں گے ہر شی کو ہلاک کرتے ہوئے تمام پانی پی جائیں گے تو لوگ میرے پاس آکر شکایت کریں گے میں دعا کروں گا تو اللہ تعالیٰ انھیں ہلاک فرمادے گا حتیٰ کہ تمام زمین ان کی بدبو سے بھر جائے پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا جو ان کے اجسام کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ بھی عہد لیا جب یہ معاملہ ہو جائے تو قیامت اس طرح قریب ہوگی جیسے کہ حاملہ کی کامل مدت کامل ہونے والی ہو وہ نہیں جانتی کہ ولادت صبح ہوگی یا شام

حضور ﷺ کی پیاس

اس موقعہ پر آپ ﷺ نے پیاس محسوس کی تو دائیں بائیں دو پیالے پیش کے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شہد تھا دوسری روایت میں تین پیاسوں کا تذکرہ ہے ان کے منہ ڈھانپے ہوئے تھے آپ ﷺ نے تھوڑا سا پانی پیا ایک روایت میں ہے کہ پانی کے پیالہ سے کچھ نہ پیا پھر آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش ہوا تو آپ نے اس سے سیر ہو کر پیا پھر شراب والا پیالہ پیش کیا گیا فرمایا اب سیر ہو چکا ہوں اسے نہیں پیوں گا حضرت جبریل امین نے عرض کیا

ستحرم علی امتک — عنقریب یہ شراب آپ کی امت پر حرام کر دی جائے گی

ایک روایت میں ہے دوسری جگہ شہد کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے تھوڑا سا شہد لیا پھر دودھ پیا تو جبریل امین نے آپ ﷺ کے کاندے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اصبت الفطرة ولو شربت الخمر لغویت امتک — آپ نے فطرت کے مطابق کیا اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی

دوسری روایت میں ممبر کے ساتھ تکیہ لگانے والے بزرگ نے جبریل امین سے کہا

اخذ صاحبک الفطرة وانه مهدی — تمہارے ساتھی نے فطرت کے مطابق کیا یہ تو ہدایت یافتہ ہیں

پھر سیڑھی لائی گئی

پھر وہ سیڑھی لائی گئی جس پر ارواح انبیاء علیھم السلام اوپر جاتی ہیں ایسی خوبصورت سیڑھی مخلوق نے نہیں دیکھی اس کی سیڑھیاں سونے اور چاندی کی تھیں

امام ابو سعید نے شرف المصطفیٰ میں یوں روایت نقل کی ہے جنت الفردوس سے موتیوں سے مرصع سیڑھی لائی گئی دائیں اور بائیں بھی ملائکہ تھے

آسمان دنیا پر

آپ ﷺ اور جبریل امین آسمان دنیا کے دروازے تک پہنچے جسے باب الحفظہ کہا جاتا ہے وہاں صاحب سماء الدنیا فرشتہ مقرر اور اس کا نام اسمٰعیل ہے امام بیہقی نے سیدنا جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے اس فرشتہ کے بارے میں نقل کیا یہ ہوا میں رہتا ہے نہ یہ آسمان پر گیا اور نہ زمین پر کبھی اترا البتہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو اس دن یہ زمین پر آیا اس کے تحت ستر ہزار ایسے فرشتے کہ جن میں سے ہر ایک کے تحت ایک لاکھ فرشتے ہیں جبریل امین نے دستک دی پوچھا گیا کون؟ بتایا جبریل پوچھا گیا

ومن معک ؟ تمہارے ساتھ کون ہیں؟

انہوں نے حضور ﷺ کا اسم گرامی لیا پوچھا انھیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں فرشتے نے اھلاً و سہلاً مرحبا کہا

سیدنا آدم سے ملاقات

اللہ تعالیٰ ہمارے اخ اور خلیفہ کو سلامت رکھے کسقدر اعلی بھائی اور خلیفہ ہیں آنا مبارک ہو یہ کہتے ہوئے آئے اور دروازہ کھول دیا گیا، ملاقات ہوئی تو وہ حضرت آدم علیہ السلام اسی صورت پر تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں تخلیق فرمایا، ان پر ان کی اہل ایمان اولاد کی ارواح کو پیش کیا جاتا تو فرماتے یہ روح اور نفس طیب ہے اسے علیین میں لے جاؤ جب اہل کفر کی ارواح پیش کی جاتیں تو فرماتے یہ ناپاک ہیں انھیں سجین میں لے جاؤ ان کے دائیں کچھ گروہ، اور دروازہ تھا جس سے مہک آرہی تھی، ان کے بائیں بھی گروہ اور بد بو آنے والا دروازہ تھا اپنے دائیں دیکھ کر مسکراتے اور خوش ہوتے جبکہ بائیں طرف دیکھ کر غمگین ہوتے اور روتے

حضور ﷺ نے سلام کیا انہوں نے جواب سلام دیا اور کہا مرحبا ابن صالح و نبی صالح پوچھا یہ کون ہین؟ بتایا یہ تمہارے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کے ارد گرد ارواح اولاد ہیں دائیں طرف والے جنتی جبکہ بائیں والے دوزخی ہیں، اس لئے دائیں دیکھ کر خوش اور بائیں دیکھ کر رو دیتے ہیں، دائیں طرف والا دروازہ جنت کا ہے جب اس میں اولاد داخل ہوتے دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، بائیں والا دوزخ کا ہے اس میں اولاد کو داخل ہوتے دیکھ کر غمگین اور پریشان ہوتے ہیں

حلال چھوڑنے والے

کچھ تھوڑی ہی دور گئے تھے تو دیکھا دستر خوان پر تازہ گوشت ہے لیکن اس کے قریب کوئی نہیں جبکہ دوسرے دستر خوان پر بدبودار گوشت ہے اور اسے لوگ کھا رہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ آپ کی امت ایسے لوگ ہیں

یترکون الحلال ویأتون الحرام جنھوں نے حلال چھوڑ کر حرام کو اپنایا

بعض روایات میں دوسرے دستر خوان پر مردار کے گوشت کا تذکرہ ہے پوچھنے پر بتایا یہ زانی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کے حرام کو حلال کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے حلال فرمودہ کو چھوڑ دیا

سود کھانے والے

پھر ہم آگے بڑھے کچھ لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھڑوں کی طرح ان میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آتے، ان میں سے کوئی اٹھنے کی کوشش کرتا تو وہ گر پڑتا اور دعا کرتا یا اللہ قیامت قائم نہ ہو۔۔۔ جبریل نے بتایا یہ سود خور لوگ ہیں اور ایسے لوگ اس طرح کھڑے ہوتے جیسے شیطان نے انھیں مس کیا ہو

کمزور کا مال کھانے والے

تھوڑی دور آگے تو دیکھا کچھ لوگوں کے ہونٹ اونٹوں کی طرح تھے وہ منہ کھولتے تو اس کے اندر پتھر ڈالے جاتے (ایک روایت میں جھنم کے پتھروں کا ذکر ہے) جوان کے نیچے سے نکل جاتے وہ بارگاہ الہی میں پچھتاوا کرتے ہوئے رو رہے تھے پوچھنے پر بتایا یہ لوگ

یاکلون اموال الیتامی ظلماً انما یأکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا

یتامیٰ کا مال ظلماً کھاتے اور یہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے اور یہ جہنم میں داخل ہونگے

زنا کار عورتیں

آگے بڑھے تو عورتوں کو اس حال میں دیکھا بعض پستان سے اور بعض پاؤں سے باندھ کر اور الٹی لٹکی ہوئیں تھیں اور وہ بارگاہ الہٰی میں رو رہی ہیں پوچھنے پر بتایا یہ عورتیں زنا کار ہیں

طعن کرنے والے

کچھ آگے گے تو کچھ لوگ دیکھے جن کے پہلوں کا گوشت کاٹ کاٹ کر ان کے منہ میں یہ کہتے ہوئے ڈالا جا رہا تھا کہ اپنے بھائی کا گوشت کھا جبریل امین نے بتایا یہ طعن وغیبت کرنے والے لوگ ہیں

دوسرے آسمان پر

پھر دوسرے آسمان کے پاس گئے جبریل امین نے دستک دی پوچھا کون بتایا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے حضور ﷺ کا اسم گرامی لیا پوچھا گیا، کیا انھیں بلایا گیا ہے کہا ہاں پہلے آسمان کی طرح وہاں بھی استقبال ہوا خوش آمدید اور مرحبا کہا وہاں حضرت عیسیٰ اور حضرت زکریا علیھم السلام سے ملاقات ہوئی، وہ ایک دوسرے کے صورت

،لباس اور بالوں میں مشابہ تھے،ان کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ بھی تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قد را تنا بڑا نہیں ،سرخ وسفید رنگ اور وہ حضرت عروہ بن مسعود کے ہم شکل تھے ،دونوں کو سلام کہا انھوں نے سلام کا جواب دیا،اخ صالح اور نبی صالح کہہ کر مرحبا کہا اور خریت کی دعا کی

تیسرے آسمان پر

پھر تیسرے آسمان کی طرف روانگی ہوئی وہاں بھی سابقہ طریق کے مطابق استقبال اور سوال وجواب ہوئے وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ،ان کے ساتھ کچھ لوگ تھے سلام ودعا ہوئی ان کے حسن کا کیا کہنا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ خوبصورت

قد فضل الناس بالحسن کا لقمر
لیلۃ البدر علی سائر الکواکب

لوگوں پر انھیں حسن میں اس طرح فضلیت حاصل ہے جیسے چودھویں کے چاند کو باقی ستاروں پر ہے

پوچھنے پر جبریل امین نے بتایا یہ آپ کے بھائی یوسف ہیں

چوتھے آسمان پر

اس آسمان پر بھی خوب استقبال ہوا،سوال وجواب کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی سلام ودعا کے بعد وہاں سے روانگی ہوئی پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیھم السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے بھی دیگر انبیاء علیھم السلام کی طرح آپ ﷺ کو مرحبا اور خوش آمدید کہا،ان کی داڑھی مبارک کا نصف سفید اور نصف سیاہ اور اس کی لمبائی ان کے ناف کے قریب تک تھی ،ان کے ارد گرد کچھ بنو اسرائیل تھے اور وہ انھیں خطاب فرما رہے تھے سلام ودعا کے بعد وہاں سے روانگی ہوئی

چھٹے آسمان پر

پھر چھٹے آسمان کی طرف بڑھے ، جبریل نے دستک دی سوال وجواب ہوئے دروازہ کھلا ، وہاں کچھ انبیاء کے ساتھ ان کی امتیں دکھائی گئیں کچھ کے ساتھ زیادہ اور کچھ کے ساتھ کوئی نہ تھا پھر بہت بڑا گروہ گزرا پوچھا یہ کون؟ بتایا حضرت موسیٰ اوران کی قوم ہے لیکن تم سر اقدس اٹھاؤ میں نے دیکھا ایک بڑی جماعت ایک جانب سے دوسری جانب تک افق کو گھیرے ہوئے ہیں بتایا گیا یہ آپ کی امت ہے ان کے علاوہ ستر ہزار ہیں جو جنت میں بلا حساب داخل ہونگے حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی ، ان کا قد لمبا، قبیلہ شنوہ، کے مردوں کی طرح تھے ، آپ نے سلام کہا انھوں نے اخ صالح اور نبی صالح کہتے ہوئے جواب دیا اور خریت کی دعا کی اور کہنے لگے لوگ کہتے ہیں اللہ کے ہاں موسیٰ کا ان سے زیادہ مرتبہ ہے حالانکہ معاملہ یہ ہے

بل هذا اکرم علی الله منی — کہ یہ ہستی اللہ کے ہاں مجھ سے زیادہ مقام رکھتی ہے

جب آپ ﷺ آگے گزرے تو وہ رودیے ان سے رونے کی وجہ سے پوچھی گئی تو فرمایا یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے لیکن ان کی امت ، میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی ، بنواسرائیل یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کے ہاں اولاد آدم میں موسیٰ کا مقام زیادہ ہے اور یہ شخصیت میرے بعد دنیا میں آئی

وانا فی اخری فلو انه فی نفسه لم ابال ولکن مع کل نبی امته — ورنہ پہلے تھا اگر فقط ان کی ذات افضل ہوتی تو کوئی بات نہ تھی مگر یہاں تو ہر نبی کے ساتھ اس کی امت بھی ہے

ساتویں آسمان پر

جب ساتویں آسمان تک پہنچے تو وہاں ، عد ، برق اور صواعق کو پایا جبریل امین نے

دستک دی سوال و جواب کے بعد دروازہ کھولا گیا وہاں کثرت کے ساتھ تسبیحات کی آواز سنائی دی اللہ رب العزت کے جلال وھیبت کے آثار بھی نمایاں تھے، وہاں حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جنت کے دروازے کے قریب کرسی پر بیت العمور سے ٹیک لگا کے تشریف فرما تھے، ان کی امت کے کچھ لوگ وہاں تھے سلام ودعا ہوئی انہوں نے ابن صالح کہہ کر خوش آمدید کہا اور فرمایا اپنی امت سے کہو جنت میں خود پودے لگائے کیونکہ اس کی مٹی خوب زرخیز اور زمین کشادہ ہے پوچھا جنت کے پودے کیا ہیں؟ بتایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ

دوسری روایت میں ہے فرمایا اپنی امت کو میرا سلام پہنچاؤ اور بتاؤ جنت کی زمین خوب زرخیز اور میٹھا پانی ہے اور اس کے پودے سبحان اللہ الحمد اللہ اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں ان کے پاس کچھ لوگوں کے چہرے کاغذ کی طرح سفید تھے، کچھ کے رنگ میں کمی تھی یہ اٹھے اور نہر میں داخل ہوگے نکلے تو ان کا رنگ بھی خالص ہو چکا تھا انھوں نے تین دفعہ ایسا کیا تو ان کا رنگ بھی دیگر ساتھیوں کی طرح ہوگیا اور وہ آکر ان کے ساتھ بیٹھ گئے پوچھا سفید چہروں والے اور یہ رنگ میں کمی والے کون اور یہ انہار کیا ہیں ؟ بتایا یہ سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جن کے ایمان ظلم کے ساتھ ملوث نہ ہوئے اور کمی والے وہ ہیں جن کی نیکیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی پھر انہوں نے توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا یہ نہریں اول رحمت دوسری نعمت اللہ جبکہ تیسری شراب طہور، بتایا گیا یہ آپ اور آپ کی امت کا مقام ہے اچانک دیکھا ان کے ساتھ امت کے دوگروہ ہیں ایک کے کپڑے کاغذ کی طرح تھے جبکہ دوسروں پر رمد کپڑے تھے تو وہ بیت المعمور میں داخل ہوئے تو ان کے ساتھ سفید لباس والے بھی داخل ہوئے جبکہ رمد کپڑے والے روک دیئے گئے حالانکہ وہ بھی خیر پر ہی تھے۔ انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بیت المعمور میں نماز ادا کی اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر ان کی تا قیامت باری نہیں آتی پھر وہاں سے وہ باہر آئے۔

جبریل اور خشیت الٰہی

طبرانی میں سند صحیح کے ساتھ روایت ہے میں شب معراج جب ملاء اعلیٰ سے گذرا تو میں نے جبریل امین کو

کالحلس البالی من خشیة اللہ　　خشیت الٰہی میں باریک تنکا کی طرح دیکھا

(مجمع الزوائد، ۱:۷۸)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں

کانہ حلس لاطئی　　گویا وہ باریک نمدہ ہے

پھر دودھ، شہد اور شراب پیالوں میں لایا گیا آپ ﷺ نے دودھ لیا جبریل امین نے عرض کیا

اصبت اصاب اللہ بک امتک علی الفطرۃ　　آپ نے درست کیا اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے آپ کی امت کو فطرت پر قائم رکھے

دوسری روایت میں ہے

ھذہ الفطرۃ التی انت علیھا و امتک　　یہی فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ کی امت ہے

سدرۃ المنتھیٰ

پھر سدرۃ المنتھیٰ کو ہمارے سامنے لایا گیا، جو کچھ زمین سے اوپر جاتا ہے اس کی انتہا یہی ہے اسی طرح جو کچھ اوپر سے نیچے آتا اسے وہاں سے حاصل کیا جاتا ہے وہ ایک درخت ہے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں پانی جس کی تروتازگی میں ہی نہیں آتی دودھ کی نہریں جن کے ذائقہ میں تبدیلی نہیں آتی، شراب کی نہریں جن میں پینے والوں کے لئے لذت ہے اور خالص شہد کی نہریں، اس کے سایہ میں اگر مسافر ستر سال چلے تو وہ ختم نہ ہو اس کا پھل ھجر کے مٹکوں

اوراس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں

تکا دالو رقة تغطی هذه الامة　　　اس کا ایک پتہ اس امت کوڈھانپ سکتا ہے

امام طبرانی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں

الواقة منها تظل الخلق　　　تمام مخلوق اس کے ایک پتہ کے سایہ میں آسکتی ہے

اس کے ہر پتہ پرفرشتہ ہے۔اسے ایسے رنگوں نے ڈھانپ رکھا ہے جس کا بیان نہیں ہوسکتا، جب اللہ تعالیٰ کے امر نے اسے ڈھانپ لیا تو اس میں تبدیلی آگئی بعض روایات میں ہے کہ وہ یاقوت وزبرجد بن گئی کوئی آدمی اس کی حسن کی تعریف کرنے پرقادرنہیں، اس میں سونے کے پروانے تھے، ایک روایت میں سونے کی مکڑی کا ذکر ہے بتایا گیا

هذه السدرة ينتهی اليها كل احد من امتک خلا علی سبيلک　　　یہ سدرہ ہے آپ کے نقش قدم پر چلنے والا امتی یہاں تک آسکتا ہے

اس کی اصل سے چارنہریں بہہ رہی ہیں دو باطنی اور دو ظاہری پوچھا جبریل ان کی

تفصیل کیا ہے؟ بتایا باطنی جنتی ہیں اور ظاہری نیل وفرات، دوسری روایت میں کے اس کے اصل سے چشمہ نکل رہا ہے اس کا نام سلسبیل ہے، اس میں سے دونہریں پھوٹتی ہیں ان میں ایک کوثر ہے، اس پرسبز پرندے اوراس کے برتن سونے اور چاندی کے ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے میں نے برتن میں کچھ پانی لے کر پیا تو وہ

احلی من العسل واشد ريحا من المسک　　　شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے کہیں خوشبودار تھا

جبریل امین نے بتایا

هذا النهر الذی خبأ ہ لک ربک　　یہی نہر ہے جسے تمہارے رب نے تمارے لئے محفوظ کرر کھا ہے

اور دوسری نہر رحمت ہے اس میں آپ نے غسل کیا تو آپ کے تمام زندگی کو عصمت حاصل ہوگی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے یہاں جبریل کو چھ صد پروں کے ساتھ دیکھا ان میں سے ایک پر افق کو ڈھانپ لیتا ہے، ان کے پروں سے اسقدر موتی اور یاقوت جڑتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

جنت کا دورہ

پھر کوثر سے ہوتے ہوئے جنت میں داخل ہوئے اس کی نعمتوں کا کیا کہنا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور کسی بشر کے دل میں ان کا تصور گزر سکتا ہے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا

الصدقة بعشر امثا لیھا و القرض بثمانیة عشر　　صدقہ پر اجر دس گنا جبکہ قرض پر اٹھارہ گنا ہے

پوچھا قرض ، صدقہ سے افضل کیسے؟ عرض کیا ، مانگنے والا ممکن ہے اس وقت بھی مانگے جب اس کے پاس ہو مگر مقروض مجبوراً قرض لیتا ہے، ایک لڑکی نے آپ کا استقبال کیا فرمایا تم کون ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں زید بن حارثہ کی خادمہ ہوں فرمایا لوگوں کو جنت کے بارے میں کیا بتاؤں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انھیں بتائیں وہ نہایت ہی کشادہ جگہ ہے اس کی مٹی کستوری ہے، پھر اس کے اندر ایک آواز سنی پوچھا تو بتایا گیا

بلال الموذن　　یہ تمہارے موذن بلال کی آواز ہے

دوزخ کا مشاہدہ

پھر آپ کے سامنے دوزخ کو لایا گیا جس میں اللہ تعالیٰ کا غضب ، قہر اور ناراضگی کے مظاہر تھے اگر اس میں پتھر اور لوہا ڈالا جائے تو وہ اسے نگل جائے وہاں پر لوگ مردار کھارہے

تھے پوچھا کون لوگ ہیں بتایا یہ لوگوں کا گوشت کھانے والے (غیبت کرنے والے) ہیں ایک آدمی کو دیکھا جو سرخ اور پیلی آنکھوں والا تھا پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا اس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں پھر آپ نے خازنِ جہنم کو دیکھا جس کے چہرے پر غضب کے آثار تھے پھر دوزخ کو ڈھانپ دیا گیا

بادل نے ڈھانپ لیا

پھر واپسی سدرہ پر ہوئی اسے انوار خلاّق نے ڈھانپ رکھا تھا اور اس پر ملائکہ کا اسقدر جھرمٹ تھا کہ اس کے ہر پتہ پر ملائکہ تھے

فغیشیھا سحابة من کل لون — اسے بادل نے ڈھانپ لیا جس میں ہر رنگ تھا

ایک حدیث میں ہے جبریل امین نے بتایا

ان ربک یسبح — آپ کا رب تسبیح کر رہا ہے

پوچھا کونسی تسبیح؟ بتایا

سبوح قدوس، رب الملائکة والروح سبقت رحمتی غضبی — وہ پاکیزہ و پاک ہے فرشتوں اور روح کا رب ہوں اور میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے؟

سدرہ سے آگے

پھر مجھے آگے عروج بخشا گیا حتی کہ مقام مستویٰ آیا جس پر میں نے اقلام تدبیر کی آواز سنی اور پھر میں نے

رجلاً مغیباً فی نور العرش — نور عرش میں ایک شخص کو گم پایا

پوچھا کیا یہ فرشتہ ہے بتایا گیا یہ فرشتہ نہیں کیا یہ نبی ہیں؟ بتایا نہیں پھر کون ہے؟

ھذا رجل کان فی الدنیا لسانہ

رطب من ذکر اللہ وقلبہ معلق

بالمساجد ولم یستتسب لوالدیہ

قط

دیدار اور کلام کا شرف

پھر آپ ﷺ کو دیدار الٰہی کا شرف ملا تو آپ ﷺ حالت سجدہ میں گر گئے اور اپنے رب سے ہمکلامی کا شرف بھی نصیب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد عرض کیا لبیک یا رب فرمایا مجھ سے مانگو عرض کیا آپ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور انہیں عظیم سلطنت عطا کی ، آپ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا، حضرت داود کو ملک عظیم دیا، لوہا ان کے لئے نرم کر دیا، ان کے لئے جنات، انسان، شیاطین اور پہاڑ مسخر کر دیے، حضرت سلیمان کو عظیم سلطنت دی ہوا بھی ان کے تابع کر دی، وہ کچھ انھیں دیا کہ بعد میں جو کسی کے لئے مناسب نہیں، حضرت عیسیٰ کو تورات وانجیل دی وہ مردوں کو تیرے اذن سے زندہ کر دیتے، انھیں اور ان کی والدہ کو شیطان سے محفوظ رکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قد اتخذتک حبیبا

ہم نے آپ کو اپنا حبیب بنایا

اور تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنایا، تمہارے لئے تمہارا سینہ کھول دیا، تمہارے بوجھ ختم کر دیے، تمہارا ذکر تمہارے لئے اس طرح بلند کر دیا

لاذکر الا ذکرت معی

میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی کیا جائے گا

تمہاری امت کو سب سے بہتر امت بنایا وہ اول بھی ہیں اور آخر بھی، ان کے خطبہ میں یہ ضرور ہوگا کہ تم میرے عبد و رسول ہو، آپ کی امت، کے بعض لوگوں کے سینوں میں میری کتاب ہوگی

وجعلتک اول النبیین خلقاً آخرہم بعثاً
میں نے تمہیں خلقت میں پہلا نبی اور بعثت میں آخری نبی بنایا

آپ کو سبع مثانی عطا کیا جو پہلے کسی نبی کو نہ ملا، تمہیں کوثر دی تمہیں یہ آٹھ چیزیں دیں اسلام، ہجرت، جہاد، صدقہ، نماز، رمضان، نیکی کا حکم، برائی سے روکنا، زمین آسمان کی تخلیق کے وقت سے ہی آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازوں کی فرضیت کا فیصلہ کیا

چند خصوصیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے یہ فضیلتیں عطا فرمائی ہیں مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا، تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنایا، ایک ماہ کی مسافت تک دشمنوں کے دلوں میں میرا رعب قائم کیا، میرے لئے غنائم کو حلال کیا جبکہ یہ مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہ تھے، میرے لئے مسجدوں کو پاکیزہ اور سجدہ گاہ بنایا مجھے فواتح، خواتم اور جامع کلمات سے نوازا

عرضت علی امتی فلم یخف علی التابع والمتبوع
اور مجھ پر میری امت پیش کی گئی ان میں سے کوئی تابع اور متبوع مجھ پر پوشیدہ نہ رہا

میں نے انھیں دیکھا وہ ایسی قوم پر آئے جو بالوں والا جوتا پہنے تھی، ایسی قوم پر بھی آئے جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی تھیں گویا ان کی آنکھیں سوئی سے سی گئیں ہیں

فلم یخف علی ماھم لاقون من بعدی
اور مجھ پر ان پر آنے والے حالات بھی پوشیدہ نہ رہے

(مجمع الزوائد، ۲: ۴۰۳)

پھر مجھے تین انعامات سے نوازا گیا، مرسلین کی سربراہی، متقین کی امامت، روز قیامت روشن اعضاء والوں کی قیادت، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے رسول

اللہ ﷺ کو پانچ نمازیں اور سورہ بقرہ کی آخری آیات مبارکہ عطا کی گئی، آپ کی امت میں سے جو شرک کا مرتکب نہ ہو اس کے گناہوں کی مغفرت

ثم انجلت عنہ السحابۃ پھر بادل آپ ﷺ سے جدا ہو گیا

حضرت جبریل علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر واپس لوٹے حتیٰ کہ سیدنا ابراہیم علیہ

السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے خاموشی اختیار کی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے جو تمہارے لئے بہتر معاون ثابت ہوئے انھوں نے پوچھا کیا بنا؟ تمہارے رب نے آپ اور آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر اور میری امت پر شب و روز پچاس نمازیں لازم کیں ہیں عرض کیا اپنے رب کے پاس جا کر اپنے اور امت کے حق میں کمی کرواؤ کیونکہ تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، مجھے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ ہے میں نے بنو اسرائیل کو دیکھا وہ اس سے کہیں کم پر عمل نہ کر سکے اور تارک قرار پائے آپ کی امت تو ان سے اجسام، ابدان، قلوب، ابصار اور سماع میں کمزور ہے، حضور ﷺ نے حضرت جبریل کی طرف مشورہ کی نظر سے دیکھا تو انہوں نے تائید کرتے ہوئے کہا اگر تم پسند کرو

پھر واپس لوٹ کر سدرہ پر گئے

فغشیتہ السحابۃ وخر ساجدا تو بادل نے ڈھانپ لیا اور آپ حالت سجدہ میں جھک گئے

اور عرض کیا میرے رب ہم پر تخفیف فرما ایک روایت میں ہے کہ میری امت پر تخفیف فرما کیونکہ یہ تمام سے ضعیف ہے فرمایا تم پر پانچ کی کمی کر دیتے ہیں پھر بادل پیچھے ہٹا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور پانچ کی کمی کا بتایا انھوں نے عرض کیا دوبارہ جا کر اور کمی کروالو کیونکہ تمہاری امت انکی طاقت نہیں رکھتی

فلم یزل یر جع بین موسیٰ وبین ربه یحط عنه خمساً حتی قال یامحمد لبیک وسعدیک قال هن خمس صلوات کل یوم ولیلة لکل صلاة عشر فتلک خمسون صلاة لا یبدل القول لدی ولا ینسخ کتابی تخفیفا عنک کتخفیف خمس صلوات

پھر میں موسیٰ اور اپنے رب کے پاس بار بار آتا جاتا رہا اور پانچ پانچ کی کمی ہوتی رہی حتیٰ کہ فرمایا یا محمد میں نے عرض کیا رب کریم میں حاضر ہوں فرمایا ہر دن رات میں پانچ نمازیں ہیں اور یہی پچاس ہیں کیونکہ ہمارا فیصلہ بدلتا نہیں اور نہ ختم ہوتا ہے ہاں آپ پر ہم تخفیف فرماتے ہیں جیسے پانچ نمازیں

جس نے نیکی کا ارداہ کیا لیکن اسے بجالا نہ سکا اس کے لئے نیکی لکھ دی جائے گی اگر اس نے عملاً وہ نیکی کر دی تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتیں ہیں، جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن کی نہیں تو اس کی برائی نہیں لکھی جاتی اور اگر عملاً برائی کر دی تو ایک ہی لکھی جائے گی پھر واپس حضرت موسیٰ علیھم السلام کے پاس آ کر بتایا تو انھوں نے کہا

ارجع الی ربک فاسأله التخفیف

پھر اپنے رب کے پاس جا کر کمی کروالو

فرمایا اب مجھے واپس جاتے ہوئے حیا آتا ہے اب میں خوش و مطمئن ہوں

فنادی منادان قد امضیت فریضتی و خففت عن عبادی

آواز دینے والے نے فرمایا میں نے اپنا فیصلہ محکم کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف فرمادی

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر زمین پر جاؤ

ایک کانہ مسکرانا

جب واپس لوٹے تو ہر آسمان والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک دی، مسکرا کر خوشی کا

اظہار کیا اور دعا خیر سے الوداع کیا مگر ایک نہ مسکرایا اور وہ دوزخ کا خازن تھا، جبریل امین نے بتایا

لم یضحک منذ خلق ولو ضحک لاحد یضحک الیک

جب سے اس کی تخلیق ہوئی یہ مسکرائے نہیں اگر یہ کسی کے ساتھ مسکراتے تو آپ کے ساتھ ضرور مسکراتے

جب آسمان دنیا سے نیچے آئے تو دھواں اور آوازیں سنیں پوچھا یہ کیا؟ جبریل امین نے عرض کیا یہ شیاطین ہیں؟ جو اولاد آدم پر اپنی کمندیں ڈال رہے ہیں

لا یتفکرون فی ملکوت السموات والارض ولولا ذلک لراأوا العجائب

آسمانوں وزمین کے ملکوت میں تفکر تدبر نہیں کرتے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ عجائبات کو دیکھ پاتے

راستہ میں قافلہ قریش

واپسی پر راستہ میں قریش کا قافلہ مکہ کی طرف آرہا تھا ایک اونٹ پر دو مشکیزے تھے ایک سبز اور دوسرا سفید تھا، جب ان کے برابر آئے ان کا وہ اونٹ بدکا تو مٹکے ٹوٹ گئے، اس وقت ان کا ایک اونٹ بھی گم تھا آپ ﷺ نے انھیں سلام کیا بعض نے کہا

ھذا صوت محمد ﷺ

یہ آواز محمد ﷺ کی محسوس ہوتی ہے

ابو جھل کا تمسخر

آپ ﷺ فجر سے پہلے مکہ واپس آئے اور معراج کی تفصیل بتائی تو ابو جھل نے آکر تمسخر کرتے ہوئے کہا آج کوئی اہم خبر ہے فرمایا ہاں کہنے لگا کونسی؟ فرمایا آج رات میں نے سیر کی ہے؟ کہنے لگا کہاں کی؟ فرمایا بیت المقدس تک، کہنے لگا وہاں سے تم صبح تک واپس بھی آگئے، فرمایا ہاں کہنے لگا جو مجھے بتایا ہے کیا پوری قوم کو بھی بتاؤ گے؟ فرمایا ہاں اس میں تمام لوگوں

کو جمع کرلیا اور کہنے لگا وہ بات انھیں بھی بتاؤ جو مجھے بتائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے، پوچھنے لگے کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک، کہنے لگا پھر تم وہاں سے صبح تک واپس بھی آگئے، فرمایا ہاں اس پر تمسخر اڑاتے ہوئے کسی نے تالی بجائی اور کسی نے متعجب ہوکر سر پر ہاتھ رکھ دیے، معطم بن عدی کہنے لگا اس سے پہلے تمہاری کچھ باتیں اچھی تھیں مگر آج والی بات تو سراسر جھوٹ ہے اس لئے میں آپ کے جھوٹا ہونے کا اعلان کرتا ہوں ہم تو اگر تیز اونٹ پر بیت المقدس پر جائے تو آتے جاتے مہینے لگ جائیں اور تم نے یہ سارا سفر ایک ہی رات میں طے کرلیا لات وعزیٰ قسم میں اس بات کی ہرگز تصدیق نہیں کرسکتا

سیدنا ابوبکر کی تصدیق

وہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے انھوں نے مطعم بن عدی کی گفتگو سنی تو فرمایا مطعم تو نے جو کچھ کہا غلط کہا

انا اشهد انه صادق

میں اعلان کرتا ہوں حضور ﷺ صحیح فرمارہے ہیں

مخالفین کہنے لگے ذرا بیت المقدس کے بارے میں تفصیل بتاؤ، اس کے دروازے، کھڑکیاں، فرش اور ارد گرد کونسے پہاڑ ہیں؟ حضور ﷺ ابھی اس کی ہیئت اور تفصیل کی طرف متوجہ ہی ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی آپ ﷺ نے تفصیل بیان کرنا شروع فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ یہ جملہ کہتے

صدقت اشهد انک رسول الله ﷺ

آپ ﷺ صحیح فرمارہے ہیں، میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں

مخالفین نے بھی تسلیم کیا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس کے بارے میں صحیح صحیح تفصیل دی ہے پھر مخالفین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم اتنے بڑے دانشمند ہو کر یہ کہہ رہے ہوں کہ ایک رات میں بیت المقدس ہو کر صبح تک واپس آ گئے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں

انی لا صدقه فیما هو ابعد من ذلک اصدقه میں تو ان کی اس سے بھی دور والی خبروں بخبر السماء فی غدوة وراحة کو مانتا ہوں کیونکہ میں تو صبح وشام ان کی آسمانی اطلاعات پر ایمان رکھتا ہوں

اس تصدیق کی بنا پر ان کا نام صدیق پڑ گیا

قافلہ کے بارے میں سوال

اچھا بتاؤ راستے میں قریش کا قافلہ تھا، کہاں تھا اس کی آمد کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ تمہارا قافلہ مقار وحا پر تھا ان کی اونٹنی گم تھی جس کی وہ تلاش کر رہے تھے ان کے پڑاؤ کی جگہ کوئی نہ تھا وہاں پانی کا پیالہ تھا میں نے اس سے پانی پیا، پھر فلاں قافلہ تھا ان کے اونٹ پر دو پانی کے مٹکے تھے سبز اور سفید، جب ہم اس کے برابر آئے تو وہ اونٹ بدکا اور دونوں مٹکے ٹوٹ گئے ،فلاں قافلہ مقام تنعیم پر تھا۔ پوچھا وہ قافلہ، مقام ثنیہ سے کب آئے گا فرمایا بدھ کے دن، جب بدھ کا دن آیا تو قریش نے اسے دیکھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ دن ڈوبنے کے قریب چلا گیا مگر قافلہ نہ آیا آپ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ نے سورج کو قافلہ آنے تک رک جانے کا حکم دیدیا قافلہ پہنچا تو ان پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی مثلاً تمہارا اونٹ گم ہوا تھا؟ کیا تمہارے پانی کے مٹکے ٹوٹے تھے؟ کیا تمہارے پاس پانی کا پیالہ تھا ؟ان تمام نے وہی بتایا جو حبیب خدا ﷺ کی زبان سے نکلا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

وما جعلنا الرءیا التی ارینک الافتنۃ للناس

اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمھیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کی خاطر

(الاسراء، ٦٠)

دولہا سے بڑھ کر خوشبو

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ کا جسم اقدس ہمیشہ سے خوشبودار تھا مگر شب معراج کے بعد

ریحہ عروس واطیب من ریح عروس

آپ کے جسم اقدس کی خوشبو دولہا کی خوشبو سے بھی بڑھ کے تھی

مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب جسم نبوی کی خوشبو کا مطالعہ کریں

جواہر البحار، ٣: ٤٦٣، ٤٧٨

تکمیل بروز پیر عید الاضحیٰ ١٤٢٤ جامع رحمانیہ شادمان لاہور بوقت 11 بجے دن ٢ فروری ٢٠٠٤

ماخذ و مراجع

کتاب	مصنف
قرآن	
زادالمسیر	امام ابن جوزی
المستدرک	امام حاکم
مسلم	امام مسلم
بخاری	امام بخاری
عمدۃ القاری	ملا علی قاری
مرقاۃ المفاتیح	امام رازی
الرسالۃ القشیریہ	امام قیشری
مفاتیح الغیب	امام رازی
نشرح قصیدہ بردہ	شیخ زادہ
الکشاف	علامہ جاراللہ زمخشری
المعراج الکبیر	امام نجم الدین الغیطی م:۹۹۹ھ
جواہر البحار	شیخ یوسف بن اسماعیل
فضائل بیت المقدس	شیخ ابولعامی مقدسی ۴۹۲ھ
اعلام الساجد	امام بدرالدین زرکشی
معالم التنزیل	امام مبغوی
نسیم الریاض	امام شہاب الدین احمد خفاجی ۱۱۸۳ھ
المعجم الکبیر للطبرانی	امام طبرانی
روح المعانی	علامہ محمود آلوسی ۱۲۷۰ھ
مسند احمد	امام احمد حنبل

کتاب	مصنف
فتح البیان	شیخ صدیق حسن خاں قنوجی
تفسیر القرآن بکلام الرحمان	شیخ ثناء اللہ امرتسری
الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	امام قاضی عیاض: ۶۵۵ھ
جامع البیان	امام ابن جریر طبری
فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی ۸۵۲
الجامع لاحکام القرآن	امام قرطبی
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی
البدایہ	امام ابن کثیر
شرح مسلم	امام قرطبی
الدر المنثور	امام جلال الدین سیوطی م: ۹۱۱ھ
مجمع الزوائد	امام نور الدین ھیثمی
تفسیر القرآن العظیم	امام ابن کثیر م: ۷۷۴ھ
کتاب العظمۃ	امام ابو الشیخ اصبہانی
زوائد مسند لابن احمد	شیخ عبد اللہ بن احمد
دلائل النبوۃ	امام بیہقی
المفہم	امام عبد اللہ قرطبی
بہجۃ النفوس	امام محمد ابن ابی جمرہ اندلسی
العقیدۃ الطحاویہ	امام طحاوی
عقائد نسفی	امام نسفی
اصول الدین	
منح الروض الازہر	ملا علی قاری
السراج الوھاج فی الاسراء والمعراج	

شرح جوهرة التوحید	شیخ ابراہیم بیجوری
النبراس	علامہ عبدالعزیز پرہاروی
تحفۃ الاعالی حاشیہ خوء المعالی	
الایۃ الکبری	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
انسان العیون	
اکمال المعلم	قاضی عیاض اندلس
المنہاج	امام نووی
اللباب فی علوم الکتاب	امام ابن عادل حنبلی
التذکرۃ	امام قرطبی
سیرت المصطفی	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
لوامع الانوار البھیۃ	علامہ سفارینی
سبل الھدی والرشاد	امام محمد بن یوسف صالحی
ھذا الحبیب یا محب	شیخ ابوبکر الجزائری
نشر الطیب	شیخ محمد اشرف علی تھانوی
رفع الخفاء	شیخ محمد بن حسن کردی
المواھب اللدنیہ	امام قسطلانی
زاد المعاد	شیخ ابن قیم
مدارج السالکین	شیخ ابن قیم
فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی
مکانۃ الصحیحین	ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر
فتاوی عزیزی	شاہ عبدالعزیز دہلوی
مختصر سیرۃ الرسول	شیخ عبداللہ بن محمد نجدی

تفہیم القرآن	مولانا سید مودودی
الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین سیوطی
الاسراء والمعراج	شیخ ناصر الدین البانی
اکمال و مکمل	امام ابی
الکاشف	امام طیبی
ارشاد الساری	امام قسطلانی
بحر العلوم	امام سمرقندی
فتوحات احمدیہ شرح الھمزیہ	شیخ جمل
مکتوبات	شیخ احمد، مجدد الف ثانی
اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
شرح بدء الامالی	امام ابوبکر جصاص
زرقانی علی المواہب	امام زرقانی مالکی
المنح المکیۃ	امام ابن حجر مکی
المستدرک	امام حاکم
مصنف	امام عبد الرزاق
تعلیم الایمان	مولانا نجم الغنی رامپوری
ہدیۃ المہدی	شیخ وحید الزماں
بغیۃ الرائد	شیخ صدیق حسن خاں
الجمل علی الجلالین	شیخ جمل
فتاویٰ امام نووی	امام نووی
الطبقات الکبریٰ	امام ابن سعد
دلائل النبوہ	امام بیہقی

عیون الاثر	امام ابن سید الناس
العجالۃ السنیۃ	حافظ عراقی
الروض الانف	امام سھیلی
الدر المنثور	امام جلال الدین سیوطی
سیرت ابن ہشام	امام ابن ھشام
سنن نسائی	امام نسائی
الکرمانی علی البخاری	امام یوسف کرمانی
وھو بالافق الاعلی	شیخ محمد علوی مالکی
النور الوھاج	امام اجھوری مالکی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد
نکاح کیوں فرمائے؟
مصنف
مفتی محمد خان قادری
شیخ محمد علی صابونی
کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
جامعہ اسلامیہ لاہور مین بلیوارڈ۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور
5300353-5300354

علم نبوی ﷺ اور متشابہات
وسعتِ علم نبوی ﷺ
تالیف
مفتی محمد خان قادری
کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی۔ لاہور 5300353-5300354

اپنی اولاد اور ورثاء کو خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں
صحابہ کی وصیتیں
تالیف
مفتی محمد خان قادری
کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
205- جامعہ رحمانیہ شادمان 1 لاہور (پاکستان)
092-42-7580004, 5300353-6

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شرح سلامِ رضا
مفتی محمد خان قادری
کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی۔ لاہور 5300353-5300354

سورۃ البقرہ کی آیت ۳۶ کی روشنی میں

عصمتِ انبیاء علیہم السلام

از
امام فخر الدین رازی
(المتوفی ۶۰۶ھ)

تقدیم و ترجمہ
مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

Why Did The BELOVED PROPHET (SAW) Perform Many Nikkahs?

Written By
Mufti Muhammad Khan Qadri
&
Sheikh Muhammad Ali Sabooni

Translated By
(In English)
Tariq Mahmood Butt

JAMIA ISLAMIA LAHORE
Main Boulevard Achison Housing Society
(Thokhar Niaz Beig) Lahore- Pakistan. Tel: 092-42-5300353-4

مفتی محمد خان قادری

امیرِ کاروانِ اسلام کی دیگر کتب

- شرح اج سک متراں دی
- حضور ﷺ کے آباء کی شانیں
- والدین مصطفےٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا
- مزاحِ نبوی ﷺ
- تبسم نبوی ﷺ
- علماء نجد کے نام اہم پیغام
- اللہ اللہ حضور کی باتیں ایک ہزار احادیث کا مجموعہ
- جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
- کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
- ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ
- مقصد اعتکاف
- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ
- رسول اللہ ﷺ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں مسئلہ ترک
- محبت اور اطاعت نبوی ﷺ
- آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
- نعل پاک حضور ﷺ
- صحابہ اور علم نبوی ﷺ
- روح ایمان، محبت نبوی ﷺ
- امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت ﷺ
- تفسیر سورۃ الکوثر
- تفسیر سورۃ القدر
- قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب
- امامت اور عمامہ
- فضیلت درود و سلام
- حدیث شریک پر اعتراضات کی حقیقت
- سدرہ تیری راہ گزر
- علم نبوی ﷺ اور متشابہات
- حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے ہیں؟
- صحابہ کی وصیتیں
- رفعت ذکر نبوی ﷺ
- کیا رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
- حضور ﷺ کی رضاعی مائیں
- ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
- عورت کی امامت کا مسئلہ
- عورت کی کتابت کا مسئلہ
- منہاج النحو
- منہاج المنطق
- معارف الاحکام
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
- ترجمہ فتاویٰ جلد پانزدہم
- ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
- ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ہفتم
- صحابہ اور محافلِ نعت
- صحابہ کے معمولات
- خواب کی شرعی حیثیت
- حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں اسلاف کا مذہب
- علم نبوی ﷺ اور امور دنیا
- علم نبوی ﷺ اور منافقین
- نظام حکومت نبوی ﷺ
- وسعت علم نبوی ﷺ
- معراج حبیب ﷺ خدا
- اسلام اور احترام نبوت ﷺ
- تفسیر سورۃ الضحیٰ والم نشرح
- شاہکار ربوبیت ﷺ
- ایمانِ والدین مصطفےٰ ﷺ
- حضور ﷺ کا سفر حج
- امتیازات مصطفےٰ ﷺ
- درِ رسول ﷺ کی حاضری
- ذخائرِ محمدیہ ﷺ
- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
- فضائلِ نعلین حضور ﷺ
- شرح سلام رضا
- نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
- نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جائے؟
- حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
- اسلام اور تحدید ازواج
- اسلام میں چھٹی کا تصور
- مسلک صدیق اکبرؓ عشق رسول ﷺ
- شبِ قدر اور اسکی فضیلت
- صحابہ اور تصور رسول پاک ﷺ
- مشتاقان جمال نبوی ﷺ کی کیفیات جذب و مستی
- اسلام اور احترام والدین
- والدین مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
- والدین مصطفےٰ ﷺ جنتی ہیں
- نسب نبوی ﷺ کا مقام
- عصمت انبیاء
- اسلام اور خدمت خلق
- تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کامیابی
- Why Did The BELOVED PROPHET (SAW) Perform Many Nikkahs?